واعظ الجمعہ

تحسینِ خطابت
جلد اول

2023ء

مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی
مفتی محمد احتشام قادری

www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

تحسینِ خطابت

جلد اوّل

(جنوری تا جون ۲۰۲۳ء)

تالیف و ترتیب

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

موضوع: وعظ و نصیحت

نام کتاب: واعظ الجمعہ (تحسینِ خطابت، ۲۰۲۳ء) جلد اوّل

تالیف و ترتیب: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری، مفتی کاشف محمود ہاشمی، مفتی محمد احتشام قادری حفظہم اللہ تعالی

مجموعی تعداد صفحات: ۹۴۴

عدد صفحات جلد اوّل: ۴۸۶

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

آن لائن/نشر اوّل

۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء

ISBN #

شرَفِ انتساب

میں اپنی اس کوشش کو اپنے مُشفِق، محسن ومربّی استاذ، استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم بستوی صدیقی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منسوب کرتا ہوں۔

آپ مرید وخلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند تھے، فقیہِ اہلِ سنّت، بہترین کاتب اور اکابر اہلِ سنّت سے تھے، رئیس الافتاء کی حیثیت سے مرکزی دارالِافتاء بریلی شریف میں تقریبًا ۵۲ سال تک خدمات انجام دیں، "فتاوی بریلی شریف" میں آپ کے کئی فتاوی شائع ہوئے، آپ کے تحریر کردہ فتاوی کے تقریباً ۱۵۰ ضخیم رجسٹر موجود ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اَوصافِ حمیدہ وکریمانہ اَخلاق کے مالک تھے، کمالات علمی وعملی، قوّت حافظہ، فہم وفراست، جُودتِ طبع ومہارتِ تامّہ، اور عربی ادب وفقہ میں تبحر سے آپ کو گراں قدر حصہ ملا۔

اللہ ربّ العالمین حضرت کے درجات بلند فرمائے، آپ کے علم وعرفان اور فُیوض وبرکات سے ہمیں اور جمیع اُمّت کو فیضیاب فرمائے! آمین بجاہِ سیّد المرسَلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!۔

وصلّى الله تعالى على خيرِ خَلقه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ومولانا محمدٍ وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعاگو ودعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۱۵ شوّال المکرّم ۱۴۴۵ھ / ۲۴ اپریل ۲۰۲۴ء

فہرستِ مضامین

فہرستِ مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۳۹
۲	خطباتِ جمعہ کی تیاری اور ادارۂ اہلِ سنّت	۴۰
۳	اسلام مخالف سازشوں کی بیخ کنی میں ادارۂ اہلِ سنّت کا کردار	۴۱
۴	تعلیماتِ رضا کے فروغ میں ادارۂ اہلِ سنّت کی چند خدمات	۴۲
۵	ادارۂ اہلِ سنّت کا مشن	۴۳
۶	خُطباء وواعظین کے لیے چند ضروری آداب	۴۴
۷	عربی خطبے کے چند آداب	۴۹
	خطباتِ جمعہ	
	جُمادَی الآخرۃ - رجب المرجب / جنوری	
۸	مسلمانوں کا عُروج وزَوال... اَسباب وتُدارک	۵۵
۹	مسلمانوں کے عُروج کا سنہری دَور	۵۵
۱۰	مسلمانوں کے عروج کے اَسباب	۵۶
۱۱	قرآن وسنّت پر مضبوطی سے عمل	۵۶
۱۲	عدل وانصاف کی بالادستی	۵۷

۱۳	آپسی اتحاد واتفاق	۵۸
۱۴	دینی غیرت وحمیت	۵۹
۱۵	دین وسیاست میں یکجہتی اور ہم آہنگی	۶۰
۱۶	مسلمانوں کے زوال کے اسباب	۶۲
۱۷	قرآن وسنّت سے دُوری	۶۳
۱۸	اِفتراق، انتشار اور نااِتفاقی	۶۵
۱۹	ناانصافی، قانون شکنی اور انصاف کادُہرامعیار	۶۷
۲۰	عبادت سے دُوری اور ناشکری	۶۸
۲۱	مغربی اَفکار اور کلچر سے محبت ومرعوبیت	۶۹
۲۲	نیکی کی دعوت کے جذبے کا مفقود ہونا	۷۰
۲۳	فکری ونظری جُمود اور علوم وایجادات سے غفلت	۷۰
۲۴	دنیاوی مال واَسباب سے محبت	۷۱
۲۵	اَسباب زوال کاتدارُک	۷۲
۲۶	اسلام کی حاکمیت	۷۲
۲۷	قرآنِ کریم سے محبت ورَہنمائی	۷۳
۲۸	سیرت وکردار کی تعمیر اور ذاتی کمزوریوں کی اِصلاح	۷۳
۲۹	نوجوان نسل کی ترجیحات کادُرست تعین	۷۴
۳۰	اُمّتِ مسلمہ کے نوجوانوں کے لیے لمحۂ فکریہ	۷۵

۳۱	**ووٹ کی اہمیت اور ہمارا طرزِ عمل**	۷۷
۳۲	ووٹ کا معنی ومفہوم	۷۷
۳۳	ووٹ کی اہمیت	۷۷
۳۴	ووٹ کا درست استعمال	۷۸
۳۵	ووٹ نہ ڈالنے کے نقصانات	۷۹
۳۶	ووٹ کی دینی وشرعی حیثیت	۸۰
۳۷	(۱)شہادت وگواہی	۸۱
۳۸	(۲)سفارش	۸۲
۳۹	(۳)قضاء وفیصلہ	۸۳
۴۰	قابل اور اہل لوگوں کو منتخب کرنے کا حکم	۸۴
۴۱	اہلیت نہ ہونے کے باوُجود اُمورِ سیاست میں حصہ لینا	۸۵
۴۲	ووٹ کی پامالی اور اِنتخابی دھاندلی	۸۵
۴۳	اسلام مخالف منشور کی حامل سیاسی جماعتوں کی حمایت	۸۶
۴۴	ووٹ کسے دیں؟	۸۷
۴۵	ہماری ذِمّہ داری	۸۷
۴۶	**خوشامد اور چاپلوسی کی مذمّت**	۸۹
۴۷	خوشامد اور چاپلوسی کی تعریف	۸۹
۴۸	جھوٹی تعریف چاہنے والوں کے لیے دردناک عذاب	۸۹

۴۹	بے جا تعریف کا نقصان	۹۰
۵۰	خوشامد اور چاپلوسی ... جھوٹ کی ایک قسم	۹۰
۵۱	تین بڑے گناہ	۹۰
۵۲	(۱) جھوٹ	۹۱
۵۳	(۲) نِفاق	۹۱
۵۴	(۳) کسی مسلمان کو فخر و غرور میں مبتلا کرنا	۹۲
۵۵	خوشامد اور چاپلوسی سے متعلق صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا طرزِ عمل	۹۲
۵۶	خوشامد اور چاپلوسی ... ایک مذموم و غیر اَخلاقی فعل	۹۳
۵۷	کسی کی تعریف کرنے کا صحیح و مسنون طریقہ	۹۳
۵۸	منہ پر تعریف باعثِ ہلاکت ہے	۹۴
۵۹	مدح و ستائش اور تعریف میں قاعدہ کُلیہ اور مقصودِ شریعت	۹۴
۶۰	خوشامد اور چاپلوسی کے اَسباب اور اُن کا علاج	۹۵
۶۱	خوشامد اور چاپلوسی ... ایک میٹھا زہر	۹۷
۶۲	**واقعۂ معراج اور دیدارِ الٰہی**	۹۹
۶۳	شبِ معراج دیدارِ الٰہی، قرآن کی رَوشنی میں	۱۰۰
۶۴	شبِ معراج دیدارِ الٰہی، اَحادیث مبارکہ کی رَوشنی میں	۱۰۱
۶۵	شبِ معراج دیدارِ الٰہی، اقوالِ صحابہ کی رَوشنی میں	۱۰۵
۶۶	شبِ معراج دیدارِ الٰہی، اقوال علماء کی رَوشنی میں	۱۰۸

	رجب المرجّب - شعبان المعظم /فروری	
۶۷	**مغربی اِستعمارِ نَو اور اُس کے اِسلام مخالف حربے**	۱۱۲
۶۸	اِستعمار کا لُغوی و اِصطلاحی معنی	۱۱۲
۶۹	نَوآبادیاتی نظام کی اِصطلاح	۱۱۲
۷۰	اِستعماریت و سامراجیت میں باہم فرق	۱۱۳
۷۱	اِستعماری طاقتوں کی ریشہ دَوانیوں اور سازشوں میں اِضافہ	۱۱۳
۷۲	مغربی اِستعمارِ نَو کے اِسلام مخالف حربے	۱۱۴
۷۳	عالَمِ اسلام میں پُھوٹ اور عدم استحکام	۱۱۴
۷۴	اِسلام کی نظریاتی و فکری سرحدوں پر حملہ	۱۱۷
۷۵	توہینِ رسالت پر مبنی گستاخانہ خاکوں کی اِشاعت	۱۱۷
۷۶	فرقہ واریت کا فروغ	۱۱۸
۷۷	حقوق کے نام پر اقلیتوں کو اکسانا اور بھڑکانا	۱۲۰
۷۸	مغربی کلچر کا فروغ	۱۲۰
۷۹	مغرب نواز کٹھ پتلی حکومتوں کا قیام	۱۲۱
۸۰	دنیا بھر کے میڈیا پر کنٹرول	۱۲۲
۸۱	غریب اور ترقی پذیر ممالک کو قرضوں کی فراہمی	۱۲۳
۸۲	مغربی نظامِ تعلیم	۱۲۳

۸۳	فیملی پلاننگ اور "کم بچے خوشحال گھرانہ" کا نعرہ	۱۲۴
۸۴	ارضِ فلسطین پر یہودی آباد کاری	۱۲۵
۸۵	آزادیٔ نسواں اور "میرا جسم میری مرضی" کے نعرے	۱۲۶
۸۶	فحاشی و بے حیائی کا فروغ	۱۲۸
۸۷	بنیاد پرستی اور رجعت پسندی کے طعنے	۱۳۰
۸۸	مسلمانوں کے لیے "جہادی" کی اصطلاح	۱۳۱
۸۹	استعماری حملوں سے بچاؤ میں ہمارا کردار و ذمّہ داری	۱۳۱
۹۰	**حوصلہ اَفزائی کی اہمیت**	۱۳۳
۹۱	حَوصلہ اَفزائی سے مراد	۱۳۳
۹۲	حَوصلہ اَفزائی کی طرف رغبت اور فطرتِ انسانی	۱۳۴
۹۳	حَوصلہ اَفزائی کی بدَولت برَوقت اَہداف کی تکمیل	۱۳۵
۹۴	دوسروں کی حَوصلہ اَفزائی قصداً نہ کرنے کی مذموم ذہنیت	۱۳۵
۹۵	حوصلہ اَفزائی سے متعلق نبوی طرزِ عمل	۱۳۶
۹۶	سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی	۱۳۷
۹۷	سیّدنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی	۱۳۸
۹۸	سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی	۱۳۸
۹۹	سیّدنا علی مرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی	۱۳۹
۱۰۰	بچوں کو باصلاحیت بنانے میں حوصلہ افزائی کا کردار	۱۴۰

۱۰۱	حوصلہ اَفزائی کے فوائد	۱۴۱
۱۰۲	حوصلہ اَفزائی کے سبب کچھ کرِدکھانے کی لگن کا پیدا ہونا	۱۴۱
۱۰۳	حوصلہ شکنی کا نقصان	۱۴۳
۱۰۴	بچوں کی حوصلہ افزائی کے حوالے سے چند مفید اِقدامات	۱۴۳
۱۰۵	اَہداف سے کم کامیابی پر بے جا تنقید کا طرزِ عمل	۱۴۴
۱۰۶	**کفر واِلحاد کی اسلام دشمنی اور مذموم ہتھکنڈے**	۱۴۶
۱۰۷	اِلحاد سے مُراد	۱۴۶
۱۰۸	مُلحِد کے متعلق حکمِ شرعی	۱۴۷
۱۰۹	مُلحِد کی اَقسام	۱۴۷
۱۱۰	گمراہی اور اِلحاد کی طرف پیش قدمی	۱۴۷
۱۱۱	اِلحاد کی مذمّت	۱۴۸
۱۱۲	ملحدوں کی پہچان	۱۴۹
۱۱۳	ملحد اور بے دین طبقہ کے اسلام مخالف حربے	۱۴۹
۱۱۴	(۱) وُجودِ باری تعالی کا انکار	۱۵۰
۱۱۵	(۲) ناموسِ رسالت اِیشو (Issue) پر اعتراضات اور دین سے دُوری	۱۵۰
۱۱۶	(۳) اسلامی عقائد کو عقلِ انسانی کے ترازُو میں تولنا	۱۵۱
۱۱۷	(۴) مسلمانوں میں تفرِقہ بازی کا باعث بننا	۱۵۱

۱۱۸	(۵) محض مفروضات کی بنیاد پر قطعی اور بنیادی اَحکام ومسائل کی پامالی	۱۵۱
۱۱۹	(۶) پردہ اور حجاب کے خلاف پروپیگنڈہ	۱۵۲
۱۲۰	(۷) سوشل میڈیا... ملحِدوں کا ایک مؤثر حربہ	۱۵۴
۱۲۱	(۸) نظامِ تعلیم اور نصاب تعلیم میں خرابیاں	۱۵۵
۱۲۲	کفر والحاد کا سدِّباب	۱۵۵
۱۲۳	انٹرنیشنل چیلنجز اور دینی طلباء کی خصوصی تعلیم وتربیت	۱۵۶
۱۲۴	اُمّتِ مسلمہ کی ذمّہ داری	۱۵۷
	شعبان المعظّم – رمضان المبارک /مارچ	
۱۲۵	**عمرہ کے فضائل ومسائل**	۱۵۸
۱۲۶	عمرہ کی تعریف	۱۵۸
۱۲۷	مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ حج وعمرہ ادا کرنے کا حکم	۱۵۸
۱۲۸	حج وعمرہ کی ادائیگی میں بنیادی فرق	۱۵۹
۱۲۹	عمرہ کے فضائل	۱۵۹
۱۳۰	گناہوں کا کفّارہ	۱۵۹
۱۳۱	محتاجی سے نَجات	۱۶۰
۱۳۲	اللہ تعالی کے تین وفد اور مہمان	۱۶۰
۱۳۳	رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت	۱۶۱

۱۳۴	عمرہ کے ساتھ ساتھ فرائض وواجبات کی ادائیگی کا حکم	۱۶۱
۱۳۵	بے حساب بخشش، مغفرت اور جنّت میں داخلہ	۱۶۲
۱۳۶	عمرہ والوں کے لیے چند ضروری آداب وہدایات	۱۶۲
۱۳۷	عمرہ کے بنیادی اَفعال	۱۶۴
۱۳۸	اِحرام کی نیّت اور ظاہری صفائی کا اہتمام	۱۶۴
۱۳۹	تلبیہ (لبیک) کہنا	۱۶۵
۱۴۰	لبیک کہنے کے بعد دعا کرنا	۱۶۵
۱۴۱	اِحرام کی پابندیوں کا لحاظ اور ذکر ودُرود کی کثرت	۱۶۶
۱۴۲	مسجدِ حرام میں "باب السلام" سے داخلہ	۱۶۷
۱۴۳	طوافِ عمرہ کی نیّت	۱۶۷
۱۴۴	اِستلام (حجرِ اسوَد کو بوسہ دینا یا اشارے سے چُومنا)	۱۶۷
۱۴۵	مقامِ ملتزَم پر حاضری	۱۶۸
۱۴۶	صفاومَروہ کی سعی	۱۶۸
۱۴۷	حَلق یا تقصیر کروانا	۱۶۹
۱۴۸	بارگاہِ رسالت میں حاضری	۱۶۹
۱۴۹	دربارِ رسالت کے آداب کی پاسداری	۱۷۰
۱۵۰	عمرہ کے چند شرعی مسائل	۱۷۱

۱۵۱	**دین فروشی**	۱۷۵
۱۵۲	دین فروشی کیا ہے؟	۱۷۵
۱۵۳	دین فروشی کی مختلف صورتیں	۱۷۵
۱۵۴	دین فروشی کی مذمّت	۱۷۶
۱۵۵	دنیاوی مفاد کی غرض سے اسلامی تعلیمات میں رَدوبدل	۱۷۶
۱۵۶	علمِ دین یا حق بات کو چُھپانا بھی دین فروشی ہے	۱۷۷
۱۵۷	بلاوجہِ شرعی علم چُھپانے کی سزا	۱۷۸
۱۵۸	حق بات چھپانے اور دین فروشی کرنے والوں کا انجام	۱۷۸
۱۵۹	جھوٹی قسمیں کھانا اور غلط فتوے دینا	۱۷۹
۱۶۰	دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا بھی دین فروشی ہے	۱۸۱
۱۶۱	دین فروشی...دنیا و آخرت میں بربادی اور خسارے کا باعث	۱۸۱
۱۶۲	دینی عمل کے ذریعے دنیا طلبی کا انجام	۱۸۲
۱۶۳	اِجماعِ اُمّت سے اِنحراف	۱۸۵
۱۶۴	پُرفتن دَور میں دین فروشی کا عام ہونا	۱۸۵
۱۶۵	دین فروش علمائے سُوء کا مذموم کردار	۱۸۷
۱۶۶	علمائے حقّہ کی ذمّہ داری	۱۸۸
۱۶۷	**ایمان کسے کہتے ہیں؟**	۱۹۰
۱۶۸	ایمان کا معنی و مفہوم	۱۹۰

۱۶۹	اِیمان کیا ہے؟	۱۹۱
۱۷۰	اِیمان کی حقیقت	۱۹۱
۱۷۱	اِیمان کی ضرورت واہمیت	۱۹۲
۱۷۲	اِیمان کی صفات	۱۹۳
۱۷۳	اِیمان کے سات اَرکان	۱۹۳
۱۷۴	(۱) اللہ تعالی پر ایمان	۱۹۳
۱۷۵	(۲) فرشتوں پر ایمان	۱۹۴
۱۷۶	(۳) تمام آسمانی کتابوں پر ایمان	۱۹۵
۱۷۷	(۴)روزِ آخرت بار گاہِ الٰہی میں حاضری پر اِیمان	۱۹۶
۱۷۸	(۵) تمام انبیاءورُسُل پر ایمان	۱۹۷
۱۷۹	(۶) قیامت قائم ہونے پر ایمان	۱۹۸
۱۸۰	(۷) اچھی بُری تقدیر پر ایمان	۱۹۹
۱۸۱	اِیمان کی حلاوَت اور چاشنی	۲۰۱
۱۸۲	ایمانِ کامل کی نشانیاں	۲۰۲
۱۸۳	ایمان کے درجۂ کمال تک پہنچنے کے لیے ضروری بات	۲۰۳
۱۸۴	انسانی زندگی پر اِیمان کے اثرات	۲۰۳
۱۸۵	**اللہ تعالی کے وعدے اور ہمارا طرزِ عمل**	۲۰۶
۱۸۶	وعدہ کی تعریف	۲۰۶

۱۸۷	اِیفائے عہد...صفتِ باری تعالی	۲۰۷
۱۸۸	اللہ تعالی کے چند وعدے	۲۰۷
۱۸۹	ایمان پر ثابت قدم رہنے والوں سے جنّت کا وعدہ	۲۰۷
۱۹۰	اہلِ ایمان کے لیے طاقت، اقتدار اور عُروج کا وعدہ	۲۰۸
۱۹۱	رزق کا وعدہ	۲۱۰
۱۹۲	موت کے بعد دوبارہ زندگی کا وعدہ	۲۱۱
۱۹۳	دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ	۲۱۳
۱۹۴	نعمتوں کے شکر اور ناشکری سے متعلق وعدہ	۲۱۳
۱۹۵	**مہنگائی کا طوفان...اَسباب اور حل**	۲۱۵
۱۹۶	غریب عوام کی حالتِ زار	۲۱۵
۱۹۷	گراں فروشی کے حوالے سے اَسلاف کا طرزِ عمل	۲۱۶
۱۹۸	مہنگائی کے خواہاں تاجروں کی مذمّت	۲۱۷
۱۹۹	مہنگائی اور بے برکتی کے چند اَسباب	۲۱۸
۲۰۰	(۱) بے جا ٹیکسوں (Taxes) کی بھرمار	۲۱۸
۲۰۱	(۲) ناحق ٹیکس وُصولی کا انجام	۲۱۹
۲۰۲	(۳) غیر ضروری اِخراجات	۲۲۰
۲۰۳	(۴) جدید اور شاہانہ طرزِ زندگی	۲۲۲
۲۰۴	(۵) ایندھن (Fuel) کا غیر ضروری استعمال	۲۲۲

۲۰۵	(٦)سپلائی (Supply) کی قلّت	۲۲۴
۲۰٦	(۷) ناپ تول میں کمی	۲۲۴
۲۰۷	(۸) اَشیائے خورد و نوش کی ذخیرہ اندوزی	۲۲۵
۲۰۸	قحط اور مہنگائی کا سبب بننا، رحمتِ الٰہی سے دُوری کا باعث ہے	۲۲٦
۲۰۹	(۹)کیپٹل اِزم (Capitalism) کا مایاجال	۲۲۷
۲۱۰	(۱۰)کنزیومرازم (Consumerism) کا فروغ	۲۲۷
۲۱۱	(۱۱)بجلی کی قیمت میں ہوش رُبا اِضافہ	۲۲۸
۲۱۲	(۱۲)کرپشن اور بدعنوانی	۲۲۹
۲۱۳	(۱۳)دو طبقاتی نظام اور اِشرافیہ کو حاصل مُراعات	۲۲۹
۲۱۴	(۱۴)سیاستدانوں کا پروٹوکول (Protocol)	۲۳۲
۲۱۵	مہنگائی سے نَجات پانے کے طریقے	۲۳۳
۲۱٦	(۱) اللہ تعالٰی کی اِطاعت و فرمانبرداری اور توکُّل	۲۳۴
۲۱۷	(۲) توبہ، استغفار اور نیک اعمال کی کثرت	۲۳۴
۲۱۸	(۳) موت کی یاد	۲۳۵
۲۱۹	(۴) اللہ تعالٰی پر توکُّل	۲۳٦
۲۲۰	(۵)رزق کمانے میں میانہ رَوِی اختیار کرنا	۲۳۷
۲۲۱	(٦) فُضول خرچی اور اِسراف سے اجتناب	۲۳۸
۲۲۲	(۷)مہنگی اشیاء کے متبادِل کی تلاش	۲۳۹
۲۲۳	(۸) صرف ضروری اشیاء کی خریداری پر اِکتفاء کریں	۲۴۰

۲۲۴	(۹) اسلامی اُصولِ تجارت کی پابندی	۲۴۰
۲۲۵	(۱۰) سادَہ طرزِ زندگی	۲۴۲
۲۲۶	وقت کا تقاضا اور ہمارے حکمرانوں کی ذمّہ داری	۲۴۲
۲۲۷	حکمرانوں سے رِعایا کے حقوق کے بارے میں پُوچھ گچھ ہونی ہے!	۲۴۳
۲۲۸	رِعایا کے حقوق کی پامالی کی سزا	۲۴۴
۲۲۹	خلاصۂ کلام	۲۴۴
	رمضان المبارک - شوال المکرّم / اپریل	
۲۳۰	**اللہ دیکھ رہا ہے**	۲۴۶
۲۳۱	اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے	۲۴۶
۲۳۲	اللہ تعالیٰ شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے	۲۴۷
۲۳۳	اللہ تعالیٰ ہمارے سب کام دیکھ رہا ہے	۲۴۸
۲۳۴	فکرِ آخرت کا حکم	۲۴۸
۲۳۵	ہر عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا	۲۴۹
۲۳۶	حضرت سیّدنا لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وصیت	۲۵۰
۲۳۷	عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو!	۲۵۱
۲۳۸	اللہ تعالیٰ سے دلوں کے راز پوشیدہ نہیں	۲۵۲
۲۳۹	گنہگاروں کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی تنبیہ	۲۵۳
۲۴۰	اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہے	۲۵۴

۲۴۱	گناہوں پر دلیری	۲۵۵
۲۴۲	کوئی دیکھے نہ دیکھے، اللہ تو دیکھ رہا ہے	۲۵۶
۲۴۳	خود اپنا مُحاسبہ کیجیے	۲۵۷
۲۴۴	اللہ و رسول سے ہمارے راز پوشیدہ نہیں	۲۵۸
۲۴۵	اللہ تعالی ظاہر و باطن سے آگاہ ہے	۲۵۹
۲۴۶	گناہ سے بچنے کے تین طریقے	۲۶۰
۲۴۷	(۱) جلوَت و خلوَت میں اللہ تعالی دیکھ رہا ہے	۲۶۱
۲۴۸	(۲) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں	۲۶۱
۲۴۹	اعمال نامہ لکھنے کا حکم	۲۶۲
۲۵۰	(۳) ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے	۲۶۲
۲۵۱	دل کا سکون و چین	۲۶۳
۲۵۲	**بخل کی مذمّت اور اس کا علاج**	۲۶۴
۲۵۳	بخل و کنجوسی کا لُغوی و اِصطلاحی معنیٰ	۲۶۴
۲۵۴	بخل و کنجوسی کی مُمانعت	۲۶۵
۲۵۵	دردناک عذاب کی وعید	۲۶۵
۲۵۶	زکات کی ادائیگی میں کوتاہی کا انجام	۲۶۶
۲۵۷	ناپسندیدہ بندے	۲۶۷
۲۵۸	بخل و کنجوسی... ایک انتہائی مذموم صفت	۲۶۷

۲۵۹	بخل کی رَوِش	۲۶۷
۲۶۰	عذابِ جہنّم کا باعث	۲۶۸
۲۶۱	بخیل و کنجوس...جہنّم سے قریب ہے	۲۶۸
۲۶۲	بخل و کنجوسی باعثِ ہلاکت ہے	۲۶۹
۲۶۳	بخیل شخص کبھی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا	۲۶۹
۲۶۴	جنّت میں داخلے سے محرومی	۲۷۰
۲۶۵	دنیاوآخرت میں ہلاکت کا باعث	۲۷۰
۲۶۶	انسان کی دو بُری عادتیں	۲۷۱
۲۶۷	بخیلوں کا بلاحساب جہنّم میں داخلہ	۲۷۱
۲۶۸	بخل جہنّم کے ایک درخت کا نام ہے	۲۷۱
۲۶۹	جاہل سخی، عبادت گزار بخیل سے بہتر ہے	۲۷۲
۲۷۰	سلام کرنے میں بخل کرنا	۲۷۳
۲۷۱	حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دُرودوسلام بھیجنے میں بخل سے کام لینا	۲۷۳
۲۷۲	بخل کے دینی ودنیاوی نقصانات	۲۷۳
۲۷۳	بخل کے اَسباب اور اُن کا علاج	۲۷۴
۲۷۴	بخل سے بچنے کی دعا	۲۷۶
۲۷۵	خلاصۂ کلام	۲۷۶
۲۷۶	**جنّت اور اُس کی نعمتیں**	۲۷۸
۲۷۷	جنّت کا آسائش وآرام	۲۷۸

۲۷۸	جنّت کی لازَوال نعمتیں	۲۸۱
۲۷۹	جنّت کے پاکیزہ محلّات	۲۸۱
۲۸۰	جنّت کے بالاخانے	۲۸۲
۲۸۱	جنّت کی نہریں	۲۸۳
۲۸۲	نعمتوں سے بھرپور باغات	۲۸۳
۲۸۳	جنّتی باغوں میں مہمان نوازی	۲۸۴
۲۸۴	سونے کے کنگن اور عمدہ ریشمی کپڑے	۲۸۴
۲۸۵	دنیا کے پھلوں سے صورۃً مُشابہ پھل اور پاکیزہ بیویاں	۲۸۵
۲۸۶	غموں اور اندیشوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نَجات	۲۸۶
۲۸۷	ہمیشہ کے لیے جنّت میں ٹھکانہ	۲۸۶
۲۸۸	فُضول، بیہودہ اور لَغو باتوں سے نَجات	۲۸۶
۲۸۹	مَن چاہی مُرادوں کا پورا ہونا	۲۸۷
۲۹۰	جنّت کے میوے، پاکیزہ مشروبات، باغات اور حُوریں	۲۸۸
۲۹۱	جنّتی حُور کا مقام	۲۸۹
۲۹۲	جنّت کے باغات اور بڑا فضل	۲۹۰
۲۹۳	جنّت کے ہر میوے کی دو قسمیں	۲۹۱
۲۹۴	جنّت کی تھوڑی سی جگہ بھی دنیا و مافیہا سے بہتر	۲۹۲
۲۹۵	جنّت کی سب سے بڑی نعمت	۲۹۲

۲۹۶	متّقی و پرہیزگار لوگوں کا ٹھکانہ	۲۹۳
۲۹۷	جنّت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ	۲۹۳
۲۹۸	جنّت کا موسم اور ماحول	۲۹۴
۲۹۹	جنّت کس چیز سے بنی ہے؟	۲۹۵
۳۰۰	جنّت کا درخت	۲۹۵
۳۰۱	جنّت کے اَحوال اور اِنعام واِکرام	۲۹۶
۳۰۲	حصولِ جنّت کے لیے کوشش کا حکم	۲۹۶
۳۰۳	اہلِ جنّت کے معمولات	۲۹۷
۳۰۴	جنّت میں گھر کیسے بنائیں؟	۲۹۷
۳۰۵	دعا میں جنّت الفردَوس مانگنے کی تلقین	۲۹۸
۳۰۶	اہلِ ایمان سے جنّت کا وعدہ	۲۹۸
۳۰۷	**مسلم دنیا اور سائنسی افکار**	۳۰۰
۳۰۸	سائنس (Science) کیا ہے؟	۳۰۰
۳۰۹	سائنسی نظریات سے متعلق طبقاتی تقسیم	۳۰۱
۳۱۰	قرآنِ حکیم سائنس کی کتاب نہیں	۳۰۲
۳۱۱	کائنات کے اَسرار و رُموز سے آگاہی	۳۰۳
۳۱۲	تخلیقِ انسانی کا مرحلہ وار بیان	۳۰۳
۳۱۳	چاند سورج کی اپنے اپنے مدار میں گردش	۳۰۴

۳۱۴	زمین کے نہ ہلنے کی وجہ	۳۰۵
۳۱۵	خَلا میں تیرتے سیاروں کے باہَم نہ ٹکرانے کی وجہ	۳۰۵
۳۱۶	بادَل بننے، بارش برسنے اور اَولے پڑنے کی قرآنی توجیہ	۳۰۶
۳۱۷	دنیاوآخرت میں کامیابی کی بنیادی کلید	۳۰۷
۳۱۸	عجائباتِ دنیا میں غور وفکر کا حکم	۳۰۷
۳۱۹	چند مسلم سائنسدان اور ان کی اِیجادات	۳۰۸
۳۲۰	(۱) جابر بن حیّان	۳۰۸
۳۲۱	(۲) عبد المالک اصمعی	۳۰۹
۳۲۲	(۳) ابو القاسم زَہراوی	۳۰۹
۳۲۳	(۴) ابنِ سینا	۳۰۹
۳۲۴	(۵) عطارد الکاتب	۳۱۰
۳۲۵	(۶) ابو بکر محمد بن زکریا رازی	۳۱۰
۳۲۶	(۷) ابن الہیثم	۳۱۱
۳۲۷	(۸) عباس ابنِ فرناس	۳۱۱
۳۲۸	(۹) محمد بن موسیٰ خوارزمی	۳۱۲
۳۲۹	(۱۰) ابو اِسحاق زرقالی	۳۱۲
۳۳۰	(۱۱) الجرازی	۳۱۳
۳۳۱	(۱۲) حسن الرماہ	۳۱۳

۳۳۲	مسلم مُعاشرے میں علمی اِنحطاط... آخر کیوں؟	۳۱۴
۳۳۳	ہمارے علمی وفکری اور سائنسی جُمود کے اَسباب	۳۱۴
۳۳۴	(۱) ترکِ قرآن	۳۱۴
۳۳۵	(۲) علم و تحقیق سے دُوری اور عدم دلچسپی	۳۱۶
۳۳۶	(۳) قیادت ورَہنمائی کا فقدان	۳۱۸
۳۳۷	(۴) غیر معیاری درسگاہیں اور نظامِ تعلیم	۳۱۹
۳۳۸	خلاصۂ کلام	۳۲۰
	شوّال المکرّم - ذی القعدہ / مئی	
۳۳۹	**قائدِ ملّتِ اسلامیہ فاتحِ قادیانیت علّامہ شاہ احمد نورانی**	۳۲۲
۳۴۰	علّامہ شاہ احمد نورانی ... ایک ہمہ جہت شخصیت	۳۲۲
۳۴۱	ولادتِ باسعادت	۳۲۳
۳۴۲	خاندانی پسِ منظر	۳۲۳
۳۴۳	نجیب الطرفین صدّیقی نسبت	۳۲۵
۳۴۴	تعلیم وتربیت	۳۲۵
۳۴۵	اساتذہ ومشائخ	۳۲۶
۳۴۶	اَلقاب	۳۲۶
۳۴۷	بیعت وخلافت	۳۲۷
۳۴۸	رشتۂ اِزدِواج اور اولادِ اَمجاد	۳۲۷
۳۴۹	رُفقاء ومُعاصرین	۳۲۷

۳۵۰	ذریعۂ مُعاش	۳۲۸
۳۵۱	دنیا کی مختلف زبانوں پر عُبور	۳۲۹
۳۵۲	دلنشیں اندازِ خطابت	۳۲۹
۳۵۳	سیرت وخصائص	۳۳۰
۳۵۴	حق گوئی وبے باکی	۳۳۰
۳۵۵	مہمان نوازی	۳۳۱
۳۵۶	ذاتِ باری تعالی پر یقین وتوکُّل	۳۳۲
۳۵۷	بے داغ سیاسی کردار اور فہم وفراست	۳۳۲
۳۵۸	عملی سیاست کا آغاز	۳۳۳
۳۵۹	پاکستان میں تشریف آوری	۳۳۳
۳۶۰	غیرتِ ایمانی	۳۳۴
۳۶۱	نمازِ تراویح میں اِمامت	۳۳۴
۳۶۲	پاکستان میں پہلی بار الیکشن میں حصہ لیا	۳۳۵
۳۶۳	ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد	۳۳۵
۳۶۴	"عقیدۂ ختمِ نبوّت" پر پہرہ داری اور "فتنۂ قادیانیت" کی بیخ کنی	۳۳۶
۳۶۵	آئینِ پاکستان میں "مسلمان کی تعریف" کا اِندراج	۳۳۷
۳۶۶	"تحریکِ نظامِ مصطفی" میں حصہ اور قید وبند کی صُعوبتیں	۳۳۷
۳۶۷	آئینِ پاکستان کی تدوین وتشکیل میں مُعاوَنت	۳۳۸
۳۶۸	اسلامی آئین اور نظامِ مصطفی کے نفاذ میں حائل رُکاوٹیں	۳۳۹

۳۶۹	غیر مسلموں کا قبولِ اسلام	۳۴۰
۳۷۰	دعوتِ اسلامی کا قیام	۳۴۰
۳۷۱	ایران و عراق جنگ کا خاتمہ اور باہم مُصالحت میں کردار	۳۴۰
۳۷۲	تبلیغی اَسفار	۳۴۱
۳۷۳	اسلامی مراکز اور تنظیموں کی سرپرستی	۳۴۱
۳۷۴	تصنیفات	۳۴۳
۳۷۵	وِصال شریف، نمازِ جنازہ اور تدفین	۳۴۳
۳۷۶	قائدِ ملّت اسلامیہ کا مشن اور پیغام	۳۴۴
	اسپورٹس کلچر کے نقصانات اور اسلامی تعلیمات	۳۴۷
۳۷۷	طاقتور مؤمن کی شان	۳۴۷
۳۷۸	کھیل کُود سے متعلق اسلامی تعلیمات	۳۴۸
۳۷۹	تیر اندازی (Archery)	۳۴۸
۳۸۰	گھوڑے پالنا (Horse Breeding)	۳۵۰
۳۸۱	دَوڑ لگانا (Running)	۳۵۱
۳۸۲	نیزہ بازی (Tent Pegging)	۳۵۱
۳۸۳	تیراکی (Swimming)	۳۵۲
۳۸۴	بے مقصد کھیل کُود اور لہو ولعب	۳۵۳
۳۸۵	بندۂ مؤمن کی پہچان	۳۵۳
۳۸۶	اسپورٹس کلچر کے نقصانات	۳۵۴

۳۸۷	فرائض وواجبات میں سُستی و کوتاہی	۳۵۴
۳۸۸	ملکی سرمائے کی مغربی ممالک کی طرف منتقلی	۳۵۶
۳۸۹	نَوجوان نسل میں غور وفکر کا فقدان	۳۵۶
۳۹۰	غیر یقینی مستقبل اور وقت کا زِیاں	۳۵۷
۳۹۱	خلاصۂ کلام	۳۵۷
۳۹۲	**فحاشی کی تعریف اور سپریم کورٹ کا غیر شرعی فیصلہ**	۳۵۹
۳۹۳	سپریم کورٹ فیصلے کا پس منظر	۳۵۹
۳۹۴	اِستعماری لبرل نظریات کی عکّاسی	۳۶۰
۳۹۵	سپریم کورٹ فیصلے میں اختلافِ رائے کا باعث بننے والے چند اہم نِکات	۳۶۰
۳۹۶	(۱) آزادیٔ اِظہار اور حقِ معلومات	۳۶۱
۳۹۷	فحاشی و بے حیائی کی مُمانعت	۳۶۲
۳۹۸	آئینِ پاکستان میں اسلامی ماحول کی فراہمی کا وعدہ	۳۶۳
۳۹۹	مسلمان کی آزادیٔ اظہار مذہب کے تابع ہے	۳۶۵
۴۰۰	(۲) فحاشی کی غیر شرعی وغیر آئینی تعریف	۳۶۵
۴۰۱	آئینِ پاکستان میں فحاشی و بے حیائی کی مُمانعت	۳۶۶
۴۰۲	فحاشی کی صحیح تعریف	۳۶۷
۴۰۳	فحاشی و بے حیائی کی مختلف صورتیں	۳۶۸

۴۰۴	فحاشی و بے حیائی عام کرنے والوں کا انجام	۳۶۹
۴۰۵	(۳) شکایات کونسل کے ممبران کے انتخاب میں سُقم	۳۶۹
۴۰۶	(۴) مذہبی تعلیمات کے خلاف عدالتوں کے کردار پر سوالیہ نشان	۳۷۱
۴۰۷	لبرل اِزم کے حامیوں کا مذموم ایجنڈہ	۳۷۱
۴۰۸	فحاشی و بے حیائی عام کرنے میں میڈیا کا مذموم کردار	۳۷۲
۴۰۹	میڈیا سے فحاشی کے خاتمے کے لیے چند سفارشات	۳۷۳
۴۱۰	پاکستانی عدالتوں کے لیے ایک اہم تجویز	۳۷۴
۴۱۱	**بدنگاہی کے اثرات**	۳۷۶
۴۱۲	بدنگاہی سے بچنے کا حکم	۳۷۶
۴۱۳	بدنگاہی...بدکاری کا نقطۂ آغاز	۳۷۷
۴۱۴	آنکھوں کی خِیانت	۳۷۷
۴۱۵	روزِ محشر جسمانی اعضاء سے متعلق پُوچھ گچھ	۳۷۸
۴۱۶	شیطان کا زہریلا تیر	۳۷۹
۴۱۷	بدنگاہی... شکل و صورت بگڑنے کا باعث	۳۷۹
۴۱۸	بدنگاہی کرنے والا لعنت کا مستحق ہے	۳۸۰
۴۱۹	بدنگاہی... آنکھوں کا زِنا	۳۸۰
۴۲۰	آنکھوں میں زِنا کے اثرات	۳۸۱
۴۲۱	بدنگاہی...شیطان کا کامیاب وار	۳۸۲

۴۲۲	عبادت کی حلاوت و مٹھاس	۳۸۳
۴۲۳	جنّت کی ضمانت	۳۸۳
۴۲۴	جہنّم سے حفاظت کا سبب	۳۸۴
۴۲۵	اچانک نظر پڑ جانے کا حکم	۳۸۵
۴۲۶	بدنگاہی کی موجودہ جدید صورتیں	۳۸۶
۴۲۷	ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل	۳۸۷
۴۲۸	بدنگاہی کے نقصانات	۳۸۸
۴۲۹	بدنگاہی اور بے حیائی عام کرنے میں میڈیا کا شیطانی کردار	۳۸۸
۴۳۰	بدنگاہی اور بے حیائی کا کلچر اور مُعاشرے پر اس کے اثرات	۳۸۹
۴۳۱	**لالچ بُری بلا ہے**	۳۹۲
۴۳۲	حرص و لالچ کی تعریف	۳۹۲
۴۳۳	حرص و لالچ سے ممانعت	۳۹۳
۴۳۴	مال و دَولت کی بے جا اور غیر ضروری چاہت کی مذمّت	۳۹۳
۴۳۵	مال کی بے جا چاہت و لالچ انتہائی مذموم ہے	۳۹۴
۴۳۶	تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم	۳۹۵
۴۳۷	دنیا و آخرت کی کامیابی	۳۹۵
۴۳۸	لالچ ہلاکت کا باعث ہے	۳۹۵
۴۳۹	انسان فطری طَور پر حریص و لالچی ہے	۳۹۶

۴۴۰	پہلی قوموں کی ہلاکت کی وجہ	۳۹۶
۴۴۱	لالچ ایمان کے مُنافی ہے	۳۹۷
۴۴۲	جنّت میں داخلے سے محرومی کا باعث	۳۹۷
۴۴۳	لالچ فوری لاحق ہونے والا فقر ہے	۳۹۸
۴۴۴	حرص ولالچ کے نقصانات	۳۹۸
۴۴۵	میڈیا(Media) کا مذموم کردار اور دینی بغاوَت	۳۹۹
۴۴۶	مغربی کلچر(Western Culture) کا پھیلاؤ	۴۰۰
۴۴۷	دنیاوآخرت میں ذِلّت ورُسوائی اور انسانی عقل پر پردہ	۴۰۱
۴۴۸	خواہشِ نفس کے بغیر ملنے والا مال لینا کیسا؟	۴۰۱
۴۴۹	لالچ دین کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے	۴۰۲
۴۵۰	لالچ سے بچنا فلاح وکامیابی کا سبب ہے	۴۰۳
۴۵۱	لالچ کا علاج صبر وقناعت ہے	۴۰۳
۴۵۲	اصل مالداری خواہشاتِ نفس سے بے پروائی ہے	۴۰۴
۴۵۳	لالچ ایک رُوحانی مرض ہے، اور اس کا علاج صبر وقناعت ہے	۴۰۴
۴۵۴	ہر حرص ولالچ بُرا اور مذموم نہیں	۴۰۵
۴۵۵	قناعت کے چند دینی ودنیاوی فوائد	۴۰۶
۴۵۶	حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دنیا سے بے رغبتی	۴۰۷
۴۵۷	خلاصۂ کلام	۴۰۸

	ذی القعدہ - ذی الحجہ / جُون	
۴۵۸	**مادّہ پرستی (دنیاداری) کا بڑھتا ہوا رجحان**	۴۰۹
۴۵۹	مادّہ پرستی کیا ہے؟	۴۰۹
۴۶۰	مادّہ پرستی کی مُمانعت	۴۱۰
۴۶۱	دنیا کی زندگی... ایک دھوکا اور فریب	۴۱۰
۴۶۲	دنیا کے بے وُقعت اَسباب	۴۱۱
۴۶۳	بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوشش	۴۱۱
۴۶۴	بے جا جمع مالِ دنیا اور مادّہ پرستی کی ممانعت	۴۱۲
۴۶۵	دنیاوی مال واَسباب میں بے جا رغبت	۴۱۲
۴۶۶	حقیر دنیا کی مثال	۴۱۳
۴۶۷	تمام بُرائیوں کی جڑ	۴۱۴
۴۶۸	مادّہ پرستی کی مختلف صورتیں	۴۱۵
۴۶۹	مادّہ پرستی چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟	۴۱۵
۴۷۰	مالداری کے باعث جنّت میں تاخیر سے داخلہ	۴۱۶
۴۷۱	یہ دنیا فانی ہے	۴۱۸
۴۷۲	دنیاوی اُمور میں اِنہماک و مشغولیت کا حکم	۴۱۹
۴۷۳	آخرت سے غفلت اور فراموشی	۴۱۹
۴۷۴	فکرِ آخرت سے بے خوفی	۴۲۰
۴۷۵	دنیا کی مادّی اشیاء آزمائش وامتحان کا باعث ہیں	۴۲۱

۴۷۶	مادّہ پرستی (دنیاداری) سے نَجات کا طریقہ	۴۲۲
۴۷۷	**مُنافقت کی مذمّت اور اُس کے نقصانات**	۴۲۵
۴۷۸	مُنافقت کی تعریف	۴۲۵
۴۷۹	مُنافقت کا حکمِ شرعی	۴۲۵
۴۸۰	اَسلافِ اُمّت کا طرزِ عمل	۴۲۶
۴۸۱	منافقت کے نقصانات	۴۲۷
۴۸۲	منافقت کی علامات	۴۲۸
۴۸۳	(۱) دوغلاپَن	۴۲۸
۴۸۴	(۲) نیک عمل میں دِکھاوا کرنا	۴۲۹
۴۸۵	(۳) اذان سننے کے باوُجود نماز ادا نہ کرنا	۴۳۰
۴۸۶	(۴) صاحبِ اختیار شخص کی ہاں میں ہاں ملانا اور خوشامد کرنا	۴۳۰
۴۸۷	(۵) مال و جاہ کی محبت	۴۳۱
۴۸۸	(۶) خِیانت، عہد شکنی، جھوٹ اور گالم گلوچ کرنا	۴۳۱
۴۸۹	(۷) چوری چھپے گناہ کرنا	۴۳۳
۴۹۰	(۸) فحش، بیہودہ اور فُضول گوئی	۴۳۳
۴۹۱	(۹) گناہ کو خوشدلی سے کرنا اور نیکی کو بُوجھ سمجھنا	۴۳۴
۴۹۲	(۱۰) بلاعذرِ شرعی نمازِ جمعہ ترک کرنا	۴۳۴
۴۹۳	(۱۱) صُلحِ کُلّیت پر مبنی طرزِ عمل	۴۳۵
۴۹۴	(۱۲) لہو و لعب اور ناچ گانے میں مشغولیت	۴۳۵

۴۹۵	منافقت سے متعلق بزرگانِ دین کے چند اقوال	۴۳۶
۴۹۶	منافقت کے اَسباب اور اُن کا علاج	۴۳۷
۴۹۷	(۱) جَہالت	۴۳۷
۴۹۸	(۲) بد عقیدہ لوگوں کی صحبت	۴۳۸
۴۹۹	(۳) نمازوں میں سُستی و کوتاہی	۴۳۸
۵۰۰	(۴) حرصِ مذموم	۴۳۹
۵۰۱	(۵) دنیا کی محبت	۴۳۹
۵۰۲	(۶) دُرود و سلام کی کثرت	۴۴۰
۵۰۳	منافقانہ طرزِ عمل اور ہماری ذمّہ داری	۴۴۰
۵۰۴	**مقاصدِ حج**	۴۴۲
۵۰۵	حج کا لُغوی و اصطلاحی معنیٰ	۴۴۲
۵۰۶	حج سے متعلق شرعی حکم	۴۴۲
۵۰۷	حج کی فرضیت	۴۴۳
۵۰۸	حج کی فضیلت	۴۴۴
۵۰۹	حج کے مقاصد	۴۴۵
۵۱۰	اعلانِ توحید	۴۴۵
۵۱۱	اتحاد و یگانگت کا فروغ	۴۴۷
۵۱۲	تقویٰ و پرہیز گاری	۴۴۷
۵۱۳	حکمِ شریعت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا	۴۴۸

۵۱۴	بخشش کا ذریعہ	۴۴۸
۵۱۵	درسِ مُساوات	۴۴۹
۵۱۶	دینِ حق کی شان وشوکت	۴۵۰
۵۱۷	نظم وضبط کی پابندی	۴۵۰
۵۱۸	**موت کو مت بھولو**	۴۵۲
۵۱۹	موت ایک اٹل حقیقت ہے	۴۵۲
۵۲۰	وقتِ معیّن پر موت آکر ہی رہے گی	۴۵۳
۵۲۱	مقرّر وقت پر فرشتہ بلا تاخیر رُوح قبض کرلیتا ہے	۴۵۳
۵۲۲	ذِلّت وخواری کا عذاب	۴۵۴
۵۲۳	ہر ایک کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے	۴۵۴
۵۲۴	مَوت سے غفلت عذاب جہنّم اور پچھتاوے کا باعث ہے	۴۵۵
۵۲۵	نیک اعمال اور اپنی موت کو یاد رکھنے کا اِنعام	۴۵۶
۵۲۶	ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے	۴۵۶
۵۲۷	موت سے فرار ممکن نہیں	۴۵۷
۵۲۸	موت ہر انسان کا مقدّر ہے	۴۵۷
۵۲۹	نیک وبد ہر ایک کو مرنا ہے	۴۵۸
۵۳۰	موت کا وقت آنے پر کسی کو مہلت نہیں ملے گی	۴۵۹
۵۳۱	دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے	۴۵۹
۵۳۲	موت کی یاد سے متعلق نبوی طرزِ عمل	۴۶۱

۵۳۳	موت کی تیاری کرنے والا عقلمند مؤمن ہے	۴۶۲
۵۳۴	موت کو ناپسند کرنا انسان کا وطیرہ ہے	۴۶۳
۵۳۵	موت کو یاد رکھنے کے دینی فوائد	۴۶۳
۵۳۶	(۱) دنیاوی لذّتوں کا خاتمہ	۴۶۳
۵۳۷	(۲) موت اللہ تعالی سے ملاقات کا ذریعہ ہے	۴۶۴
۵۳۸	(۳) وُسعت وکشائش کا سبب	۴۶۴
۵۳۹	(۴) دنیا سے بے رغبتی	۴۶۵
۵۴۰	قبروں کی زیارت موت کی یاد دلاتی ہے	۴۶۶
۵۴۱	دنیاوی مشکلات اور مَصائب سے گھبرا کر موت کی تمنّا کرنا	۴۶۷
۵۴۲	مقصدِ حیات سے غفلت	۴۶۷
۵۴۳	موت کے بعد نیک کام کی مہلت نہیں ملے گی	۴۶۹
۵۴۴	عقلمندی کا تقاضا	۴۶۹
۵۴۵	**اللہ کی خاطر کسی سے محبت یا عداوت**	۴۷۱
۵۴۶	اِیمان کا زیادہ مضبوط گوشہ	۴۷۱
۵۴۷	اللہ تعالی کی خاطر کسی سے محبت وعداوت رکھنا بہترین عمل ہے	۴۷۲
۵۴۸	کامل وافضل اِیمان کی علامت	۴۷۳
۵۴۹	اسلام کی سب سے درمیانی کڑی اور عمل	۴۷۳
۵۵۰	اللہ تعالی اپنے آپ پر ایسے لوگوں کی محبت واجب فرماتا ہے	۴۷۴
۵۵۱	تمام اعمال کا مرکز ومحوَر ذاتِ الٰہی ہونا چاہیے	۴۷۵

۵۵۲	رحمتِ الٰہی کے سائے میں جگہ	۴۷۶
۵۵۳	اللہ تعالیٰ کی خاطر باہم محبت رکھنے کی فضیلت	۴۷۶
۵۵۴	نُور کے منبر اور قیامت کی گھبراہٹ سے نَجات	۴۷۸
۵۵۵	اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والوں کی بروزِ قیامت باہم ملاقات	۴۷۹
۵۵۶	لوگوں سے محبت وعداوت کا معیار	۴۸۰
۵۵۷	کفّار ومشرکین کے ساتھ دوستی	۴۸۰
۵۵۸	اولیائے کرام سے دشمنی وعداوت	۴۸۱
۵۵۹	رحمتِ الٰہی سے محرومی کا باعث	۴۸۲
۵۶۰	خلاصۂ کلام	۴۸۳

پیش لفظ

الحمد لله ربّ العالمین، والصّلاةُ والسّلامُ علی خاتمِ الأنبیاءِ والمرسَلین، وعلی آله وصحبه أجمعین، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّیطانِ الرّجیم، بسم الله الرّحمنِ الرّحیم.

انسان کا مقصدِ حیات اللہ رب العالمین کی عبادت کرنا اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اللہ تعالی نے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بعثت کے بعد سلسلۂ نبوّت ختم ہوچکا، لہذا اب مُعاشرے کی اِصلاح کے لیے کوشش کرنا علمائے کرام کی ذمّہ داری ہے، کہ لوگوں کو اپنا مقصدِ حیات یاد دلاتے رہیں، اور امر بالمعروف اور نہی المنکَر کا حکم دیتے رہیں۔

فائدۂ عامّہ کے پیشِ نظر خطباتِ جمعہ کی تحریر کا یہ سلسلہ گزشتہ ایک عرصے سے جاری وساری ہے، تحریری طور پر مستند خطبۂ جمعہ کی تیاری کے اس سلسلے کا آغاز محکمۂ اوقاف متحدہ عرب امارات کے سرکاری فتوی سینٹر سے ہوا، جہاں ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۸ء (آٹھ ۸ سال) تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد اس اہم کام اور ذمّہ داری کو اہلِ سنّت کے ایک تحقیقی واِشاعتی مرکز "ادارۂ اہلِ سنّت" کراچی انجام دے رہا ہے، عموماً یہ خطبات انتہائی مفید اور مستند مواد پر مشتمل ہوتے ہیں، ان کی تیاری میں خوب تحقیق سے کام لینے کی کوشش کی جاتی ہے، ان خطبات کو تحریر کرتے وقت شائستگی کا دامن ملحوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، اندازِ تحریر انتہائی سہل اور عام فہم رکھا جاتا ہے؛ تاکہ کم پڑھے لکھے افراد بھی بخوبی استفادہ کرسکیں!۔

ایک نہایت خوش آئند بات یہ ہے کہ ادارۂ اہلِ سنّت اس سلسلہ میں ایک اہم پیش رفت کرتے ہوئے، گزشتہ خطباتِ جمعہ کو باعتبار ماہ وسال یکجا کرکے، اب کتابی صورت میں بھی اِشاعت کا اہتمام کررہا ہے، زیرِ نظر مجموعہ "تحسینِ خطابت ۲۰۲۳ء" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس سے قبل واعظ الجمعہ "تحسینِ خطابت ۲۰۲۰ء"، "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" اور "تحسینِ خطابت ۲۰۲۲ء" کے ڈیجیٹل ایڈیشن (Digital Edition) مفت ڈاؤنلوڈنگ (Free Download) کی سہولت کے ساتھ، انٹر نیٹ پر اَپلوڈ (Upload) کیے جاچکے ہیں، جبکہ کتابی صورت میں بھی (مکتبہ الغنی پبلیشر کراچی اور المکتبۃ النظامیۃ پشاور) سے طبع ہوکر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ اسی طرح ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۹ء کے خطباتِ جمعہ کی ترتیب بھی، ترجیحی فہرست میں شامل کی جا چکی ہے، عنقریب انہیں بھی مطبوعہ کتابی شکل کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل ایڈیشن (Digital Edition) کے طور پر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

خطباتِ جمعہ کی تیاری اور ادارۂ اہلِ سنّت

ادارۂ اہلِ سنّت سال بھر کے مختلف مذہبی تہواروں، بزرگانِ دِین کے ایام، اقوامِ متحدہ کے عالَمی ایام، دَورِ حاضر کے تقاضوں اور مختلف مُناسبتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، سب سے پہلے ایک سالانہ جَدْول (Annual Schedule) ترتیب دیتا ہے، اس کی تیاری کے لیے ملک بھر میں علماء، خطباء اور بزرگوں سے بذریعہ واٹس اپ (WhatsApp) مُشاوَرت کی جاتی ہے، نیز خطباتِ جمعہ کے موضوعات کے سلسلہ میں ان حضرات سے مختلف عنوانات پیش کرنے کی گزارش کی جاتی ہے، اس کے بعد ادارۂ اہلِ سنّت کے علماء ومحققین پر مشتمل ایک ٹیم (Team)

ملک بھر سے آئے تمام مشوروں اور موضوعات کا جائزہ لیتی ہے، اور عصرِ حاضر کے تقاضوں اور ضرورتِ عامّہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، ان میں سے اہم عناوین کا انتخاب کرکے، ایک سالانہ جَدْوَل مرتَّب کیا جاتا ہے۔

مزید یہ کہ ہر ہفتے خطبۂ جمعہ کی تیاری کے لیے ادارۂ اہلِ سنّت کے محققین، شب وروز انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں، خوب تحقیق اور چھان بین کے بعد مستند مواد، مکمل ذمّہ داری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور علمائے اُمّت کے اَقوال کو مکمل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی غیر مستند یا سُنی سنائی بات یا واقعہ ذکر نہ کیا جائے۔ اندازِ تحریر انتہائی آسان، معتدِل، شائستہ اور شُستہ رکھنے کی کوشش ہوتی ہے، تعصُب، غیر اَخلاقی اور غیر مستند مواد سے قصداً گریز کیا جاتا ہے!۔

اسلام مخالف سازشوں کی بیخ کنی میں ادارۂ اہلِ سنّت کا کردار

ادارۂ اہلِ سنّت ملکی اور عالَمی سطح پر، یہود ونصاریٰ کی اسلام مخالف سازشوں اور ہتھکنڈوں پر بھی نگاہ رکھتا ہے، اور ان کی بَروقت بیخ کنی کے لیے اُمّتِ مسلمہ کو، بروقت شُعور وآگاہی دینے کی بھی کوشش کرتا ہے، اس سلسلے میں ادارہ موقع ومحل کی مُناسبت، ضرورت اور تقاضۂ حالات کے مطابق ہنگامی صورتحال میں، سالانہ جدوَل سے ہٹ کر خصوصی مضامین بھی جاری کرتا ہے۔

تعلیماتِ رضا کے فروغ میں ادارۂ اہلِ سنّت کی چند خدمات

ادارۂ اہلِ سنّت فکر و تعلیماتِ رضا کے فروغ کے سلسلے میں بھی اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش رہا ہے، اَب تک امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پچاسیوں چھوٹی بڑی، اردو اور عربی تصنیفات، مکمل تحقیق و تنقیح کے ساتھ شائع کر کے دنیا بھر میں عام کر چکے ہیں، جسے ان کتب کی تفصیل جاننی ہو وہ اس زیرِ نظر کتاب کے اخیر میں موجود ہماری فہرستِ کتب ملاحظہ فرمائیں!۔

عرب دنیا میں امامِ اہل سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دینی خدمات کو متعارف کرانے میں، ادارۂ اہلِ سنّت کا کردار کسی سے مخفی نہیں، "فتاوی شامی" پر امامِ اہلِ سنّت کا بہترین عربی حاشیہ "جدّ الممتار علی رد المحتار" کی، ادارۂ اہلِ سنّت اور "دار الفقیہ" (ابوظبی) کے باہمی تعاوُن سے اِشاعت (۲۰۱۳ء) اس کی ایک بہترین مثال ہے!۔

اسی طرح اردو زبان میں دنیا کے بہترین فقہی شاہکار "فتاوی رضویہ" کی مکمل تحقیق، تنقیح اور خوبصورت طباعت واِشاعت بھی، ہمارے ادارے کی ایک چھوٹی سی کاوِش ہے۔

علاوہ ازیں ادارۂ اہل سنّت سے دیگر علماء کی اہم تصنیفات بھی وقتاً فوقتاً شائع کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، مجموعی طور پر اِدارۂ اہلِ سنّت ۱۶ سال کے قلیل عرصہ میں ۴۰ ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل تحقیقی کتب ورسائل شائع کر چکا ہے، اور یہ تمام کتب وہ ہیں جن کی مکمل تحقیق، تخریج اور کمپوزنگ واِشاعت کے تمام مراحل، ادارۂ اہلِ سنّت کے ماہر علماء ومحققین کی زیرِ نگرانی انجام پائے ہیں، کسی تیار کتاب کا فوٹو لے کر کام نہیں چلایا گیا!۔

ادارۂ اہلِ سنّت کا مشن

ادارۂ اہلِ سنّت کی ان تمام ترکاوشوں کے پیچھے سوچ یہ کار فرما ہے، کہ کسی طرح اُمّتِ مسلمہ کی اصلاح ہو جائے، ہم اچھے، سچے، پکے اور باعمل مسلمان بن جائیں، اَخلاقی اور مُعاشرتی برائیوں سے ہمیں نَجات مل جائے، ہمیں عقائدِ اہلِ سنّت اور صحیح مسائلِ شریعت سے آگاہی حاصل ہو، اَفکار ونظریاتِ رضا عام ہوں، ناصبیوں، رافضیوں، بدعتیوں اور جعلی پیروں فقیروں کا خاتمہ ہو، نیز عوامِ اہلِ سنّت میں حق وباطل کی پہچان اور باہمی فرق کا شُعور پیدا ہو!۔

احباب سے امید ہے کہ ہماری یہ کاوِش آپ حضرات کو پسند آئے گی، اور باصرہ نوازی سے شرف یاب ہو گی۔

اس کتاب کی طباعت میں ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ غلطی سے محفوظ رہے، لیکن اگر قاری کسی علمی یا فنی غلطی پر مطلع ہو تو ادارے کو ضرور آگاہ فرمائے، ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو قبولیت کی خلعت سے نوازے، اور اسے ہماری نَجات کا ذریعہ بنائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ!۔

وصلّى اللّٰهُ تعالى على خيرِ خَلقه ونورِ عرشِه سيِّدنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعاگو ودعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۱۵ شوّال المکرّم ۱۴۴۵ھ / ۲۴ اپریل ۲۰۲۴ء

خُطباء وواعظین کے لیے چند ضروری آداب

الحمدُ لله وحدَه، والصّلاةُ والسّلامُ على مَن لَا نبيَّ بعدَه، وعلى آله وصحبه المكرَّمِينَ عندَه، أمّا بعد:

دینِ اسلام میں نمازِ جمعہ اور اس کا خطبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ نمازِ جمعہ ادا کرنے اور اس کا خطبہ سننے کے لیے تمام کام کاج چھوڑنے، اور تجارت کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کی اذان ہو جائے، تو اللہ کے ذِکر کی طرف دَوڑو! اور خرید وفروخت چھوڑ دو! یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو!"۔

مفسِّرِ قرآن حضرت علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "(یہاں) دَوڑنے سے مراد بھاگنا نہیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کر دو، اور ﴿ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ سے جُمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے"[2]۔

خطبۂ جمعہ اَمر بالمعروف ونہی عن المنکَر (نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرنے) کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس کے ذریعے لوگوں کی دینی تربیت کر کے

---

(١) پ٢٨، الجمعة: ٩.

(٢) "تفسیر خزائن العرفان" پ٢٨، الجمعہ، زیرِ آیت:٩، صـ١٠٢٥۔

اصلاحِ مُعاشرہ میں اہم کردار ادا کیا جاسکتا ہے، جو لوگ ہفتہ بھر مسجد کے قریب نہیں پھٹکتے، نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے عموماًوہ بھی خاص اہتمام کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، لہٰذا ہمارے ائمہ وخُطباء حضرات کو چاہیے، کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں، اور اپنی جمعہ کی تقریروں کو ایسا مؤثر بنائیں، جس سے مُعاشرے کی دِین سے دُوری کا خاتمہ کیا جاسکے!۔

تقریرِ جمعہ اور وعظ ونصیحت کو مؤثر بنانے کے لیے خُطباء اور واعظین کو چاہیے، کہ حسبِ ذَیل ضروری آداب کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں، اور ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں، اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ سے امیدِ واثق ہے کہ ان آداب کو اپنانے سے مثبت فوائد وثمرات دیکھنے میں آئیں گے:

(۱) خطیب حضرات کو چاہیے کہ وعظ ونصیحت کرنے سے قبل نہا دھو کر اچھی طرح طہارت حاصل کریں، اپنے آپ کو سنواریں، بہترین اور صاف ستھرا لباس پہنیں اور خوشبو لگائیں۔

(۲) مسجد میں داخل ہوتے وقت جلدی نہ کریں، بلکہ اللہ کی یاد کرتے ہوئے نہایت سکون، اطمینان اور وقار کے ساتھ داخل ہوں، اور عاجزی وانکساری کے ساتھ سنجیدہ حالت میں منبر کی طرف قدم بڑھائیں۔

(۳) ایک عالمِ دین اور مُبلّغ یا خطیب ہونے کے سبب، ہرگز اپنے دل میں اس چیز کی خواہش نہ رکھیں، کہ لوگ آپ کی آمد پر اَدب واحترام سے کھڑے ہو جائیں یا زندہ باد کے نعرے لگائیں[1]۔

---

(۱) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" جنوری، مبلّغ کا حقیقی کردار اور ذِمّہ داری، ۱/۹۸۔

(۴) جن لوگوں کو باتوں میں مشغول دیکھیں، اپنا وَعظ شروع کرنے سے پہلے انہیں نرمی اور شفقت کے ساتھ منع کریں، اور انہیں اپنی طرف متوجّہ کریں۔

(۵) تقریر اور بیان کرتے وقت بے دلی کا مُظاہرہ نہ کریں، اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ سے اس بات کی قوّی اُمید واِعتقاد رکھیں، کہ آپ جس موضوع پر بیان کر رہے ہیں اس سے لوگوں کو ضرور فائدہ ہوگا، اور وہ بیان ان کی اِصلاح کا باعث بنے گا۔

(۶) واعظین کو چاہیے کہ وعظ وخطبہ سے قبل بیان کی بھرپور تیاری کریں، قرآن وسنّت سے ہٹ کر بات نہ کریں، ادھر اُدھر کے قصے کہانیاں سنانے میں وقت ضائع نہ کریں، اپنے مُطالعہ میں وُسعت پیدا کریں، عوام الناس کو مستند فقہی مسائل اور مستند واقعات سنائیں؛ تاکہ لوگوں کی معرفت وبصیرت اور دینی معلومات میں اضافہ ہو۔

(۷) اپنے بیان میں ایسی بات ہرگز نہ کریں جس سے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو۔

(۸) خطیب کو چاہیے کہ اپنے بیان میں حکیمانہ اُسلوب اختیار کرے، لوگوں کو اچھی اور نرم باتوں کے ذریعے دِین کے قریب کرنے کی کوشش کرے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں نرمی اور حکمت کے ساتھ تبلیغ کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ﴾[۱] "اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو!"[۲]۔

(۹) ہمیشہ سچ کہیں اور حق بات بیان کریں؛ کہ مَرنے کے بعد ہر خطیب کا

---

(۱) پ ۱٤، النحل: ۱۲۵.

(۲) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" جنوری، مبلّغ کا حقیقی کردار اور ذمّہ داری، ۱/۱۰۴۔

بیان اس کے عمل پر پیش کیا جائے گا، اگر وہ سچا ہوا تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اور اگر جھوٹا ہوا تو آگ کی قینچی سے اس کے ہونٹ کاٹے جائیں گے، اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہتا ہے[۱]۔

(۱۰) خُطباء اور واعظین پر لازم ہے کہ جن اَحکام کی تبلیغ کریں، پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوں اس کے بعد لوگوں کو تلقین کریں۔ جو شخص اپنے علم پر خود عمل نہیں کرتا، صرف دوسروں کو اس کی تلقین کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی زبان میں تاثیر پیدا نہیں فرماتا۔ اور اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں پر اس کی دعوت وتبلیغ کا اثر نہیں ہو پاتا، قرآنِ پاک میں اللہ رب العزّت نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اِرشاد فرماتا ہے: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾[۲] "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو؟! حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو! تو کیا تمہیں عقل نہیں؟"۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾[۳] "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ (بات) جو تم (خود) نہیں کرتے؟! کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ (دوسروں کو) وہ کہو، جو (خود) نہ کرو!"[۴]۔

---

(۱) انظر: "ذَمّ الكِذب" لابن أبي الدنيا، ذَمّ الكِذب وأهله، ر: ٣٣، صـ٢٦ ملخّصاً. "شرح السُنّة" للبَغَوي، كتاب الرقاق، باب وعيد من يأمر بالمعروف ولا يأتيه، ر: ٤٠٥٩، ١٤/ ٣٥٣، ملخّصاً.

(۲) پ١، البقرة: ٤٤.

(۳) پ٢٨، الصف: ٢، ٣.

(۴) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" جنوری، مبلّغ کا حقیقی کردار اور ذمّہ داری، ۱/۱۰۱، ۱۰۲۔

(۱۱) خطیب کو چاہیے کہ صرف فضائل یا عذاب کی وعیدیں بیان نہ کرے، بلکہ امّتِ مسلمہ کی علمی وفکری بیداری، حالاتِ حاضرہ، اسلام کو درپیش مسائل (Challenges)، اسلام کی خارجہ پالیسی اور یہود ونصاریٰ سے مُعاملات کی نَوعیت، اور مذہبی سیاست کی اہمیت وضرورت پر بھی لوگوں کی رَہنمائی کریں؛ تاکہ مسلمانوں کے سیاسی شُعور میں پختگی پیدا کی جاسکے!۔

(۱۲) بیان کو غیر ضروری طَور پر طویل کرنا، اور نماز کو بہت مختصر کرنا مناسب اَمر نہیں، حضرت سیّدنا عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ!»[۱] "لمبی نماز اور مختصر خطبہ، انسان کی فقاہت ودانائی پر دلیل ہے"۔ البتہ نماز کو زیادہ طول دینا بھی مناسب نہیں؛ کہ مقتدیوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور مصروف لوگ بھی ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی بھی رعایت کی جائے، اور میانہ رَوِی سے کام لیا جائے۔

(۱۳) بعض واعظین خطبہ وتقریرِ جمعہ کی تیاری نہیں کرتے، اور کسی مناسبت کے بغیر تقریر کرتے ہیں، یہ انتہائی نامناسب بات ہے، موضوع کی مناسبت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بیان کی تیاری کیجیے، اور بھرپور انداز سے بیان کیجیے، اپنے چہرے کے تاثرات اور ہاتھ کے اشاروں سے بھی اپنی بات سمجھانے کی کوشش کیجیے؛ تاکہ سامعین کی توجّہ مکمل طَور پر آپ کی طرف رہے۔

(۱۴) واعظین کو یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیے، کہ انتہائی آسان، سہل اور سادہ الفاظ میں بیان کریں، دقیق اور مشکل الفاظ کا استعمال ہرگز نہ کریں؛

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الصلاۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ر: ۲۰۰۹، صـ۳٤۹.

کہ اس سے سامعین پر آپ کی علمیت کا رُعب اور دَبدَبہ تو بیٹھ جائے گا، لیکن لوگ آپ کا پیغام سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

(۱۵) بعض خطیب حضرات چیخ چیخ کر، اور گلا پھاڑ کر بہت بلند آواز میں بیان کرتے ہیں، ان کے چیخنے گرجنے کے علاوہ سامعین کچھ بھی نہیں سمجھ پاتے، یہ اندازِ بیان بھی انتہائی نامناسب ہے، شائستہ اور معتدل انداز اختیار کیجیے، البتہ حسبِ ضرورت تھوڑا بہت جلالی و جمالی انداز اپنانے میں بھی حرج نہیں۔

عربی خطبے کے چند آداب

(۱۶) نمازِ جمعہ کی اِمامت وخطابت کا فریضہ اَنجام دینے والے واعظ وخطیب کو، یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے، کہ نمازِ جمعہ میں خطبہ شرط ہے، اگر اس نے خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہیں ہوگا[۱]۔

(۱۷) خطبہ پڑھتے وقت خطیب کا چہرہ سامعین کی طرف، اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہونی چاہیے[۲]۔

(۱۸) خطبۂ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ (۱) وقت میں ہو (۲) اور نماز سے پہلے ہو (۳) اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے، یعنی کم سے کم خطیب کے علاوہ تین ۳ مرد (موجود ہوں)، (۴) اور اتنی (بلند) آواز سے خطبہ ہو کہ اگر کوئی اَمر مانع نہ ہو تو پاس والے سُن سکیں۔ اگر خطیب نے زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا، یا نماز کے بعد پڑھا، یا تنہا پڑھا، یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا، تو ان سب صورتوں میں

---

(۱) "بہارِ شریعت" عیدَین کا بیان، مسائلِ فقہیّہ، حصّہ چہارُم، ۱/۷۷۹۔
(۲) ایضًا، جمعہ کا بیان، خطبہ، حصّہ چہارُم، ۱/۷۶۷۔

جمعہ نہیں ہوا۔ اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا، یا حاضرین دُور ہیں کہ سنتے نہیں، یا مسافر، یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مَرد ہیں تو ہو جائے گا[۱]۔

(۱۹) خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے، اگرچہ خطیب نے صرف ایک بار "الحمد للہ" یا "سبحان اللہ" یا "لا الٰہ الّا اللہ" کہا، اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا، مگر اتنے ہی پر اِکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ اگر خطیب کو چھینک آئی اور اُس نے اِس پر "الحمد للہ" کہا، یا تعجّب کے طور پر "سبحان اللہ" یا "لا الٰہ الّا اللہ" کہا، تو فرض ادا نہ ہوا[۲]۔

(۲۰) خطیب کے لیے سنّت ہے کہ دو ۲ خطبے پڑھے، جو زیادہ طویل نہ ہوں[۳]۔

(۲۱) خطبہ میں آیت نہ پڑھنا، یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا (یعنی تھوڑی دیر نہ بیٹھنا)، یا اَثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا، یا بُری بات سے منع کیا، تو اُسے اس کی ممانعت نہیں[۴]۔

(۲۲) کسی خطیب کا غیرِ عربی میں خطبہ پڑھنا، یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط (شامل) کرنا خلافِ سنّتِ متوارِثہ ہے۔ یونہی خطبہ میں اَشعار بھی نہ پڑھنا چاہیے، اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں خطیب دو ۲ ایک شعر پند ونصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں[۵]۔

---

(۱) ایضًا، ۱/۲٦٦۔

(۲) ایضًا، ۱/۲٦۷۔

(۳) ایضًا، ۱/۲٦۸۔

(۴) ایضًا، ۱/۲٦۹۔

(۵) ایضًا۔

(۲۳) جو چیزیں نماز میں حرام ہیں، مثلاً کھانا پینا، سلام وجوابِ سلام وغیرہ، یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں، یہاں تک کہ امر بالمعروف بھی، ہاں خطیب امر بالمعروف (یعنی نیکی کا حکم) کر سکتا ہے[۱]۔

(۲۴) خطیب نے (دَورانِ خطبہ) مسلمانوں کے لیے دعا کی، تو سامعین کو ہاتھ اُٹھانا یا زبان سے "آمین" کہنا منع ہے (اگر وہ ایسا) کریں گے گنہگار ہوں گے[۲]۔

---

(۱) ایضًا، اذنِ عام، حصّہ چہارُم، ۱/۷۷۴۔

(۲) ایضًا، ۱/۷۷۵۔

تحسینِ خطابت

جلد اوّل

(جنوری تا جون ۲۰۲۳ء)

مسلمانوں کا عُروج وزَوال...اَسباب وتُدارک

(جمعۃ المبارک ۱۳ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۱/۰۶ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

مسلمانوں کے عُروج کا سنہری دَور

برادرانِ اسلام! جس طرح انسان بچپن، جوانی اور پھر بڑھاپے کے اَدوار سے گزرتا ہے، اسی طرح اَقوامِ عالَم بھی نشیب وفراز سے گزرتی رہتی ہیں، ایک دَور تھا کہ جب مسلمان علمی وفکری، ادبی وسائنسی، سماجی، اَخلاقی اور تہذیبی وثقافتی لحاظ سے بامِ عروج پر تھے۔ خلافتِ راشدہ سے لے کر سلطنتِ عثمانیہ تک مسلمانوں نے اپنے مثالی عدل وانصاف، حکومت ومُعاشرت، ریاستی نظم ونسق، علم وحکمت اور فُتوحات کے ذریعے ساری دنیا پر حکمرانی کی، اور اقوامِ عالَم کی رَہبری ورَہنمائی کا فریضہ انجام دیا، بالخصوص مصطفی جانِ رحمت ﷺ اور خلفائے راشدین کا دَورِ حکومت مسلمانوں کے عُروج کا سنہری دَور تھا، اس مبارک دَور میں عدل وانصاف کا بول بالا اور قانون کی حکمرانی تھی، عدالتی نظام اس قدر شفّاف اور منصفانہ تھا، کہ امیر وغریب، مسلم

وغیر مسلم، اور حاکم ومحکوم کے لیے امتیازی برتاؤ کا کوئی تصوُر نہیں تھا، امن وامان کی صورتحال بڑی اطمینان بخش تھی، جبکہ لوگوں کے جان ومال اور عزّت وناموس کا تحفُظ ریاست کی اوّلین ترجیحات تھیں۔

مسلمانوں کے عروج کے اَسباب

عزیزانِ محترم! مسلمانوں کے عُروج، خوشحالی، ترقّی اور مسلسل فُتوحات کے پیچھے متعدِّد عوامل اور اَسباب کا عمل دخل تھا، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

قرآن وسنّت پر مضبوطی سے عمل

حضراتِ گرامی قدر! مسلمانوں کی فلاح، کامرانی اور عروج کا سب سے اہم اور بنیادی سبب، قرآن وسنّت پر مضبوطی سے عمل اور پیروی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٭ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "اے حبیب! وہ (قرآنِ کریم) جو تمہاری طرف اُترا، اور جو تم سے پہلے اُترا، اس پر ایمان لائیں، اور آخرت پر یقین رکھیں، وہی لوگ اپنے رب تعالی کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور وہی لوگ کامیاب وکامران ہیں"۔

قرآن وسنّت کے اَحکام کی پیروی کرنے والے کو اللہ تعالی سلامتی کے راستے پر چلاتا ہے، عروج بخشتا ہے اور انہیں اندھیروں سے رَوشنی کی طرف لے جاتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ٭ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

(١) پ١، البقرة: ٤-٥.

﴿وَ يَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾[1] "تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے ایک نور آیا اور رَوشن کتاب۔ اللہ اس سے اُسے ہدایت دیتا ہے جو اللہ کی مرضی پر سلامتی کے راستے پر چلا، اور اپنے حکم سے انہیں اندھیریوں سے رَوشنی کی طرف لے جاتا ہے، اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے"۔

قرآنِ کریم سے محبت اور اس کے اَحکام پر عمل ہی میں ہماری عزّت، ناموَری اور عروج وترقی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ﴾[2] "یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اُتاری جس میں تمہاری ناموَری ونیک نامی ہے، تو کیا تمہیں عقل نہیں!"۔

میرے محترم بھائیو! اگر ہم دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور ساری دنیا پر اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ چاہتے ہیں، تو ہمیں حضور نبئ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سنّتوں پر کاربند ہونا پڑے گا، حضرت سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ»[3] "تم پر میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت لازم ہے!"۔

عدل وانصاف کی بالادستی

عزیزانِ محترم! عدل وانصاف کی بالادستی اور بلاامتیاز اس کی فراہمی وقیام بھی، مسلمانوں کے عروج کے اہم اسباب میں سے ہے، اللہ تعالی نے مسلمانوں کو عدل

---

(١) پ٦، المائدة: ١٥، ١٦.
(٢) پ١٧، الأنبياء: ١٠.
(٣) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب في لُزوم السنّة، ر: ٤٦٠٧، صـ٦٥١.

وانصاف کا حکم دیا ہے اور ناانصافی سے منع کیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْاؕ اِعْدِلُوْا۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾[1] "اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ تعالی کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ! اور تم کو کسی قَوم کی عداوَت اس بات پر نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو! کہ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالی سے ڈرو! یقیناً اللہ تعالی کو تمہارے کاموں کی خبر ہے!"۔

غیر مسلموں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ بھی مسلمانوں کے عروج کا ایک اہم سبب ہے، اور قرآنِ کریم میں مسلمانوں کو اس بات کی خاص تاکید فرمائی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴾[2] "اللہ تعالی تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دِین میں نہ لڑے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا، کہ ان کے ساتھ احسان کرو، ان سے انصاف کا برتاؤ برتو، یقیناً انصاف والے اللہ تعالی کو محبوب ہیں"۔

آپسی اتحاد واتفاق

حضراتِ ذی وقار! مسلمانوں کے آپسی اتحاد واتفاق نے بھی مسلمانوں کو بامِ عروج تک پہنچانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا، خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے اتحاد کا حکم دیتے

---

(١) پ ٦، المائدة: ٨.

(٢) پ٢٨، الممتحنة: ٨.

ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾[1] "سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط تھام لو، اور آپس میں فرقوں میں نہ بٹ جانا!"۔ اتفاق واتحاد کی بدَولت اللہ رب العالمین کی مدد ونصرت شاملِ حال رہتی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «يَدُ اللهِ مَعَ الجَمَاعَة»[2] "اللہ تعالی کی مدد جماعت، یعنی اُمّت کی اکثریت کے ساتھ ہے"۔

دینی غیرت وحمیت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مذہبی مسائل (Religious Issues) پر دینی غیرت وحمیت کا مُظاہرہ بھی مسلمانوں کے عروج کا ایک اہم سبب ہے، صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم دینی غیرت وحمیت کے پیکر تھے، وہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، اہلِ بیت کرام یا شعائرِ اسلام کی توہین وتنقیص یا ادنی گستاخی وبے ادبی بھی برداشت نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنی دینی غیرت وحمیت کے باعث تڑپ اُٹھتے تھے، جبکہ آج پاکستان سمیت دنیا بھر میں توہینِ رسالت، توہینِ قرآن، توہینِ صحابہ واہلِ بیت اور گستاخانہ خاکوں کے مُعاملے میں ہماری بے حسی اور لاپرواہی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اگر ہمارا ایمان مضبوط ہوتا اور ہمارے اندر دینی غیرت وحمیت ویسی ہوتی جیسی ہونی چاہیے، تو شاید ہمارے ردِّعمل کے خوف سے ہی دنیا میں کسی کو گستاخی کی جرأت نہ ہوتی۔

آج شرعی اَحکام سے نابلد ہمارے ناعاقبت اندیش حکمران، اور بعض لبرل کمیونٹی (Liberal Community) گستاخِ رسول کو سزا دینے کے مُعاملے میں پس

---

(۱) پ٤، آل عمران: ١٠٣.

(۲) "سنن الترمذي" باب ما جاء في لزومِ الجماعة، ر: ٢١٦٦، صـ٤٩٨.

وپیش سے کام لیتے ہیں، اور یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ "نبیٔ کریم ﷺ رحمۃٌ للعالمین ہیں، وہ ہمیشہ عفوودرگزر سے کام لیتے تھے، لہذا ہمیں بھی ان شاتمانِ رسول کو مُعاف کردینا چاہیے"۔ ایسوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جہاں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سرورِ دوعالَم ﷺ اپنے ذاتی دشمنوں کو مُعاف فرمادیتے تھے، وہیں اسلامی تاریخ اس بات پر بھی شاہدِعادِل ہے، کہ اسلام دشمنی میں توہینِ رسالت کے کسی مجرِم کو نبیٔ کریم ﷺ یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مُعاف نہیں فرمایا، لہذا اَقوامِ عالَم پر ہمارے رعب، دَبدَبہ اور حسّاس مذہبی مسائل (Sensitive Religious Issues) پر بطور ردِّعمل ہماری دینی غیرت وحمیت بڑی اہمیت کی حامل ہے، اسے اپنے اندر پیدا کیجیے؛ کہ یہ تقاضائے ایمانی اور ایک کامل مؤمن کی نشانی ہے۔

دین وسیاست میں یکجہتی اور ہم آہنگی

جانِ برادر! مسلمانوں کے عروج کے اسباب میں سے ایک اہم سبب دین وسیاست میں یکجہتی اور ہم آہنگی بھی ہے، جب تک مسلمان حکمران سیاست کو عبادت اور دینی فریضہ سمجھ کر بجالاتے رہے، اس وقت تک وہ دوسری اقوام پر غالب رہے، اور جب ہمارے ناعاقبت اندیش حکمران مغرب (West) کی تقلید میں دین وسیاست کو الگ الگ سمجھنے لگے، زوال کا شکار ہونے لگے، کفّار ومشرکین ان پر غالب آنے لگے، اور رفتہ رفتہ مسلمان ساری دنیا میں ایک مغلوب اور مظلوم قوم بن کر رہ گئے۔

عزیزانِ مَن! دینِ اسلام مذہب اور سیاست کے درمیان علیحدگی، یا اس کے جداگانہ تصوُر کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا، یہ عقیدہ اور پروپیگنڈہ اسلام مخالف قوّتوں کا اختراع کردہ ہے کہ "دینِ اسلام کی رُوحانی ومعنوی تعلیمات اور سیاسی نظام میں باہمی

کوئی تعلق نہیں "کتبِ احادیث وسِیَر اور تاریخِ اسلام اس بات پر شاہدِ عادِل ہیں، کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے مذہبی وسیاسی اُمور کو بیک وقت نہ صرف عملی طور پر انجام دیا، بلکہ کامیابی وکامرانی کی وہ تاریخ رقم کی کہ دنیا تاصبحِ قیامت ویسی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہے گی! تاجدارِ رسالت ﷺ نے بحیثیت سربراہِ مملکت، ریاستِ مدینہ کی باگ ڈور سنبھالی، غزوات میں بذات خود شرکت فرمائی، دیگر ممالک سے سفارتی تعلقات قائم کیے، اپنی ریاست کے شہریوں کو ہر ممکنہ سہولیات فراہم کیں، ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا، قانون کی حکمرانی قائم کی، مختلف قبائل اور غیرمسلموں کے ساتھ سیاسی معاہدے کیے، اور ریاست کا نظام بہترین انداز میں چلایا۔ اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ کے بعد آپ کے تربیت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی، مذہبی مُعاملات کے ساتھ ساتھ اسلامی سلطنت کی حکمرانی کا فریضہ اس خوبی کے ساتھ انجام دیا، کہ قیصر وکسریٰ جیسی سپر پاوَرز (Super Powers) کو بھی قدموں تلے روند ڈالا، ع

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رَواں ہمارا![1]

صرف یہی نہیں، بلکہ محدود مالی وسائل اور مختصر فوجی قوّت کے باوُجود، اسلامی دائرۂ سلطنت کو لاکھوں مربع میل تک پھیلاتے ہوئے عدل وانصاف، اور حقوق العباد کے ایسے قوانین بنائے، جس سے متاثر ہوکر لاکھوں افراد نے تہہ دل سے اسلام قبول کیا۔

---

(١) "کُلیاتِ اقبال" "بانگِ درا، ترانۂ ملّی، ص١٨٦۔

حضراتِ ذی وقار! مذہب اور سیاست کے درمیان علیحدگی کے نظریے کو مغربی اصطلاح میں سیکولرِازم (Secularism) کہا جاتا ہے۔ یہ نظریہ جو کلِیسا (Church) سے منحرِف، دین کے خلاف یورپ کی اِلحادی بغاوَت کا نتیجہ ہے، اس نظریے نے جہاں ایک طرف مغرب کو کلِیسا کے اِستبداد کے مقابلے کے لیے کھڑا کیا، وہیں دوسری جانب مغرب (West) کی استعماری قوتوں نے، اسی نظریے کو ہماری مذہبی سیاسی قیادت کے خلاف بطورِ ہتھیار استعمال کرتے ہوئے، مسلمانوں کو بھی اسلامی نظام کی حاکمیت سے محروم کر دیا ہے!۔

مسلمانوں کے زوال کے اسباب

برادرانِ اسلام! جب تک مسلمانوں نے قرآن وسنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھا، اس پر عمل پیرا رہے، اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق کو برقرار رکھا، تعصُّب، عِناد اور اختلاف وانتشار سے دُور رہے، دنیا ان کے قدموں میں رہی، حکومت وسلطنت پر مسلمانوں کا راج وحکمرانی قائم رہی، اور یہ اَقوامِ عالَم پر غالب رہے، پھر رفتہ رفتہ مسلمان قرآن وسنّت سے دُور ہو کر بےعملی کا شکار ہوتے گئے، دنیاوی مال ومتاع کی محبت ان کے دل میں گھر کرتی چلی گئی، شَوقِ جہاد اور آپسی اِتحاد واتفاق جاتا رہا، مسلمان عصبیت، قومیت اور لسانیت کے باعث خانہ جنگی کا شکار ہو کر مختلف گروہوں میں بٹ گئے، اور زوال کا شکار ہوتے چلے گئے!۔

عزیزانِ محترم! اگر ہم مسلمانوں کی موجودہ مُعاشی بدحالی، تنزُّلی اور زوال کا جائزہ لیں، تو متعدّد وُجوہ، عوامل اور اَسباب سامنے آتے ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

قرآن وسنّت سے دُوری

حضراتِ گرامی قدر! قرآن وسنّت کے اَحکام وتعلیمات سے دُوری مسلمانوں کے زوال، پستی اور مغلوبیت کا سب سے بڑا اور بنیادی سبب ہے؛ کیونکہ قرآن وسنّت وہ رَہنمائے صراطِ مستقیم ہیں جو ایک مسلمان کے لیے کامیابی وکامرانی کا سرچشمہ اور ذریعہ ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾[1] "لوگوں کے لیے ہدایت اور رَہنمائی اور فیصلہ کی رَوشن باتیں ہیں!"۔

قرآن وسنّت کو اپنا رَہبر ورَہنما بنانے والا کبھی پستی، زوال اور گمراہی کا شکار نہیں ہو سکتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۞ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾[2] "یقیناً وہ عزّت والی کتاب ہے، باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے، اُتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے (رب تعالی) کا"۔

میرے محترم بھائیو! کتبِ اَحادیث اس اَمر پر شاہد اور گواہ ہیں کہ مسلمانوں نے جب تک قرآن وسنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھا، وہ اَقوامِ عالَم پر غالب رہے، اور کفّار ومشرکین کی اسلام مخالف سازشوں کا شکار ہو کر گمراہ نہ ہوئے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا: «تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: (١) كِتَابَ اللهِ (٢) وَسُنَّةَ نَبِيِّه»[3] "میں تمہارے درمیان دو ۲ چیزیں چھوڑے

---

(١) پ٢، البقرة: ١٨٥.

(٢) پ٢٤، حمٓ السجدة: ٤١، ٤٢.

(٣) "موطّأ الإمام مالك" كتاب القدر، ر: ١٦٦٢، صـ٥٠٢.

جارہا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے، کبھی گمراہ (Misguide) نہ ہو گے: (۱) اللہ کی کتاب (۲) اور اس کے نبی کی سنّت"۔ صد افسوس! ہم نے قرآن و سنّت سے منہ موڑا، ان کے اَحکام و تعلیمات سے دُوری اختیار کی، جس کے باعث ذِلّت، رُسوائی اور پستی و مغلوبیت ہم پر مسلّط ہو گئی، ؏

درسِ قرآن اگر ہم نے بھلایا نہ ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا!

دل میں آیات اُترتیں تو اُجالا ہوتا
نفرت وبُغض کو سینوں میں نہ پالا ہوتا!

رب کے اَحکام سے دامن نہ چُھڑایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا!

تھاما قرآں تو کیے قیصر وکسری نابُود
اس سے منہ پھیر کے خطرے میں ہے امّت کا وُجود!

اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ مسلمان دنیا بھر میں ظلم وستم کا شکار ہیں، دہشتگردی کے نام پر اسلام اور اس کے نام لیواؤں کا نام ونشان مٹانے کی کوششیں جاری ہیں، ملکِ شام، یمن، عراق، فلسطین، برما، افغانستان اور کشمیر سمیت دنیا بھر میں، ہر جگہ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا، ہمارے پیارے آقا ﷺ کی ناموس پر حملے کیے گئے، اور ہم بے بسی کی تصویر بنے یہ سب کچھ ہوتا دیکھتے رہے!۔ اگر

ہم اس ذلّت ورُسوائی سے چھٹکارا چاہتے ہیں، تو ہمیں صدقِ دل سے قرآن وسنّت کے دامن میں پناہ لینی ہوگی! قرآنِ کریم کو سمجھ کر پڑھنا ہوگا! اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا! حضور نبیٔ کریم ﷺ کی سنّتوں کو اپنانا ہوگا؛ کیونکہ ہماری عزّت، شہرت، ترقی، ناموَری اور عروج کا راز، قرآن وسنّت میں پنہاں ہے، جب تک ہم قرآن وسنّت کا حق ادا نہیں کریں گے، تب تک ہم عزّت وسربلندی کے راستے پر گامزن نہیں ہوسکتے! ؏

وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر!(۱)

حضراتِ گرامی قدر! اگر ہم واقعی سچے دل سے چاہتے ہیں کہ اُمّتِ مسلمہ کی عظمتِ رفتہ بحال ہوجائے، اور دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوجائے، تو سب سے پہلے ہمیں اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کو قرآن وسنّت کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا، اپنے شب وروز کے معمولات کو شریعتِ مطہّرہ کے تابع کرنا ہوگا! کیونکہ جب تک ہم مسلمان قرآنِ کریم کو اپنا رہنما تسلیم نہیں کریں گے، سرورِ کونین ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیَروی نہیں کریں گے، تب تک ذِلّت، رُسوائی اور زوال کا یہ دَور ختم ہونے والا نہیں!!۔

اِفتراق، انتشار اور نا اِتفاقی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! باہم اِفتراق، انتشار اور نا اِتفاقی بھی مسلمانوں کی پستی وزوال کا ایک اہم سبب ہے، جب تک مسلمانوں نے اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق کو برقرار رکھا ساری دنیا پر غالب رہے، مگر جب مسلمان نااتفاقی، تعصُّب وعِناد اور اِفتراق

(۱) "کُلیاتِ اقبال" بانگِ درا، جوابِ شکوہ، صـ۲۳۲۔

واِنتشار کا شکار ہوئے، تو ان کا رُعب ودَبدبہ جاتا رہا، شان وشوکت کم ہوگئی اور مسلمان زوال کا شکار ہوگئے۔ اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں مسلمانوں کو اِتفاق واِتحاد پر قائم ودائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾[1] "ان جیسے نہ ہونا جو رَوشن نشانیوں کے باوُجود الگ الگ ہوگئے اور اُن میں پھوٹ پڑ گئی، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

باہم اِفتراق، اِنتشار اور نااِتفاقی، کمزوری، بزدلی اور زوال کا باعث ہے، اللہ ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾[2] "اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا مت کرو! پھر بزدلی کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی"۔ یعنی اتحاد واتفاق کی برکت سے مسلمانوں کا رُعب، دَبدبہ اور غلبہ وعُروج کا تسلسل قائم رہتا ہے، بصورتِ دیگر وہ پستی وزوال کا شکار ہو جاتے ہیں، اور کفّار مشرکین اور ان جیسی دیگر اقوام پر مسلمانوں کا رُعب ودَبدبہ کم ہو جاتا ہے، وہ مسلمانوں کو تَر نوالہ سمجھنے لگتے ہیں، اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے لگتے ہیں، دنیا بھر کے مسلمانوں کو آج کچھ ایسی ہی نازک صورتحال کا سامنا ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ آپسی اختلافات کو پسِ پُشت ڈالیں، باہم اتحاد واتفاق سے رہیں، ساری دنیا کے مسلمانوں کے درد کو اپنا درد سمجھیں، ان کے حق میں آواز بلند کریں، اور ان کا ساتھ دیں!۔

---

(١) پ٤، آل عمران: ١٠٥.

(٢) پ١٠، الأنفال: ٤٦.

ناانصافی، قانون شکنی اور انصاف کا دُہرا معیار

حضراتِ ذی وقار! ناانصافی، قانون شکنی اور انصاف کا دُہرا معیار بھی مسلمانوں کے زوال کا بہت بڑا سبب ہے، جب تک مسلم مُعاشرے میں قانون کی حکمرانی قائم رہی، اور مسلمان عدل وانصاف سے کام لیتے رہے، اس وقت تک مسلمان دوسری قوموں پر غالب رہے، مگر جب سے ہمارے مُعاشرے میں ناانصافی، قانون شکنی اور عدم مُساوات کا مرض عام ہو گیا، جب سے امیر غریب، طاقتور اور کمزور اور حاکم ومحکوم کے لیے انصاف کے الگ الگ معیار بن گئے، تب سے مسلمان زوال پذیر ہوتے چلے گئے!۔

دینِ اسلام میں عزّت ووَجاہت، اثر ورُسوخ یا منصب کی بنیاد پر قانون کے تقاضے پورا نہ کرنے، اور انصاف کا دُہرا معیار اپنانے کی سختی سے مُمانعت ہے، ایک بار بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنتِ اَسوَد نے چوری کی، یہ قبیلہ قریش میں عزّت ووَجاہت کا حامل تھا، لہٰذا لوگ چاہتے تھے کہ وہ عورت سزا سے بچ جائے، اور مُعاملہ کسی طرح ختم ہو جائے، حضور نبیٔ کریم ﷺ سے مُعافی کی درخواست کی گئی، حضور رحمتِ عالَم ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ الله! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا»[١] "تم سے پہلے لوگ اسی لیے تباہ وبرباد ہوئے، کہ وہ کمزوروں پر بلا تامّل حد قائم کرتے، جبکہ

---

(١) "صحيح البخاري" كتابُ أحاديث الْأنبياءِ، ر: ٣٤٧٥، صـ٥٨٦.

اُمراء سے درگزر کیا کرتے تھے، قسم ہے ربِ عظیم کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنتِ محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی، تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا!"۔

رنگ، نسل یا ذات پات کی بنیاد پر عدم مُساوات یا امتیازی برتاؤ کی مُمانعت کرتے ہوئے حضور نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى»[1] "اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ (آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر، تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت حاصل نہیں"۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا وقار اور عُروج حاصل کرنے کے لیے، اپنے ملک ومُعاشرہ میں عدل، قانون میں مُساوات اور انصاف قائم کریں، حقدار کو حق دلائیں، مظلوم کو ظالم سے نَجات دلائیں، نسلی اور طبقاتی امتیاز کے بغیر عدل ومُساوات سے کام لیں، اور انصاف کے تقاضے بھرپور انداز سے پورے کریں!۔

عبادت سے دُوری اور ناشکری

عزیزانِ مَن! اللہ ربّ العالمین کی نافرمانی، ناشکری اور فرائض وواجبات سے دُوری بھی مسلمانوں کے زوال کا ایک اہم اور بڑا سبب ہے، کہ خالقِ کائنات عزّوجلّ نے ایمان لانے، اپنی عبادت کرنے، اعمالِ صالحہ بجا لانے، ناشکری سے بچنے اور شرک سے بیزار رہنے والوں سے، حکومت وسلطنت اور عُروج کا وعدہ کرتے ہوئے

(١) "مسند الإمام أحمد" ر: ٢٣٤٨٩، ٣٨/ ٤٧٤.

قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(١) "اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلوں کو دی، اور ضرور ان کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دِین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے (یعنی دینِ اسلام کو تمام اَدیان پر غالب فرمائے گا) اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو اَمن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں، اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں"۔

مغربی اَفکار اور کلچر سے محبت ومرعوبیت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! موجودہ دَور کے مسلمان مغربی اَفکار اور طرزِ حیات سے بے پناہ محبت ومرعوبیت رکھتے ہیں، یورپ وامریکہ (Europe and America) کی اندھی تقلید میں فخر محسوس کرتے ہیں، ان کے سیاسی، مُعاشی اور مُعاشرتی اُصول کی پیروی میں فلاح (کامیابی) تلاش کرتے ہیں، حتی کہ ان جیسا لباس پہننے اور ان کے نت نئے فیشن (Fashion) اپنانے میں اپنی عزّت تصوُر کرتے ہیں، جبکہ یہ چیز اُمّتِ مسلمہ کی تہذیب اَور ثقافت کے زوال اور اَخلاقی طَور پر دیوالیہ ہونے کا باعث بن رہی ہے، لہذا ہمیں مغرب کی بے جا تقلید اور طرزِ حیات کو ترک کر کے اسلامی تہذیب وثقافت کو اپنانا ہے؛ کہ اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی بہتری اور عروج کا راز پوشیدہ ہے!۔

---

(١) پ١٨، النور: ٥٥.

نیکی کی دعوت کے جذبے کا مفقود ہونا

جانِ برادر! نیکی کی دعوت اور برائیوں سے منع کرنا بھی مسلمانوں کے عروج کا ایک اہم سبب اور دینی فریضہ ہے، بدقسمتی سے ہمارے اندر یہ جذبہ مفقود ہوتا جارہا ہے، اور یہ چیز بھی اُمتِ مسلمہ کے زوال کا ایک سبب ہے؛ کیونکہ مسلمانوں کی بقاوفلاح کے لیے ضروری ہے کہ انہیں نیکی کی دعوت دی جائے، برائی سے منع کیا جائے، اپنے مُعاشرے کی تباہی، بربادی اور زوال کی طرف ان کی توجہ دلائی جائے؛ تاکہ وہ گناہوں سے اجتناب کریں، اعمالِ صالحہ بجالائیں، اور مخلوقِ خدا کی بہتری کے لیے کام کریں! صدافسوس کہ آج ہم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکَر کے اس مقدّس فریضہ کو ترک کر دیا، جس کے باعث ذِلّت، رُسوائی اور پستی وزوال ہمارا مقدّر بن گئے!۔

فکری ونظری جُمود اور علوم وایجادات سے غفلت

میرے محترم بھائیو! مسلمانوں کے اسبابِ زوال میں ان کا فکری ونظری جُمود اور علوم واِیجادات سے غفلت بھی ایک اہم اور بڑا سبب ہے، ایک وقت تھا کہ جب اسلامی ممالک علوم واِیجادات کے مرکز ہوا کرتے، دنیا کی بہترین یونیورسٹیاں (Universities)، سائنسی لیبارٹریز (Scientific Laboratories) اور رصدگاہوں (Observatories) کا قیام عمل میں آرہا تھا، نت نئی ایجادات (Inventions) اور تجربے ہورہے تھے، لیکن بدقسمتی سے ایک وقت وہ آیا کہ جب مسلمان دنیا کی رنگینیوں اور چکاچوند میں کھوکر علمی انحطاط اور فکری ونظری جُمود کا شکار ہوگئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی اَقوام علمی وسائنسی میدان میں بھی ہم سے آگے نکل

گئیں، اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ہر چیز کے لیے مغربی ممالک (Western Countries) کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں!!۔

دنیاوی مال واَسباب سے محبت

میرے محترم بھائیو! عالمِ اسلام کی پستی، زوال اور بربادی کا ایک بڑا سبب ان کی دنیاوی مال واَسباب سے محبت بھی ہے، یہ ایک ایسی قلبی بیماری ہے جو تمام خطاؤں کی جڑ ہے، حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ»[1] "دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے!"۔

دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر آج ہم اپنا مقصدِ حیات بھلا بیٹھے ہیں، بے ایمانی، رشوت ستانی، حرام خوری، سود وقمار بازی، ناپ تول میں کمی جیسی مذموم صفات ہماری پہچان بن چکی ہیں، اگر ہم نے ان مذموم صفات اور دنیا کی محبت سے اپنی جان نہ چھڑائی، اپنے دل میں آخرت کا خوف پیدا نہ کیا، اور اسلامی ممالک کے بجائے کفّار ومشرکین پر بھروسہ کرنا ترک نہ کیا، تو اللہ تعالی ان کے دلوں سے ہمارا بچا کھچا رُعب ودَبدبہ بھی ختم فرما دے گا، اور یہ قومیں اتحادی ممالک یا نیٹو اَفواج (NATO Forces) وغیرہ کے نام سے ہم پر حملہ آوَر ہوتی رہیں گی!!۔

حضرت سیّدنا ثَوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا» "عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا جب دوسری اَقوام تمہارے خلاف ایک دوسرے کو ایسے بلائیں گے جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو اپنے پیالے (دسترخوان) پر

---

(۱) "الزُهد" لابن أبي الدنيا، ر: ۹، صـ۲٦.

بلاتی ہیں" کسی نے عرض کی کہ کیا ایسا ہماری قلّت کے باعث ہوگا؟ فرمایا: «بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ المَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ» "بلکہ اُن دنوں تم اکثریت میں ہوگے، لیکن ایسے بے کار ہوگے جیسے سیلاب کا لایا ہوا کچرا، اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دے گا!" سائل عرض گزار ہوا کہ یا رسولَ اللہ! بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: «حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ المَوتِ»[1] "دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا"۔

اَسبابِ زوال کا تدارُک

حضراتِ گرامی قدر! اگر ہم مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شان وشوکت، عزّت ووَجاہت، حکومت وسلطنت اور عُروج واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں اَسبابِ زوال کا تُدارک کرنا ہوگا، جس کے لیے حسبِ ذیل چند نکات پر عمل درآمد نہایت ضروری ومفید ہے:

اسلام کی حاکمیت

عزیزانِ مَن! عالمِ اسلام کے لیے زوال کا باعث بننے والے اَسباب سے نَجات حاصل کرنے، اور اپنا کھویا ہوا عروج دوبارہ حاصل کرنے کے لیے، سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم دل وجان سے دینِ اسلام کی حاکمیت کو تسلیم کریں، کہ اسی میں فلاح ونَجات اور سعادت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾[2] "جو کوئی اسلام کے سوا دِین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا!"۔

---

(١) "سنن أبي داود" باب في تداعي الأمم على الإسلام، ر: ٤٢٩٧، صـ٦٠٣ .

(٢) پ ٣، آل عمران: ٨٥.

قرآنِ کریم سے محبت ورَہنمائی

حضراتِ ذی وقار! قرآنِ کریم سے محبت، رَہنمائی اور مضبوط رشتہ ہی مسلمانوں کی ترقی اور عروج کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَاماً، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِين»[1] "اللہ تعالی اس کتاب (قرآنِ مجید) کی بدَولت کچھ لوگوں کو عزّت دیتا ہے، اور کچھ لوگوں کو ذِلّت میں مبتلا کر دیتا ہے"، یعنی اللہ تعالی اسی کتاب کی بدَولت مسلمانوں کو ترقی، عروج اور بلندی سے سرفراز فرمائے گا، اور اسی کتاب کو چھوڑنے کے باعث ذِلّت، رُسوائی اور پستی وزوال میں مبتلا فرمائے گا!۔

سیرت وکردار کی تعمیر اور ذاتی کمزوریوں کی اِصلاح

جانِ برادر! قوموں کے عروج وزَوال میں فرد کی سیرت وکردار کا بڑا اہم عمل دخل ہے، لہذا ضروری ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان قوم اپنی سیرت وکردار کی تعمیر پر خصوصی توجہ دیں، جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، وعدہ خلافی، کینہ پروَری، بددِیانتی، رشوَت ستانی، حرام خوری اور کام میں سستی وکاہلی جیسی مذموم صفات سے جان چھڑائیں، اور ایک اچھے اور باعمل مسلمان بنیں؛ کیونکہ جب تک ہم لوگ اپنی سیرت وکردار کی تعمیر اور ذاتی اصلاح پر توجہ نہیں دیں گے، اس وقت تک ہم ایک کامیاب قوم نہیں بن سکتے! ڈاکٹر اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر کیا خوب فرمایا: ع

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب صلاۃ المسافرین، ر: ۱۸۹۷، صـ۳۲۹ .

اَفراد کے ہاتھوں میں ہے اَقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے مِلّت کے مقدَّر کا ستارا![1]

نوجوان نسل کی ترجیحات کا دُرست تعین

میرے محترم بھائیو! نوجوان کسی بھی قوم کا اَثاثہ ہوتے ہیں، لہذا اس اَمر میں کوئی شک وشُبہ نہیں کہ قوموں کی تعمیر، تشکیل اور ترقی وعروج میں نوجوان نسل کا بڑا اہم کردار ہوا کرتا ہے، لہذا ضروری ہے کہ ہماری نوجوان نسل اپنی ترجیحات اور سَمت کا دُرست تعین کرے؛ کیونکہ اگر یہی نوجوان سستی، کاہلی، غفلت اور تَن آسانی کے عادی ہو جائیں، تو قوم کے زوال پذیر ہونے میں دیر نہیں لگتی، بدقسمتی سے آج ہماری نوجوان نسل کا بھی کچھ یہی حال ہے، اُن کا سارا دن انٹرنیٹ (Internet) اور موبائل فون (Mobile Phones) پر گیمز (Games) کھیلنے، اور فلمیں ڈرامے دیکھنے میں گزرتا ہے، دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے، یہود ونصاریٰ مسلمانوں کے خلاف کیا سازشیں کر رہے ہیں، ان کی تہذیب، ثقافت اور اسلامی تعلیمات کو کیسے مسخ کیا جارہا ہے، انہیں اس کی کچھ خبر یا پرواہ نہیں، لہذا ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان اَغیار کی ان اسلام مخالف سازشوں کو سمجھیں، عالَمی حالات وواقعات پر گہری نظر رکھیں، سائنسی علوم کے حُصول پر خصوصی توجہ دیں، اور مسلمان قوم کی ترقی وعروج کے لیے ہر دم کوشاں رہیں، انٹرنیٹ (Internet) اور موبائل فون پر اپنا وقت ضائع نہ کریں، سستی وکاہلی سے نَجات حاصل کریں؛ کہ عالمِ اسلام کے غلبہ وعروج کے لیے سستی وکاہلی سے نَجات بہت ضروری ہے،

---

(۱) "کُلیاتِ اقبال" اَرمغانِ حجاز، بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو، صـ۱۳۷ـ

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾[1] "سُستی نہ کرو اور غم نہ کھاؤ، تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو!"۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مسلمان نوجوانوں کی اسی کیفیت اور تن آسانی پر شکوہ کرتے ہوئے فرمایا: ؏

ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالیں ہیں ایرانی

لہو مجھ کو رُلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی![2]

اُمتِ مسلمہ کے نوجوانوں کے لیے لمحۂ فکریہ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اللہ ربّ العالمین نے اسلامی ممالک کی اکثریت کو کثیر معدنی وسائل، زرِ مُبادلہ اور اَفرادی قوّت سے نوازا ہے، اگر پاکستان کی بات کریں تو دنیا کی بہترین اَفواج اور ایٹمی قوّت ہمارے پاس ہے، لیکن اس کے باوُجود اُمتِ مسلمہ مجموعی طَور پر پستی، زوال اور ظلم وستم کا شکار ہے، اس کی بنیادی وجہ قرآن وسنّت سے دُوری، ہماری بے عملی، گناہوں کی کثرت، مغرب کی بے جا تقلید، علوم واِیجادات میں ہماری عدم دلچسپی، دین وسیاست میں عدم یکجہتی، اسلامی تعلیمات سے بے گانگی، اور اپنے عظیم الشان ماضِی سے غفلت وعدم آگاہی ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنی شاندار اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں، مسلمان حکمرانوں، سائنسدانوں، علمائے دین، اور فاتحین کے کارناموں سے آگاہی حاصل کریں، اسلامی سلطنت کی شان

---

(١) پ ٤، آل عمران: ١٣٩.

(٢) "کُلیاتِ اقبال" بالِ جبریل، ایک نوجوان کے نام، صـ۴۴۷۔

وشَوکت اور رُعب ودَبدبہ سے متعلق کتب کا مُطالعہ کریں، مسلمانوں کی سیاسی، مُعاشی اور اقتصادی حکمتِ عملیوں سے متعلق معلومات حاصل کریں؛ تاکہ ہماری نوجوان نسل میں اپنا کھویا ہوا عُروج ووقار دوبارہ حاصل کرنے کی جستجو اور تڑپ پیدا ہو، اور وہ اپنا وقت کھیل کود اور ادھر اُدھر ضائع کرنے کے بجائے، دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے کام کریں، اور اس مقصد کو پانے کے لیے شب وروز محنت کریں، کہ بقول شاعرِ مشرق: ؏

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر

تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں![1]

دعا

اے اللہ! عالمِ اسلام کو اپنا کھویا ہوا عُروج واپس عطا فرما، مسلمان قوم کو مزید پستی وزوال سے بچا، قرآن وسنّت کو مضبوطی سے تھامنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کا جذبہ عنایت فرما، مسلمانوں کو اعمالِ صالحہ کی توفیق مَرحمت فرما، بداعمالیوں اور گناہوں سے نَجات عطا فرما، کفّار، مشرکین اور مغرب کی اندھی تقلید سے محفوظ فرما!۔

اے اللہ! اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، آمین یاربّ العالمین!

(۱) "کُلیاتِ اقبال" بالِ جبریل، ایک نوجوان کے نام، صـ۴۴۸۔

ووٹ کی اہمیت اور ہمارا طرزِ عمل

(جمعۃ المبارک ۲۰ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۴۴ھ - ۱۳/۰۱/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

ووٹ کا معنی ومفہوم

برادرانِ اسلام! ووٹ (Vote) ایک اصطلاح ہے، اس کا معنی ومفہوم اپنا حقِ رائے دَہی استعمال کرنا، اور اپنے پسندیدہ اُمیدوار کے انتخاب اور چُناؤ کے لیے اس کی سفارش وحمایت کرنا ہے۔

ووٹ کی اہمیت

برادرانِ اسلام! جُمہوری نظامِ حکومت جائز ہے یا نہیں، یہ ایک الگ موضوع ہے، لیکن یہ نظام چونکہ اب ہمارے وطنِ عزیز سمیت تقریبًا دنیا بھر میں رائج ہے، لہذا ہمیں اسی نظام میں کچھ بہتری لانا ہوگی۔ جُمہوری نظام میں ووٹ دے کر حکمرانوں کو منتخب کیا جاتا ہے، لہذا ہمارا ایک چھوٹا سا ووٹ (Vote) بڑی اہمیت کا

حامل ہے، اس ووٹ کی بدَولت مُعاشرے میں مثبت تبدیلی لائی جاسکتی ہے، اس دَور میں کئی اَقوام نے اپنے ووٹوں کے بل بوتے پر سیاسی و مُعاشی انقلاب برپا کیے۔

میرے محترم بھائیو! جُمہوری نظامِ حکومت کے حامل ممالک میں ووٹ (Vote) ایک بہت بڑی طاقت ہے، ووٹ کی قوّت کے ذریعے آپ نہ صرف اپنے حقوق کا تحفظ کرسکتے ہیں، بلکہ اپنے مُطالبات بھی منواسکتے ہیں، اگر آپ ایوانِ اقتدار میں ہیں تو ووٹ (Vote) کی قوّت کا استعمال کرتے ہوئے ملکی مفادات کے پیشِ نظر ضروری قانون سازی کرسکتے ہیں، اور اگر اپوزیشن جماعت (Opposition Party) سے تعلق رکھتے ہیں، تو حکومت کو اپنی مَن مانی کرنے سے روک سکتے ہیں، لہٰذا ایسی صورتحال میں الیکشن (Election) کے عمل سے دُور رہنا، اور ووٹ (Vote) ڈالنے سے کنارہ کشی اختیار کرنا، گویا اپنی سیاسی قوّت کو کم کرنے اور سیکولر ولبرل سیاستدانوں (Secular And Liberal Politicians) کو کھلی چُھوٹ دینے کے مترادِف ہے!۔

ووٹ کا درست استعمال

حضراتِ گرامی قدر! ملکی ترقّی واستحکام کے لیے ووٹ کا صحیح استعمال نہایت ضروری ہے، ووٹ ایک امانت ہے، اس کا درست استعمال ہماری قومی، ملّی اور دینی ذمّہ داری ہے، لہٰذا اپنا قیمتی ووٹ (Vote) کسی سیاسی وابستگی، لسانیت، رنگ ونسل، ذات پات، ذاتی مفادات، جذباتیت اور برادری ودھڑہ بندی کی بنیاد پر ہرگز نہ دیں، بلکہ نہایت سوچ سمجھ کر اور باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد، خالصۃً دِین داری اور اہلیت کی بنیاد پر اپنا ووٹ کاسٹ (Cast) کریں، اور اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ اگر آپ نے اپنے ووٹ کا دُرست استعمال نہ کیا، اور کسی فاسق وفاجر یا نااہل کو اپنا

ووٹ دیا، تو بروزِ قیامت آپ سے اس بارے میں باز پُرس ضرور کی جائے گی! لہذا یہ اَمر نہایت ضروری ہے کہ کسی کو ووٹ دینے سے پہلے علمائے دین سے اس کی دینی وشرعی حیثیت کو جان لیا جائے!۔

ووٹ نہ ڈالنے کے نقصانات

میرے محترم بھائیو! ایک مسلمان کا اپنے وطن میں ووٹ نہ ڈالنا، دینی، مِلّی اور سیاسی اعتبار سے متعدّد نقصانات کا باعث ہوسکتا ہے، اگر ہم ووٹنگ (Voting) کے عمل میں حصہ نہیں لیں گے، تو اس بات کا قوی اِمکان ہے کہ فاسق، فاجر اور دِین بیزار لوگ منتخب ہو کر ایوانِ اقتدار میں پہنچیں گے، وہ اپنے اقتدار اور پاوَر (Power) کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ملک، قوم اور دِین مخالف قانون سازی کریں گے، گستاخانِ رسول کو تحفُّظ دیں گے، عقیدۂ ختمِ نبوّت کے منکِروں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھائیں گے، ہماری نسلِ نَو کو اسلام سے دُور کرنے کے لیے مغربی کلچر (Western Culture) کو پروان چڑھائیں گے، مذہبی جذبہ کم کرنے کے لیے بچوں کے تعلیمی نصاب سے آیاتِ جہاد کو نکالیں گے، الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media) کے ذریعے انہیں مغربی تہذیب کا دِلدادہ بنائیں گے، ہمارے نوجوانوں کو اپنے علماء سے متنفر کریں گے، والدین کا ادب واحترام، چھوٹے بڑے کا دِید لحاظ اور شرم وحیاء کو ختم کریں گے، یہ لوگ امیر وغریب میں مَوجود خلیج کو مزید وسیع کریں گے، اسلامی طرزِ حکومت اپنانے کے بجائے، نام نہاد جُمہوریت (Democracy) کو فُروغ دیں گے! اور قانون سازی کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کو پیشِ نظر رکھنے کے بجائے انسانوں کی اکثریتی رائے کو ترجیح دیں گے!۔

آج اسلامی تعلیمات کے ساتھ کس طرح کھلواڑ کیا جارہا ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں! ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgender Act)، ایف اے ٹی ایف (FATF) کی غیر شرعی شرائط کے مطابق، غیر شرعی قانون سازی اور سُود کی کھلی اجازت کے علاوہ، بے شمار غیر شرعی قوانین کے بارے میں تقریبًا آپ سب جانتے ہیں۔ ہمارے علمائے دین اور مذہبی طبقے کے ساتھ کیسا سُلوک رَوا رکھا جارہا ہے، وہ بھی سب پہ عیاں ہے! میڈیا پر فحاشی کا سیلاب جس کی ایک نئی لہر "زندگی تماشہ" اَور "جوائے لینڈ" جیسی اسلام مخالف اور توہین آمیز فلموں کا بننا، اور انہیں نمائش کی اجازت ملنا بھی، ہمارے انہی دِین بیزار سیاستدانوں کا کارنامہ ہے! لہذا عالمی حالات وواقعات کی نزاکت کو سمجھیں، اللہ تعالی پر بھروسہ رکھتے ہوئے میدانِ عمل میں آئیں، اور قوم کی رَہنمائی کا فریضہ انجام دیں، تو امیدِ واثق ہے کہ اللہ ربّ العالمین آپ کے جذبہ واِخلاص کی برکت سے ہوا کا رُخ پھیر دے گا، اور سیاسی فضا آپ کے لیے سازگار بنا دے گا"[1]۔

ووٹ کی دینی و شرعی حیثیت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! جیسا کہ بتایا گیا کہ جُمہوری نظام مغرب کی ایجاد ہے۔ جس میں انسانوں کی اکثریتی رائے پر حلال و حرام طے کیا جاتا ہے، لیکن پاکستان میں قانون سازی کو آئین کی حد تک شریعت کا پابند لکھا گیا ہے، لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔ بہر حال اس نظام کا جبر مسلّط ہے، لہذا ہمیں ووٹنگ (Voting) میں شامل ہونا پڑتا ہے اور ہر عمل پر کچھ نہ کچھ شرعی اَحکام تو ضرور وارد ہوں گے، لہذا شرعی نقطۂ

---

(۱) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۲ء" جولائی، مذہبی سیاست کی اہمیت وضرورت، ۱/۳۵۲، ۳۵۳۔

نظر سے ووٹ کی شرعاً تین ۳ مختلف حیثیتیں ہو سکتی ہیں: (۱) شہادت وگواہی، (۲) سفارش، (۳)قضاء وفیصلہ۔ ان تینوں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) شہادت وگواہی

ووٹ ایک شہادت ہے، شہادت کے معنی گواہی دینا ہے، یعنی جب آپ کسی امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں، تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایک اچھا انسان ہے، نہ تو وہ خود چور وڈاکو، زانی یا شرابی یا بے نمازی ہے، اور نہ ہی اس طرح کے کرپٹ (Corrupt) اَفراد سے اس کا کوئی تعلّق ہے۔ آپ اپنے ووٹ کے ذریعے اس کے صادق وامین ہونے کی گواہی دے کر، اسے کامیاب کرانا چاہتے ہیں، اسے اسمبلی کا ممبر بنانا چاہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں گواہی سے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے! (محض) اللہ تعالی کے لیے گواہی دینے والے ہو جاؤ! چاہے (وہ گواہی) خود تمہارے اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے ہی خلاف کیوں نہ ہو!" لہذا جب بھی ووٹ ڈالنے کا موقع آئے، تو پارٹی وابستگی، دوستانہ مَراسم وتعلقات اور دُنیاوی مفادات سے بالاتر ہو کر مذہبی جماعتوں کے نیک صالح اُمیدواروں کو ووٹ دیجیے، اور کسی کی دھونس دھمکی یا لالچ کا شکار ہو کر ووٹ کی صورت میں جھوٹی شہادت وگواہی نہ دیں؛ کہ ایسا کرنا حرام اور بہت بڑا جرم ہے، اللہ ربّ العالمین کے سچے اور نیک

(۱) پ۵، النساء: ۱۳۵.

بندے اس مذموم فعل سے ہمیشہ بچتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾[1] "وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے"، "اور جھوٹوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں، اور ان کے ساتھ مخالَطت (میل جول) نہیں کرتے"[2]۔

جھوٹی گواہی ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے جسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا خُرَیم بن فاتک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر تین ۳ بار ارشاد فرمایا: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللهِ» "جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے" پھر مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۞ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾[3] "تو دُور ہو بتوں کی گندگی سے، اور جھوٹی بات سے بچو، ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا شریک کسی کو نہ کرو!"[4]۔

(۲) سفارش

جانِ برادر! ووٹ کی دوسری شرعی حیثیت سفارش کی سی ہو سکتی ہے، یعنی ووٹر (Voter) اپنے ووٹ کی صورت میں گویا اُمیدوار کی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے۔ سفارش کے بارے میں قرآنِ کریم کا یہ ارشاد ہر ووٹر (Voter) کو ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیے: ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ

(۱) پ۱۹، الفرقان: ۷۲.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۱۹، الفرقان، زیرِ آیت: ۷۲، ص۶۸۰۔

(۳) پ۱۷، الحجّ: ۳۰، ۳۱.

(٤) "سنن أبي داود" كتاب القضاء، ر: ۳۵۹۹، صـ۵۱۷.

شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنۡ لَّهٗ كِفۡلٌ مِّنۡهَا ﴾[۱] "جو اچھی سفارش کرتا ہے اُس سے اس کو بھی حصہ ملتا ہے، اور جو بُری سفارش کرتا ہے تو اُس کی بُرائی میں اس کا بھی حصہ ہے"۔

(۳) قضاوفیصلہ

حضراتِ محترم! ووٹ کی تیسری حیثیت قضاء وفیصلہ کی طرح ہو سکتی ہے، قرآنِ کریم میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ اِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴾[۲] "یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تعالی تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے! یقیناً اللہ تعالی سنتا دیکھتا ہے"۔

اگر ووٹر اپنے فیصلے (یعنی ووٹ ڈالنے) میں خِیانت سے کام لیتا ہے، تو اُس کا یہ فعل ظلم ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴾[۳] "جو اللہ کے اُتارے ہوئے پر حکم (فیصلہ) نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں"۔

اہل اُمیدوار ہونے کے باوُجود کسی نااہل کو ووٹ دینا، اللہ، رسول اور لوگوں سے خِیانت کرنے کے مترادِف ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں، تاجدارِ ختمِ نبوّت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنِ اسْتَعْمَلَ عَامِلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ فِيهِمْ أَوْلَى بِذَلِكَ مِنْهُ، وَأَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ، فَقَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ»[٤] "جس (صاحبِ

---

(١) پ٥، النساء: ٨٥.

(٢) پ٥، النساء: ٥٨.

(٣) پ ٦، المائدة: ٤٥.

(٤) "سنن الكبرى" للبيهقي كتاب آداب القاضي، ١٠/ ١١٨.

اختیار) نے کسی شخص کو عامل بنانا چاہا (یعنی کوئی منصب دینے کی کوشش کی) باوُجود یہ کہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اُمّت میں اس سے بہتر، اور قرآن وسنّت کا زیادہ علم رکھنے والا شخص موجود ہے، تو اُس نے اللہ، رسول اور تمام مسلمانوں سے خِیانت کی"۔

قابل اور اہل لوگوں کو منتخب کرنے کا حکم

برادرانِ اسلام! اقتدار اور حاکمیت اللہ ربّ العالمین کی امانت ہے، اور قرآنِ کریم میں امانتوں کو ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا﴾[1] "یقیناً اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپُرد کردو"۔

جانِ برادر! ہر شخص سے امانت کی ادائیگی کے بارے میں پُوچھ گچھ کی جائے گی، کہ امانت کا حق ادا کیا یا اسے ضائع کردیا؟ ایک دیہاتی نے نبئ کریم ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «فَإِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» "جب امانت کو ضائع کردیا جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو"، سائل نے عرض کی: امانت کیسے ضائع ہوگی؟ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلى غَيْرِ أَهْلِه»[2] "جب کوئی منصب نااہل کے سپرد کردیا جائے" لہٰذا جب بھی کسی کو اپنا حکمران یا نمائندہ منتخب کریں، تو اس اَمر پر خوب غور کر لیں کہ کیا وہ اللہ تعالی کی اس امانت کا اہل بھی ہے یا نہیں!۔

---

(١) پ٥، سورة النساء: ٥٨.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب العلم، ر: ٥٩، صـ١٤.

اہلیت نہ ہونے کے باوُجود اُمورِ سیاست میں حصہ لینا

میرے محترم بھائیو! آجکل سیاست وحکومت کے لیے صرف عوامی مقبولیت اور بینک بیلنس (Bank Balance) دیکھا جاتا ہے، اہلیت ومعیار کی کوئی وُقعت نہیں رہی، حالانکہ امانت کے مَعانی میں سے یہ بھی ہے کہ ایسے کام کی طلب نہ کی جائے جسے بجالانے کی ہمت واہلیت نہ ہو، ایک روایت میں حضرت سیّدنا ابوذر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا آپ مجھے کسی علاقے کا امیر نہیں بنائیں گے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا، پھر ارشاد فرمایا: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا»[1] "اے ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ حکومت ایک امانت ہے، اور یہ قیامت کے دن رُسوائی اور شرمندگی کا باعث ہوگی، سوائے اس کے جو حکمرانی کا حق ادا کرے اور اس کی ذمّہ داریاں پوری کرے"۔

ووٹ کی پامالی اور اِنتخابی دھاندلی

حضراتِ ذی وقار! موجودہ طرزِ انتخاب میں ووٹ کی خرید وفروخت اور انتخابی دھاندلی کے باعث ووٹ کی اہمیت پامال ہو چکی ہے، عام انتخابات ہوں یا سینٹ کا الیکشن، ووٹ کی خرید وفروخت کے اس مکروہ ومذموم عمل کے باعث، پوری قوم مایوسی کا اس قدر شکار ہو چکی ہے کہ ہماری اکثریت انتخابی عمل کا بائیکاٹ (Boycott) کرتی ہے، اور کسی کو بھی ووٹ دینے کی زحمت گوارہ نہیں کرتی! لہذا

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الإمارة، ر: ٤٧١٩، صـ٨١٩.

ہمیں اپنے لوگوں اور نسلِ نَو میں ووٹ کے صحیح استعمال سے متعلق شُعور پیدا کرنا ہے، انتخابی دھاندلی اور ووٹ کی اس پامالی کو روکنا ہے؛ تاکہ کرپشن (Corruption)، اور بد دیانتی (Bad Faith) سے پاک مُعاشرہ وُجود میں آئے، اور ہمارے ووٹ سے کوئی نیک صالح اُمیدوار منتخب ہو کر اسمبلی (Assembly) کا رُکن منتخب ہو سکے!۔

میرے محترم بھائیو! ووٹ دینا ہر شہری کی ذمّہ داری ہے، جُمہوری ریاستوں کے قیام کے لیے ووٹ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، وطنِ عزیز میں عنقریب ایک بار پھر الیکشن (Election) کا بگل (Bugle) بجنے والا ہے، خدارا اپنے ووٹ کی اہمیت کو سمجھیے! اسے ضائع نہ ہونے دیں! بریانی کی ایک پلیٹ یا ہزار پانچ سو روپے کے عوض اپنے ووٹ کا سودا ہرگز نہ کریں! ذات برادری اور شخصی تعلقات کے چکر سے باہر نکلیں، نیک صالح اور اچھے کردار کے حامل، قابل اُمیدوار کی حمایت (Support) کریں، اور اپنے ووٹ کو صرف حضور اکرم ﷺ کے دین کو تخت پر لانے کے لیے استعمال کریں!۔

اسلام مخالف منشور کی حامل سیاسی جماعتوں کی حمایت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! ہمارے وطنِ عزیز پاکستان اور دنیا بھر میں سیکولرازم (Secularism) کی حامی جو سیاسی جماعتیں اسلام مخالف منشور کی حامل ہیں، یا اسلام دشمنی میں مشہور ہیں، ان سیاسی جماعتوں کی رُکنیت حاصل کرنا، ان کے جلسے جلوسوں میں شریک ہونا، ان کے منشور اور پارٹی پالیسی (Party Policy) کا دِفاع اور حمایت کرنا، ان کی طرف سے الیکشن میں بطورِ اُمیدوار حصہ لینا، یا انہیں ووٹ دینا، کسی مسلمان کے لیے ہرگز جائز نہیں؛ کہ ایسا کرنا ظلم، ہلاکت اور عذابِ جہنّم کا باعث

ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾(۱) "ظالموں کی طرف نہ جھکو؛ کہ تمہیں آگ چھوئے گی، اور اللہ کے سِوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں، پھر مدد نہ پاؤ گے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾(۲) "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ"۔ لہٰذا کفّار، مشرکین اور ان کے حمایت یافتہ سیاستدانوں اور اسلام مخالف منشور کی حامل سیاسی پارٹیوں میں شُمولیت سے بچیں، ان کی بے جا حمایت نہ کریں، اور اپنے ووٹوں کے ذریعے ان کی مضبوطی اور ان کے اقتدار میں آنے کا باعث نہ بنیں!۔

ووٹ کسے دیں؟

حضراتِ گرامی قدر! ووٹ صرف ایک آئینی حق ہی نہیں، بلکہ شہادت وگواہی، سفارش اور قضاء وفیصلہ جیسی دینی وشرعی ذمّہ داری بھی بن جاتا ہے، لہٰذا جسے بھی ووٹ دیں نہایت سوچ سمجھ کر اور شرعی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھ کر دیں؛ کیونکہ اس معاملہ میں آپ کی ذرا سی غفلت کسی اچھے کردار کے حامل اُمیدوار کی شکست، اور کسی فاسِق، فاجِر اور بدکردار شخص کی جیت کا باعث بن سکتی ہے!۔

ہماری ذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ووٹ ایک آئینی حق، انتہائی اہم امانت، اور دینی وشرعی مُعاملہ ہے، جبکہ اس کی ادائیگی میں سُستی، کاہلی اور غفلت کا مُظاہرہ

(۱) پ۱۲، هود: ۱۱۳.

(۲) پ۲۸، الممتحنة: ۱.

انتہائی سنگین نتائج لا سکتا ہے، لہٰذا اگر ہم اپنے ملک و قوم کی بہتری اور اِصلاح چاہتے ہیں، فاسق، فاجر اور کرپٹ سیاستدانوں (Corrupt Politicians) سے نَجات حاصل کر کے صالح حکمران چاہتے ہیں، اور بد عنوانی سے پاک مُعاشرہ تشکیل دینا چاہتے ہیں، تو ہمیں اپنے اس فریضے کو پوری ذمّہ داری سے انجام دینا ہوگا، اپنے ووٹ کا حق صحیح اور دُرست طَور پر استعمال کرنا ہوگا، اس کی خرید و فروخت کو روکنا ہوگا، اور انتخابی عمل کو دھاندلی سے پاک کر کے صاف و شفّاف بنانا ہوگا!۔

دعا

اے اللہ! وطنِ عزیز پاکستان میں اسلامی نظام نافذ فرما، ہمیں مغربی جُمہوریت کے شر سے بچا، ہمیں اپنے ووٹ کا دُرست استعمال کرنے کی توفیق عطا فرما، نیک صالح اور اہل اُمیدوار کو ووٹ دینے کی سوچ اور جذبہ عطا فرما، ہمیں اپنے ووٹ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق دے، ایک دینی فریضہ سمجھ کر انتخابی عمل میں حصہ لینے کا جذبہ عطا فرما، مذہبی سیاسی جماعتوں کو کامیابی عطا کر دے، حضور نبیٔ کریم ﷺ کے دین کو تخت پر لانے کے لیے سیاسی جد وجہد کرنے کی توفیق و سعادت عطا فرما، ووٹ کی خرید و فروخت کرنے اور اس کی اہمیت کو پامال کرنے والوں کی اِصلاح فرما، ہمیں اچھے کردار کے حامل اور اپنے کام میں ماہر حکمران عطا فرما، اور فاسق، فاجر اور ظالم و نااہل حکمرانوں سے نجات عطا فرما! آمین یاربّ العالمین!۔

خوشامد اور چاپلوسی کی مذمّت

(جمعۃ المبارک ۲۷ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۴۴ھ - ۲۰/۰۱/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

خوشامد اور چاپلوسی کی تعریف

برادرانِ اسلام! کسی کی مدح وتعریف میں حد درجہ مُبالغہ کرنا، یا دُنیاوی مفاد کی غرض سے کسی صاحبِ منصب وبلند رُتبہ شخصیت کے سامنے عاجزی واِنکساری کرنا، اپنے آپ کو نیچا دکھانا، خوشامد اور چاپلوسی کہلاتا ہے[1]۔

جھوٹی تعریف چاہنے والوں کے لیے دردناک عذاب

عزیزانِ محترم! قرآنِ کریم اور اَحادیثِ نبویّہ میں خوشامد، چاپلوسی اور جھوٹی مدح وتعریف کی بڑی مذمّت بیان کی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[2] "ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے

---

(۱) انظر: "البريقة المحمودية" بحث التواضع ...إلخ، ۲/ ۲۳۵، ملخّصاً.

(۲) پ٤، آل عمران: ۱۸۸.

کیے پر، اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو، ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لیے، اور اس کے لیے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے"[1]۔

بے جا تعریف کا نقصان

عزیزانِ مَن! کسی انسان کی خوشامد، چاپلوسی اور بے جا تعریف کرنا گویا اُسے ذَبح کرنے کے مترادِف ہے؛ کیونکہ یہ چیز اُسے غرور، تکبُر اور خود پسندی میں مبتلا کر دیتی ہے، حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: «إِيَّاكُمْ وَالتَّمادُحَ!؛ فَإِنَّهُ الذَّبْحُ»[2] "ایک دوسرے کی خوشامد اور بے جا تعریف سے بہت بچو؛ کیونکہ یہ تو ذَبح کرنے کے مترادِف ہے"۔

خوشامد اور چاپلوسی... جھوٹ کی ایک قسم

حضراتِ ذی وقار! خوشامد، چاپلوسی اور کسی کی جھوٹی تعریف بیان کرنا، اَخلاقی پستی، ذِلّت ونفاق کی علامت اور جھوٹ کی ایک قسم ہے۔

تین بڑے گناہ

جانِ برادر! خوشامد، چاپلوسی اور جھوٹی تعریف کرنے والا شخص جہاں اپنے مخاطب کو ہلاکت وبربادی میں ڈالتا ہے، وہیں خود بھی تین ۳ بڑے گناہوں کا مرتکِب ہوتا ہے:

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۴، آل عمران، زیرِ آیت: ۱۸۸، صـ۱۴۹۔
(۲) "سنن ابن ماجه" كتاب الأدب، باب المدح، ر: ۳۷٤۳، ۲/ ۱۲۳۲.

(۱) جھوٹ

خوشامد، چاپلوسی اور بے جا تعریف کرنے والا شخص جھوٹ میں مبتلا ہوتا ہے، دینِ اسلام میں جھوٹ کی بڑی مذمّت و مُمانعت بیان کی گئی ہے، خوشامد اور چاپلوسی کرنے والا ایسی مُبالغہ آرائی پر مشتمل تعریف کرتا ہے، جو حقائق کے مُطابق نہیں ہوتی، ایسا کرنا جھوٹ اور خِیانت ہے، حضرت سیّدنا سفیان بن اُسید حَضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: «كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثاً هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ»[۱] "بڑی خِیانت کی بات یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو، اور وہ تمہیں اس بات میں سچا جان رہا ہو، اور تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو"۔

(۲) نِفاق

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! خوشامد اور چاپلوسی کے باعث انسان نِفاق میں بھی مبتلا ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ اپنے منہ سے سامنے والے کی جو بے جا تعریف کرتا ہے، خود اُس کا اپنا دل اُسے دُرست نہیں سمجھتا۔ قرآنِ کریم میں مُنافقین کے لیے بڑی سخت سزا بیان ہوئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا﴾[۲] "یقیناً مُنافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں، اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا!"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في المعاريض، ر: ٤٩٧١، صـ٧٠٠.

(۲) پ٥، النساء: ١٤٥.

(۳) کسی مسلمان کو فخر وغرور میں مبتلا کرنا

میرے محترم بھائیو! ذاتی مفاد کی خاطر جھوٹی تعریف کر کے انسان، جس تیسرے گناہ میں مبتلا ہوتا ہے، وہ خوشامد اور چاپلوسی کر کے کسی مسلمان کو فخر وغرور، تکبُّر اور خود پسندی میں مبتلا کرنا ہے، کسی مسلمان کو گناہ میں مبتلا کرنے کا باعث بننا بذاتِ خود ایک گناہ ہے، لہٰذا خوشامد اور چاپلوسی جیسے گناہ سے بچتے رہیں، کسی کی جھوٹی تعریف نہ کریں، مُبالغہ آرائی سے بچیں، تقویٰ وپرہیز گاری اختیار کریں، اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگیں، کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾[1] "اللہ تعالی سے ڈرتے رہو! اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے!"۔

خوشامد اور چاپلوسی سے متعلق صحابۂ کرام کا طرزِ عمل

حضراتِ محترم! صحابۂ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم کو خوشامد اور چاپلوسی سے سخت نفرت تھی، انہیں ہرگز یہ بات پسند نہیں تھی کہ کوئی ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرے، حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے خادم حضرت سیّدنا اسلم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا بیان ہے، کہ میں نے سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کو یہ فرماتے سنا: «المَدحُ ذَبحٌ»[2] "کسی کی تعریف کرنا اُسے قتل کرنے کے مترادِف ہے"۔

ایک بار کسی شخص نے حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے منہ پر اُن کی تعریف کی، تو حضرت سیّدنا مقداد رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے اُس کے چہرے پر مٹی پھینکی، اور فرمایا کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ «إِذَا لَقِيتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ!»[3]

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۹٦.

(۲) "الأدب المفرَد" باب ما جاء في التمادح، ر: ۳۳٦، صـ۱۲۳.

(۳) "سنن أبي داود" باب في كراهية التمادح، ر: ٤۸۰٤، صـ٦۸۰.

"خوشامد کرنے والوں سے ملو، تواُن کے چہروں پر مٹی ڈال دو!" یعنی اگر کوئی شخص خوشامد اور چاپلوسی کر کے کوئی مفاد یا دُنیاوی منفعت حاصل کرنا چاہے، تواُسے محروم رکھواور خوشامد اور چاپلوسی جیسے مذموم فعل پر اس کی حَوصلہ شکنی کرو!۔

خوشامد اور چاپلوسی...ایک مذموم و غیر اَخلاقی فعل

برادرانِ اسلام! دنیاوی مفاد کی غرض سے خوشامد اور چاپلوسی کرنا، ایک مذموم اور غیر اَخلاقی فعل ہے، حضرت سیّدنا وائل بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: «وَأَمَّا المَلَقُ فَإِنَّهُ مَذْمُومٌ إِلَّا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ»[1] "خوشامد کرنا مؤمن کے اَخلاق میں سے نہیں، مگر علم حاصل کرنے کے لیے خوشامد کر سکتا ہے"۔

کسی کی تعریف کرنے کا صحیح و مسنون طریقہ

حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن ابو بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کسی دوسرے کی تعریف کی، توآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا: «وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ!» "تجھ پر افسوس ہے کہ تُونے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی! تونے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی!" (پھر کسی کی تعریف کا صحیح اور مسنون طریقہ بیان کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا): «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحاً صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَاناً،وَاللهُ حَسِيبُهُ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَداً أَحْسِبُهُ، -إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَاكَ- كَذَا وَكَذَا»[2]

(۱) "شعب الإيمان" حفظ اللسان عمّا لا يحتاج إليه، ر: ٤٥٢١، ٦/ ٤٩٤.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الزُهد والرقائق، ر: ٧٥٠١، صـ١٢٩٦.

"جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کی بہر صورت تعریف کرنا ہی چاہے، تو وہ یوں کہے کہ "میرا فُلاں کے متعلق یہ گمان ہے، اور اس کی حقیقت اللہ ہی خوب جاننے والا ہے، اور میں کسی کو اللہ تعالی کے ہاں سراہا ہوا نہیں کہتا"۔ چاہے اس کے علم میں ہو کہ میرا مسلمان بھائی اس تعریف کے لائق ہے"۔

منہ پر تعریف باعثِ ہلاکت ہے

حضراتِ گرامی قدر! کسی کے منہ پر اس کی تعریف بجا طَور پر ہو یا بے جا، ضرور باعثِ ہلاکت ہے، حضرت سیّدنا مِحجَن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے اور رکوع وسُجود کرتے دیکھا تو مجھ سے دریافت فرمایا: «مَن هَذا؟» "یہ کون ہے؟" حضرت سیّدنا مِحجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس کی خوب تعریف کرنے لگا، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے روکتے ہوئے اِرشاد فرمایا: «أَمسِكْ! لَا تُسمِعهُ فَتهلِكهُ!»[1] "رُکو! اتنی زور سے نہ بولو کہ وہ سُن لے، ورنہ وہ ہلاکت میں پڑ جائے گا!"۔

مدح وستائش اور تعریف میں قاعدہ کُلیہ اور مقصودِ شریعت

عزیزانِ محترم! مدح وستائش اور تعریف میں قاعدہ کُلیہ اور مقصودِ شریعت یہ ہے، کہ حُدودِ شریعت کو پامال کرتی ہوئی حد درجہ مُبالغہ آرائی، خوشامد، چاپلوسی اور خلافِ واقع کسی کی جھوٹی تعریف نہ کی جائے، کہ ایسا کرنا ناجائز وحرام ہے، خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے بھی خلافِ شریعت مدح وستائش کی

(١) "الأدب المفرَد" باب يُحثى في وجوه المدَّاحين، ر: ٣٤١، صـ١٧٦.

مُمانعت فرمائی، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ انہوں نے سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو منبر پر یہ کہتے سنا، کہ میں نے حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: «لا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا: عَبْدُ الله وَرَسُولُهُ»(۱) "میرے بارے میں اس طرح (خلافِ شریعت) مُبالغہ سے کام نہ لو، جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں انتہائی مُبالغہ کیا، میں اُس کا بندہ ہوں لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو"۔

خوشامد اور چاپلوسی کے اَسباب اور اُن کا علاج

میرے محترم بھائیو! خوشامد اور چاپلوسی کے متعدّد اَسباب ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) "خوشامد اور چاپلوسی کا سب سے بنیادی سبب دنیاوی منفعت، مفادات کا حُصول و تحفّظ، اور اپنی سُستی و کاہلی ہے، جب انسان کی طبیعت آرام پسند ہو جائے اور محنت کی عادت یکسر ختم ہو جائے، تو بندہ اپنے ذاتی مفادات کے حُصول کے لیے چاپلوسی کی سیڑھی استعمال کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خود کو محنت کا عادی بنائے؛ تاکہ چاپلوسی کے بجائے اس کی محنت کو کامیابی کی سند سمجھا جائے۔

(۲) خوشامد اور چاپلوسی کا ایک سبب شہرت کی طلب بھی ہے، لہٰذا بندہ طلبِ شہرت کے نقصانات کو پیشِ نظر رکھے۔

(۳) بعض اَفراد کی طبیعت فسادی ہوتی ہے، لہٰذا وہ اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر خوشامد اور چاپلوسی کی راہ اختیار کرتے ہیں، اور جب اُن کے اس

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب أحاديث الأنبياء، ر: ٣٤٤٥، صـ٥٨٠.

بُرے فعل کی نشاندہی کی جائے تو اسے یہ لوگ اِصلاح کا نام دیتے ہیں۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے، اور ڈرے کہ کہیں اس کی شر انگیزی اور فسادی طبیعت، رحمتِ الٰہی سے محرومی کا باعث نہ بن جائے!۔

(۴) بعض لوگ اپنی ترقی کی خاطر دیگر اَفراد کو دوسروں کی نظر میں نیچے گرانا لازم سمجھتے ہیں، اور اس کے لیے چغلخوری کی راہ اختیار کرتے ہیں، لہٰذا چغلخوری کی عادت چاپلوسی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ چغلخوری کے دُنیوی اور اُخروی نقصانات اپنے پیشِ نظر رکھے۔

(۵) دوسروں کو اَذیت دینے اور نقصان پہچانے کی غرض سے خوشامد اور چاپلوسی کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات میں خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے، اور آخرت کے مُواخذے کو پیشِ نظر رکھے!۔

(۶) بعض لوگ خوشامد اور چاپلوسی کو ذاتی خامیوں کے لیے پردہ سمجھتے ہیں، اور اپنی خامیوں کو دُور کرنے کے بجائے تملُّق (چاپلوسی) میں ہی اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذاتی خامیوں کو دُور کرنے کے لیے دِیانتدارانہ کوشش کرے، اور اپنی عزّتِ نفس کو مجروح ہونے سے بچائے۔

(۷) بعض لوگ بُغض وکینہ کے سبب جب کسی کو نقصان پہچانا چاہتے ہیں، تو اُس کی چاپلوسی شروع کر دیتے ہیں؛ تاکہ اِس جال میں پھنس کر وہ شخص خود پسندی جیسی آفات میں مبتلا ہو جائے اور کبھی ترقی نہ کر سکے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینے سے پاک کرے، اپنے اندر احترامِ مسلم

کا جذبہ بیدار کرے، اور مسلمانوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرتے ہوئے ہمیشہ انہیں دُرست اور مفید مشورے دیتا رہے۔

(۸) بعض اوقات صاحبِ منصب حضرات کی ہمنشینی بھی اس مُہلک مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بقدرِ ضرورت ہی صاحبِ منصب افراد سے تعلق رکھے، اور ان کی بے جا ملاقات سے پرہیز کرے"[۱]۔

خوشامد اور چاپلوسی...ایک میٹھا زہر

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! خوشامد اور چاپلوسی ایک ایسا میٹھا زہر ہے جس کے نقصانات سے آگاہی کے باوُجود، تقریبًا ہر شخص بڑی خوشی سے پیتا ہے، جھوٹی تعریف کے جال میں پھنس کر انسان صحیح غلط کی پہچان اور فرق بھول جاتا ہے، خوشامد اور چاپلوسی ایک ایسی بیماری ہے جو عقلِ انسانی کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہے، یہ ایک ایسا غیر اَخلاقی اور مذموم فعل ہے جس کے باعث سماجی، مُعاشرتی اور طبقاتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے، خوشامد اور چاپلوسی کی صفتِ بد، ملک وقوم کی پستی اور زَوال کا باعث بنتی ہے، میرٹ (Merit) کا قتلِ عام ہوتا ہے، اور نا اہل لوگ راج اور حکمرانی کرتے ہیں، ؏

سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں

دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا[۲]

---

(۱) "باطنی بیماریوں کی معلومات" تملُّق (چاپلوسی) کے آٹھ ۸ اسباب وعلاج، ص۱۹۴، ۱۹۵، ملخصًا۔

(۲) "کلیاتِ اقبال" بانگِ درا، ایک مکڑا اور مکھی (ماخوذ) ص۶۰۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے مُعاشرے سے اس لعنت کا خاتمہ کریں، خوشامد، چاپلوسی اور مُبالغہ آرائی پر مشتمل جھوٹی تعریف کرنے والوں کی حَوصلہ شکنی کریں، ان کی باتوں میں آکر غُرور، تکبُر، فخر اور خود پسندی کا شکار نہ ہوں، کسی دُنیوی مفاد کی غرض سے صاحبِ منصب کے سامنے خود کو ذلیل ورُسوا نہ کریں، اس کی خوشامد اور چاپلوسی اور جھوٹی تعریفوں کے پُل نہ باندھیں، اپنی عزّتِ نفس کو مجروح نہ ہونے دیں، اور اللہ ربّ العالمین کی رحمت پر بھروسہ رکھیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں خوشامد اور چاپلوسی کرنے کرانے سے بچا، اپنے حکمرانوں، سیاسی لیڈروں اور پیر خانوں کی تعریف میں مُبالغہ آرائی اور جھوٹ ونِفاق کے گناہ سے محفوظ فرما، ہمیں اَخلاقی پستی اور زوال کا شکار ہونے سے بچا، تقویٰ وپرہیز گاری کی دَولت سے مالا مال فرما، حق سننے اور حق بولنے کی توفیق مَرحمت فرما، اور آخرت کی تیاری کا جذبہ اور سوچ عنایت فرما! آمین یاربّ العالمین!۔

واقعۂ معراج اور دیدارِ الٰہی

(منگل یکم رجب المرجب ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۱/۲۴ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

شبِ معراج اللہ تعالی نے مصطفی جانِ رحمت ﷺ کو اپنے پاس بلاکر، جو خصوصیت، شرَف، قُرب اور اپنا دیدار بخشا، خوش بختی کی ایسی معراج وسعادت کبھی کسی اَور نبی ورسول کے حصے میں نہیں آئی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾[1] "پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا، مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ (جس کے اِرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے)؛ تاکہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، یقیناً اللہ تعالی سنتا دیکھتا ہے"۔

معراج کی رات اللہ تعالی نے سروَرِ دو جہاں ﷺ کو بے حد وحساب اِنعام واِکرام سے نوازا، اس مبارک رات تاجدارِ رسالت ﷺ مسجدِ حرام سے

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۱.

مسجدِ اقصیٰ تک، اور وہاں سے آسمانوں کی سَیر فرماتے ہوئے سدرۃُ المنتہیٰ سے اوپر، جہاں تک ربِّ کائنات نے چاہا تشریف لے گئے، عرش وکرسی، لَوح وقلم، جنّت ودوزخ وغیرہ بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ فرمایا، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اِمامت فرمائی، آپ کو فرض نمازوں کا تحفہ عطا ہوا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنے دیدار سے مشرّف فرمایا!۔

حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو جو رؤیتِ باری تعالی بخشی گئی، وہ چشمانِ مبارک سے تھی یا قلبی طور پر تھی، اس بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی آراء باہم مختلف ہیں، البتہ زیادہ صحیح، راجح اور مختار قول یہی ہے کہ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی چشمانِ سر سے اپنے ربّ تعالی کا دیدار کیا۔ اس مَوقِف کی تائید میں قرآن وحدیث، فرامینِ صحابہ اور علمائے اُمّت کے چند اَقوال بطورِ دلائل حسبِ ذیل ہیں:

شبِ معراج دیدارِ الٰہی قرآن کی رَوشنی میں

(۱) حضور نبئ رحمت، شفیعِ اُمّت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سفرِ معراج میں خالقِ کائنات جلّ جلالہ کے قُربِ خاص میں تجلیات واَنوار کا مشاہدہ کیا، اور راز ونیاز کے جو پیغامات انہیں عطا ہوئے، وہ مخلوق کی عقل سے بالاتر ہیں، اِس سے متعلق اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾[1] "وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا، پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خُوب اُتر آیا، تو اُس جلوے اور اِس حبیبِ کریم میں دو۲ ہاتھ کا فاصلہ رہا، بلکہ اس سے بھی کم۔ اَب وَحی فرمائی اپنے بندۂ خاص پر جو چاہا وَحی فرمائی!"۔

---

(۱) پ۲۷، النّجم: ۷-۱۰.

امام ابن جریر طَبری اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "وقال آخَرون: بل معنى ذلك: ثمّ دَنا الربُّ من محمدٍ ﷺ فتدَلّى"[۱]. "دیگر مفسّرین نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ تعالی اپنے حبیب کریم ﷺ سے قریب ہوا، تووہ بھی اپنے رب تعالی سے قریب ہوگئے"۔

علّامہ بَغَوی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "ثمّ دَنا الرَّبُّ ﷻ مِن محمدٍ ﷺ فتدَلّى"[۲]. "اللہ تعالی اپنے حبیب کریم ﷺ سے قریب ہوا، تووہ بھی اپنے رب تعالی سے قریب ہوگئے"۔

(۲) اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾[۳]"اس حبیب کریم کی آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے تجاوُز کیا، یقیناً اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں"۔ یہ سرورِ کونین ﷺ کی شان اور اللہ کی دی ہوئی طاقت تھی، کہ آپ ﷺ نے رب تعالی کا قُربِ خاص حاصل کیا، اَنوار وتجلّیات کے نظارے کیے، جنّت ودوزخ اور عالَمِ ملکوت کے عجائبات کا مشاہدہ فرمایا، انبیاء وملائکہ سے ملاقات کی، لیکن نہ توآپ کی آنکھیں اُن اَنوار کی چمک دَمک سے خیرہ ہوکر چُندھیائیں، نہ بند ہوئیں، نہ جھپکیں، نہ دل گھبرایا، بلکہ جی بھر کر دیدار کیا۔

شبِ معراج دیدارِ الٰہی، اَحادیث مبارکہ کی روشنی میں

(۱) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، حضورِ اکرم

(۱) "جامع البيان" سورة النجم، تحت الآية: ۸، ۹، ر: ۲۵۱۰۹، الجزء ۲۷، صـ۶۰.
(۲) "مَعالم التنزيل" سورة النجم، تحت الآية: ۸، ۹، ٤/ ۲٤۶.
(۳) پ۲۷، النجم: ۱۷، ۱۸.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: «رَأَيْتُ رَبِّي ﷻ»⁽¹⁾ "میں نے اپنے رب عزّوجلّ کو دیکھا"۔ امام جلال الدین سُیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ "خصائص کبریٰ" اور علّامہ عبدالرؤف مُناوی رحمہ اللہ تعالیٰ "تیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث بسند صحیح ہے"⁽²⁾۔ نیز حضور نبیٔ کریم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کو حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے (رؤیت کی نفی سے متعلق) قول پر فَوقیت حاصل ہے۔

(۲) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «قال لي ربّي ﷻ: نحلتُ إبراهيمَ خلّتي، وكلّمتُ موسى تكليماً، وأعطيتُك يا محمد كفاحاً!⁽³⁾»⁽⁴⁾ "مجھے میرے رب عزّوجلّ نے فرمایا کہ میں نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا، اور موسیٰ سے کلام فرمایا، اور تمہیں اے حبیب مُواجہ بخشا، کہ بے پردہ وحجاب تم نے مجھے دیکھا!"۔

(۳) حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے، حضور سیّد المرسَلین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إنّ الله تعالى أعطى موسى

---

(١) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عباس ...إلخ، ر: ٢٥٨٠، ١/ ٦١١.

(٢) "الخصائص الكبرٰى" باب خصوصيته ﷺ بالإسراء ...إلخ، حديث ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، ١ / ٢٦٧. "التيسير شرح الجامع الصغير" حرف الراء، تحت ر: ٤٣٧٧، ٣/ ٥٢٦.

(٣) في "مجمع بحار الأنوار": "كفاحا" أي: "مواجهة ليس بينهما حجاب ولا رسول" [حرف الكاف، كفح، ٤/ ٤٢٤]. "کفاح کا معنی بالمشافہ دیدار کرنا ہے، جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ ہو"۔

(٤) "تاريخ دِمشق" حرف الألف، باب ذكر عروجه إلى السماء واجتماعه بجماعة من الأنبياء، ر: ٨٠٠، ٣/ ٥١٧.

الكلامَ، وأعطاني الرُؤية، وفضّلني بالمقام المحمود، والحوض المورود»[۱] "بے شک اللہ تعالی نے موسی کو دولتِ کلام بخشی، اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا، اور مجھ کو شفاعت کبرٰی و حوض کوثر سے فضیلت بخشی"۔

(۴) حضرت سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے سنا، حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سِدرۃ المنتہی کا وصف بیان فرمارہے تھے، میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: «رأيتُه عندها» يعني ربَّه[۲]. "حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس کے پاس رب تعالی کا دیدار ہوا"۔

(۵) حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن عائش رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ الصُّورَةِ»[۳] "میں نے اپنے ربّ کو سب سے خوبصورت ترین صورت میں دیکھا"۔

(۶) ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلندیوں کو طے فرما کر ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾[٤] کی منزلِ اعلی پر تشریف فرما ہوئے، تو قربِ خداوندی میں آداب کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کی: «التحيّاتُ لله والصّلواتُ وَالطَّيِّباتُ» "ہماری قولی، فعلی اور مالی تمام عبادتیں صرف اللہ تعالی کے لیے ہیں!" خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے تحفۂ سلام قبول فرما کر مہمانِ معراج کا استقبال کرتے ہوئے

---

(۱) "كنز العمال" حرف القاف، كتاب القيامة من قسم الأقوال، رؤية الله تعالى، ر: ۳۹۲۰۰، ١٤/ ١٩١.

(۲) "الدر المنثور" سورة الإسراء، تحت الآية: ۱، ٥/ ۲۲۱.

(۳) "السنّة" لابن أبي عاصم، باب، ر: ٤٦٧، ١/ ٢٠٣.

(٤) پ۲۷، النجم: ۹.

فرمایا: «السّلامُ عليكَ أَيُّها النَّبيُّ وَرَحمَةُ الله وبركاتُهٗ!» "اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں!" پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے اِس طرح عرض کی: «السّلامُ علينا وعَلى عِبادِ الله الصَّالحين!» "ہم پر بھی سلام ہو اور تیرے نیک بندوں پر بھی!" پھر عالَمِ بالا کے فرشتوں نے یہ صدا بلند کی: «أَشهَدُ أَن لَّا إِلٰه إِلَّا الله، وَأَشهدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبدُهٗ وَرَسُولُهٗ» پھر سلام و جواب کے بعد اللہ تبارک تعالی نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے بہت سی گفتگو فرمائی، جس میں کچھ راز تھے، کچھ خبریں تھیں اور کچھ اَحکام[1]۔

(۷) معراج کی رات اس قُربِ خاص میں بِلا واسطہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے وہ خاص باتیں کیں، جو کسی کے وَہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ محدثینِ کرام فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالی نے اس قُربِ خاص میں اپنے محبوب ﷺ پر ایسا کرم فرمایا کہ حضور ﷺ خود فرماتے ہیں: «فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ»[2] "اللہ تعالی نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی، اور اس کی برکت سے میں نے مشرق و مغرب کے علوم جان لیے"۔ نبیٔ کریم ﷺ کی پُشتِ مبارک پر دستِ قدرت رکھے جانے سے یہ پتہ چلتا ہے، کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ کو شبِ معراج کس قدر قُربِ الٰہی میسّر آیا!۔

---

(١) "التفسيرات الأحمديّة" صـ٥٠٦. "رُوح البيان" تفسير سورة الإسراء، تحت الآيات: ١-٧، ٥/ ١٢١.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب التفسير [باب ومن] سورة ص، ر: ٣٢٣٤، صـ٧٣٥.

(۸) حضرت سیّدنا محمد بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! کیا آپ نے اللہ تعالی کو دیکھا ہے؟ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «رَأَيْتُهُ بِفُؤَادِي مَرَّتَيْنِ»[1] "میں نے اللہ تعالی کو دو ۲ بار دل سے (یعنی تصدیقِ قلب کے ساتھ) دیکھا" اس کے بعد سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی﴾[2] "دل نے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا" یعنی جو آنکھ سے دیکھا، دل نے بھی اس کی تصدیق کی۔

(۹) بعض احادیث میں مذکور ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ»[3] "میرے لیے خدا کے ساتھ ایک خاص وقت ہے، جس میں کسی مقرّب فرشتے یا مُرسَل نبی کی گنجائش نہیں"۔

شبِ معراج دیدارِ الٰہی، اقوالِ صحابہ کی روشنی میں

حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ تعالی کا دیدار حاصل ہوا یا نہیں؟ اس بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے زمانے ہی سے اختلاف رہا ہے، چنانچہ ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا وغیرہا اس بات کے قائل ہیں، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو براہِ راست دیدارِ الٰہی نہیں ہوا، جبکہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما، دیگر صحابہ اور تابعین وغیرہم کی رائے یہ ہے، کہ اللہ تعالی نے شبِ معراج اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو، براہِ راست اور بے پردہ وحجاب دَولتِ دیدار سے شرفیاب فرمایا۔ چنانچہ

---

(١) "تفسير ابن كثير" پ٢٧، سورة النجم، تحت الآيات: ٥-١٨، ٤/ ٢٥٥.

(٢) پ٢٧، النجم: ١١.

(٣) "الأسرار المرفوعة" للقاري، حرف اللام، ر: ٧٦٤، صـ١٩٧.

اس بارے میں چند روایات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: «إنّا بنو هاشم نزعم أَنْ نقولَ: إنّ محمّداً قد رأى ربَّه مرَّتَين»[١] "ہم بنی ہاشم (اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) تو کہتے ہیں، کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے رب تعالی کو دو ٢ بار دیکھا"۔

(۲) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے دریافت کیا، کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے رب تعالی کو دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ "ہاں دیکھا"[٢]۔

(۳) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے رب تعالی کو دیکھا"۔ حضرت سیّدنا عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ کیا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے رب تعالی کو دیکھا؟ فرمایا: "ہاں، اللہ تعالی نے موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے کلام رکھا، ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا، اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بلا حجاب اپنا دیدار کرایا"[٣]۔

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم [باب ومن] سورة والنجم، ر: ٣٢٧٨، صـ٧٤٥. "الدر المنثور" سورة النجم، تحت الآية: ١٣، ٧/ ٦٤٧.

(٢) "سنن الترمذي" ر: ٣٢٧٩، صـ٧٤٦. "المعجم الأوسط" باب الهاء، من اسمه: الهيثم، ر: ٩٣٩٦، ٦/ ٤٥٩. "الأسماء والصفات" باب ما جاء في قول الله جل جلاله: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى * فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ ...إلخ، ٢/ ١٩٠.

(٣) "الأسماء والصفات" باب ما جاء في قول الله جل جلاله: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى﴾ ...إلخ، ٢/ ١٩٠. "الدر المنثور" سورة النجم، تحت الآية: ١٣، ٧/ ٦٤٨.

(۴) حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «إنّ محمّداً صلّى الله تعالى عليه وسلّم رأى ربّه تبارك وتعالى»[۱] "یقیناً جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزّوجلّ کو دیکھا"۔

(۵) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: «أَتَعْجَبُونَ أَنْ تَكُونَ الْخَلَّةُ لِإِبْرَاهِيمَ، وَالْكَلَامُ لِمُوسى، وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ صلّى الله تعالى عليه وسلّم، وَصَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ»[۲] "کیا ابراہیم کے لیے دوستی اور موسیٰ کے لیے کلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ تعجب ہے؟!"۔

(۶) حضرت سیّدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ قَسَّمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ»[۳] "اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت (دیدار) اور کلام کو حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان تقسیم فرمادیا، حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دو ۲ بار رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو ۲ بار اپنے رب کا دیدار کیا"۔

(۷) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: «إِنَّ مُحَمَّداً صلّى الله تعالى عليه وسلّم رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: (۱) مَرَّةً بِبَصَرِهِ، (۲) وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ»[۴] "بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو ۲ بار اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا: (۱) ایک بار اس آنکھ سے، (۲) اور ایک بار دل کی آنکھ سے"۔

(۸) مَروان نے حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: «نعم»[۵] "ہاں"

---

(۱) "مُسند البزّار" مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ر: ۷۱۶۵، ۱۳/ ۴۲۶.

(۲) "مُستدرَك الحاكم" كتاب التفسير، ر: ۳۷۴۷، ۴/ ۱۴۰۴.

(۳) "تفسير ابن كثير" پ۲۷، سورة النجم، تحت الآيات: ۵-۱۸، ۴/ ۲۵۴.

(۴) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه: محمد، ر: ۵۷۶۱، ۴/ ۲۱۵.

(۵) "مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا" للسُيوطي، ر: ۴۱۷، صـ۱۰۰.

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

شبِ معراج دیدارِ الٰہی، اقوال علماء کی روشنی میں

(۱) حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا، کہ کیا حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کا دیدار کیا؟ آپ نے بار بار فرمایا: "رَآهُ رَآهُ رَآهُ". "رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کا دیدار کیا، دیدار کیا، دیدار کیا!" اور یہ جملہ اتنی بار دُہرایا کہ آپ کے سانس کا تسلسل ٹوٹ گیا"[۱]۔

(۲) امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "إنّ الحسنَ كان يَحلِفُ بِالله: لقَد رَأَى محمّدٌ ربَّه"[۲] "امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے، کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالی کو دیکھا"۔

(۳) امام شِہاب الدین خَفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "أنّ الأصحَ الراجحَ أنّه صلى الله تعالى عليه وسلم رأى ربَّه بعَين رأسِه حين أُسرِي به، كما ذهب إليه أكثرُ الصحابة"[۳] "زیادہ صحیح اور مختار یہی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات، چشمانِ سر سے اپنے ربّ کا دیدار کیا، اور اکثر صحابہ کا بھی یہی مذہب ہے"۔

(۴) امام شرف الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "إنّ الراجحَ عند أكثر العلماء إنّ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رأى ربَّه بعَينَي رأسِه ليلةَ الإسراء؛ لحديث ابن عباس وغيره مما تقدّم، وإثباتُ هذا لا يأخذونه إلّا بالسماع من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم"[٤]

(١) "الروض الأنف في شرح السيرة النبوية" للسهيلي، ذكر الإسراء والمعراج، ٣/ ٢٧١.
(٢) "الشفا" القسم ١، الباب ٣، الفصل ٥، الجزء ١، صـ١٢٦.
(٣) "نسيم الرياض" القسم ١، الباب ٣، الفصل ٥، ٣/ ١٤٤.
(٤) "شرح النوَوي على مسلم" كتاب الإيمان، باب معنى قول الله ...إلخ، ٣/ ٥.

"اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ شبِ معراج رسول اللہ ﷺ نے چشمانِ سر سے دیدارِ الٰہی کا شرف پایا؛ کیونکہ حضرت سیّدنا ابن عبّاس کی روایت، نیز دیگر روایات میں بھی اس کا ثبوت ہے، اور ان صحابہ نے حضور ﷺ سے سُن کر ہی اسے ثابت کیا ہے، پھر اس میں کسی قسم کا شک وشبہ مناسب نہیں!"۔

(۵) امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ امام ابو الحسن نُوری رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: "شاهَد الحقُّ القلوبَ، فلم يرَ قلباً أشوَقَ إليه من قلب مُحَمَّدٍ ﷺ، فأكرَمَه بالمعراج تعجيلاً للرُّؤية والمكالمة"[۱] "حق تعالی نے تمام لوگوں کے دلوں میں سب سے زیادہ حضور نبیٔ کریم ﷺ کے قلبِ پاک کو اپنا مشتاق پایا، لہٰذا رسولِ اکرم ﷺ کو معراج کے ذریعے اپنا دیدار اور ہم کلامی کا جلد شرف بخشا"۔

(۶) امام شِہاب الدین قسطلانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "مَن أثبتَ له أنّه رآه بقلبه، أنّ الرؤيةَ التى حصلت له خُلقت له فى قلبه كما تخلق الرُّؤية بالعَين لغيره، والرؤيةُ لا يشترط لها شيءٌ مخصوصٌ عقلاً، ولو جرت العادةُ بخلقها فى العين"[۲] "جن لوگوں نے سرورِ کونین ﷺ کے لیے رؤیتِ قلبی ثابت کی ہے، اُن کی مُراد یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کر دی جاتی ہے، اسی طرح حضور نبیٔ کریم ﷺ کے قلبِ اطہر میں بینائی پیدا کر دی گئی (جس سے رسول اللہ ﷺ نے حق تعالی کا مُشاہدہ کیا) اور دیکھنے کے لیے عقلاً کسی خاص جُزءِ بدن کا ہونا، یا کسی چیز کا پایا جانا ضروری نہیں، اگرچہ عادةً بینائی آنکھ ہی میں پیدا

---

(۱) "الرسالة القشَيرية" فصل في بيان اعتقاد هذه الطائفة في مسائل الأصول، صـ۱۰.
(۲) "المواهب اللدُنية" المقصد الخامس: الإسراء والمعراج، ۳/ ۱۰۵.

ہوتی ہے "لیکن اللہ تعالی قادر ہے، کہ خرقِ عادت کے طَور پر آنکھ کے علاوہ کسی اَور عضو میں بینائی پیدا کردے؛ کیونکہ اسے ہر طرح کی قدرت حاصل ہے!"۔

(۷) امام نور الدین حلَبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "واختلف في رؤيته ﷺ لربّه تبارَك وتعالى تلك الليلةَ، فأكثرُ العلماء على وُقوع ذلك: أي أنّه ﷺ رآه ﷻ بعَين رأسِه"(۱) "دیدارِ الٰہی کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے، مگر اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں کہ حضور نبئ کریم ﷺ نے اپنی چشمانِ سر سے ربّ تعالی کا دیدار کیا"۔

(۸) مفسّرِ قرآن علّامہ اسماعیل حقّی رحمہ اللہ تعالی شبِ معراج دیدارِ الٰہی کے بارے میں عقلی دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "ومِن المُحال أن يدعوَ كريمٌ كريماً إلى دارِه ويضيِّف حبيبٌ حبيباً في قصرِه، ثمّ يتستر عنه ولا يُرِيه وجهَه"(۲) "یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی کریم کسی کریم کو دعوت دے کر بلائے، اور کوئی حبیب اپنے محبوب کو اپنے محل میں مہمان بنائے، پھر اس سے چھُپ جائے اور اسے اپنا چہرہ نہ دِکھائے!"۔

(۹) مفسّرِ قرآن علّامہ سیّد محمود آلُوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالی شبِ معراج دیدارِ الٰہی کے قائلین کا مَوقِف نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "إنّه علیہ الصلاۃ والسلام رأى ربَّه سبحانہ وتعالی بعينه"(۳) "تاجدارِ رسالت ﷺ نے اللہ تعالی کو اپنی چشمانِ مبارک سے دیکھا"۔

(۱۰) حضرت شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ حضور نبئ کریم ﷺ کو اس مقامِ رفیع پر لے جائیں، اور خَلوَتِ خاص میں

---

(۱) "السيرة الحلبية" باب ذكر الإسراء والمعراج ...إلخ، ۱/ ۵۷۳.

(۲) "تفسير رُوح البيان" پ۲۷، سورة النجم، تحت الآية: ۱۸، ۹/ ۲۳۱.

(۳) "تفسير رُوح المعاني" پ۲۷، سورة النجم، تحت الآيات: ۱۸-۳۲، ۱۴/ ۵۴.

حضوری کرائی جائے، اور سب سے اعلیٰ واقصیٰ مطلوب جو کہ دیدارِ باری تعالی ہے، اس سے مشرَّف نہ کیا جائے!"[۱]۔

(۱۱) امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ "شرح ہمزیّہ" کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "موسی علیہ الصلوۃ والسلام کو دَولتِ کلام عطا ہوئی، ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اِسراء ملی، اور زیادتِ قُرب اور چشمِ سر سے دیدارِ الٰہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہِ طور جس پر موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے مُناجات ہوئی! اور کہاں مافَوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کلام ہوا!"[۲]۔

واقعۂ معراج اور اس میں حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیدارِ الٰہی کا شرف ملنا، اس بات پر دلیل ہے کہ اگر بندے کی طلب سچی ہو، قول وفعل میں اِخلاص ہو، اور فرائض وواجبات کی پابندی کرے، تو اللہ تعالی اپنے بندہ پر خوب اِنعام واِکرام فرماتا ہے، اُس پر اپنی رحمتوں کا نُزول فرماتا ہے، اس کی بے حساب بخشش ومغفرت فرماتا ہے، اور اُسے عُروج وبلندی سے سرفراز فرماتا ہے۔ لہذا اللہ ورسول کے اَحکام وتعلیمات پر عمل کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، اعمالِ صالحہ پر کاربند رہیں، گناہوں سے اجتناب برتیں، اور اللہ تعالی کے نیک بندے بن کر رہیں!۔

اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق بخشے، ہمارے گناہوں کو مُعاف فرمائے، اور ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنائے، آمین یا ربّ العالمین!۔

---

(۱) "مدارج النبوّت" باب ششم، دیدارِ الٰہی میں اختلافِ سلَف، جزء اوّل، ص۱۷۳۔

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب العقائد والکلام، رسالہ "منبه المنية بوُصول الحبيب إلى العرش والرؤية" ۱۸/۴۰۷۔

مغربی اِستعمارِ نَو اور اُس کے اِسلام مخالف حربے

(جمعۃ المبارک ۱۱ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۲/۰۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اِستعمار کا لُغوی واِصطلاحی معنی

برادرانِ اسلام! اِستعمار (Colonialism) عربی زبان کا لفظ ہے، اور اس کا لغوی معنی کسی جگہ آباد ہونے کی خواہش یا کوشش کرنا ہے۔ جبکہ اصطلاح میں اِستعمار سے مُراد کسی طاقتور قوم کا کسی کمزور قوم پر غلبہ پاکر، اس کے وسائل پر تصرف واختیار کو اپنا حق سمجھنا ہے[1]۔

نَوآبادیاتی نظام کی اِصطلاح

عزیزانِ محترم! مغربی اِستعماری طاقتوں کا شکار ہونے والے خطوں کو "نَوآبادیات" (Neo-Colonialism) بھی کہا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اِستعماریت کے لیے "نَوآبادیاتی نظام" (Neo-Colonialism system) کی

(۱) دیکھیے: "اُردو لغت (تاریخی اُصول پر)" ۱/ ۴۵۴، ملخصًا۔

اِصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے[۱]۔ اِستعماریت کا آغاز تقریبًا پندرہویں ۱۵ صدی عیسوی کے آخر میں، اُس وقت ہوا جب یورپی جہاز رانوں نے نئے تجارتی راستوں کی دریافت کا سلسلہ شروع کیا، ان کی دریافت کے نتیجے میں یورپی اَقوام نے دنیا کے متعدّد خطوں اور اَقوام کو "نَوآبادیاتی نظام" کا حصہ بناکر اپنی سلطنت میں شامل کرلیا[۲]۔

اِستعماریت وسامراجیت میں باہم فرق

حضراتِ گرامی قدر! بسا اَوقات اِستعماریت اور سامراجیت کو مترادِف اور ہم معنی سمجھا جاتا ہے، لیکن ان دونوں اِصطلاحوں میں باہم فرق ہے، سامراجیت سے مُراد اِرد گرد کے علاقوں کو طاقت کے بل بوتے پر فتح کر کے اپنی سلطنت کا حصہ بنالینا ہے، اِسے انگریزی زبان واِصطلاح میں اِمپریل اِزم (Imperialism) کہا جاتا ہے، جبکہ اِستعماریت سے مُراد یہ ہے کہ ایک طاقتور قوم کسی کمزور قوم کی سیاست اور معیشت پر قابض ہوکر اُس کے مُلکی وسائل سے اِستفادہ کرے، اور اُس کے داخلی وخارجی مُعاملات اور پالیسی وقانون سازی (Policy and Legislation) میں مُداخلت کرے، اِسے انگریزی زبان واِصطلاح میں کالونیل اِزم (Colonialism) کہا جاتا ہے[۳]۔

اِستعماری طاقتوں کی ریشہ دَوانیوں اور سازشوں میں اِضافہ

حضراتِ ذی وقار! نَوآبادیاتی نظام کا دائرہ جیسے جیسے وسیع ومضبوط ہوتا گیا، اِستعماری طاقتوں کی ریشہ دَوانیوں اور اِسلام مخالف سازشوں میں اضافہ ہوتا رہا، مسلمان اپنی سُستی، کاہلی، غفلت، مال ودَولت کی ہوس، جاہ ومنصب کے حرص ولالچ، اور اِستعماری

---

(۱) دیکھیے: "اُردو انسائیکلوپیڈیا" صـ۱۰۰۲، ملخصًا۔
(2) "Encyclopedia Britannica" Volume: 18, Page: 866.
(3) "Understanding Politics" Institutions and Issues, Page: 218.

طاقتوں کی سازشوں کا شکار ہو کر مختلف طبقات میں تقسیم ہو گئے، اِستعماری طاقتوں نے مسلمانوں کی باہم نااتفاقی اور گروہ بندی کا بھرپور فائدہ اُٹھایا، اور ان کے اختلافات کو ختم نہ ہونے والی خلیج (دُوری) میں تبدیل کر دیا، اور یوں مسلمان قوم دیکھتے ہی دیکھتے پستی وزَوال کا شکار ہو کر، اِستعماری وسامراجی قوتوں کی محکوم بن گئی۔

بیسویں صدی عیسوی میں قدیم سامراجی دَور کا خاتمہ ہوا، اور مختلف اسلامی ممالک آزاد ہوئے، تب اُمید کی یہ کرن پھوٹی کہ شاید اب مظلوم ومحکوم مسلمان قوم بھی گردشِ دَوراں اور غلامی سے نَجات پاکر تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن ہو گی! لیکن صد افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا! بلکہ مغربی اِستعمارِ نَو (Western Neo-Colonialism) کی سازشوں اور اسلام دُشمنی کے باعث، مسلمان ظاہری طَور پر آزادی پانے کے باوُجود، ذہنی طَور پر ان کی غلامی ومحکومی سے نَجات نہ پاسکے!۔

مغربی اِستعمار نَو کے اِسلام مخالف حربے

عزیزانِ مَن! مغربی اِستعمارِ نَو نے جن ممالک کو اپنا ہَدف بنایا، اُن کے جغرافیائی حالات، مسائل، کمزوریوں اور خوبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف حربے اور طریقے اپنائے، جن میں سے چند یہ ہیں:

عالَمِ اسلام میں پھوٹ اور عدم استحکام

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مغربی اِستعمار نے عالَمِ اسلام کے خلاف جو حربے اپنائے، اُن میں سے ایک اہم حربہ مسلمانوں میں باہم پُھوٹ ڈالنا، اور اسلامی ممالک کو عدم اِستحکام کا شکار کرنا ہے۔ مغربی اِستعمار نے ہمیشہ اسلامی ممالک میں نسلی، لسانی، مذہبی اور سیاسی رَقابتوں کو ہوا دے کر اُن میں پُھوٹ ڈالی، اور انہیں باہمی

اِفتراق واِنتشار میں مبتلا کیا۔ ۱۹۰۷ء میں یورپی ممالک (European Countries) نے ایک بڑی اہم کانفرنس (Conference) کی، یہ کانفرنس برطانوی وزیرِ خارجہ کے زیرِ صدارت ہوئی، اس کانفرنس میں مسلسل ایک ماہ کے بحث ومُباحثہ اور غور وخوض کے بعد یہ قرار داد پاس کی گئی کہ "تمام عملی وفکری کوششوں کو برُوئے کار لاکر، اسلامی ممالک کے خلاف ایک ایسا جامع پروگرام یا منصوبہ بنایا جانا چاہیے، کہ مشرقِ وُسطیٰ کی مسلمان ریاستیں یا علاقے کبھی بھی ایک مرکز پر متفق یا متحد نہ ہوسکیں؛ کیونکہ اس طرح کا متحدہ مشرقِ وُسطیٰ، یورپ اور اس کی تہذیب وثقافت کے لیے ایک مستقل خطرہ بنا رہے گا"[۱]۔

یورپی مفکر لارنس براؤن (Lawrence Brown) نے اسلامی اتحاد کے خلاف اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ "اگر مسلمان منتشر رہیں گے تو دنیا میں نہ توان کا کوئی وزن ہوگا، اور نہ وہ کوئی اثر یا تاثیر ظاہر کرسکیں گے، لہذا ضروری ہے کہ ہم عربوں اور مسلمانوں کو منتشر رکھنے کی کوششیں اور تدابیر جاری رکھیں؛ تاکہ مسلمان ہر طرح کی طاقت، قوّت اور اثر ورُسوخ کے بغیر، ناکام ونامُراد زندگی گزارنے پر مجبور رہیں"[۲]۔

میرے محترم بھائیو! آج مسلمانوں کی یہی نااِتفاقی اور باہمی اختلافات، عالَمِ اسلام کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج بن چکے ہیں، ہماری اس کمزوری اور نااِتفاقی کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے، اِستعماری قوتیں ہر سَمت سے مسلمانوں کی تباہی وبربادی کے درپَے ہیں۔ حضرت سیّدنا ثَوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

(۱) "اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں" یورپی وزرائے خارجہ... الخ، ص۱۳۸۔
(۲) "المستشرقون والمبشرون في العالَم العربي والإسلامي" صـ۳۷.

ارشاد فرمایا: «يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا» "عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا جب دوسری اَقوام تمہارے خلاف ایک دوسرے کو ایسے بلائیں گے جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو اپنے پیالے (دَستر خوان) پر بلاتے ہیں" کسی نے عرض کی کہ کیا ایسا ہماری قلّت کے باعث ہوگا؟ فرمایا: «بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ المَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ» "بلکہ اُن دنوں تم اکثریت میں ہوگے، لیکن ایسے بے کار ہوگے جیسے سیلاب کا لایا ہوا کچرا، اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دے گا!" سائل عرض گزار ہوا کہ یا رسولَ اللہ! بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: «حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ المَوتِ»[1] "دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا" ؏

حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک

کچھ بڑی بات تھی، ہوتے جو مسلمان بھی ایک!

لہذا ضروری ہے کہ تمام مسلمان اپنے باہمی اختلافات بھلا کر، اتفاق واتحاد کی لڑی میں جُڑ جائیں، اور مغربی اِستعمار کے آلۂ کار بن کر کہیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کاروائی میں شریک نہ ہوں۔ ہماری کامیابی اور بقاء اسی میں ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، باہمی اختلافات اور رنجشوں کو پسِ پشت ڈالیں، اور متحد ہو کر رہیں؛ کیونکہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہیں، حضرت سیّدنا

(۱) "سنن أبي داود" باب في تداعي الأمم على الإسلام، ر: ٤٢٩٧، صـ٦٠٣ .

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «المُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضاً» "مسلمان مسلمان کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کے سہارے مضبوط رہتا ہے"، رَحمتِ عالمیان ﷺ نے یہ فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوَست کرکے اشارہ فرمایا[1]۔

اِسلام کی نظریاتی وفکری سرحدوں پر حملہ

جانِ برادر! اِسلام کی نظریاتی اور فکری سرحدوں پر حملہ بھی مغربی اِستعمار کے اہم حربوں میں سے ایک ہے، اِستعماری طاقتوں نے مستشرقین کے ذریعے جو نظریاتی وفکری یلغار کی، اس میں انہوں نے مسلمانوں کے دو ۲ سب سے بڑے اور مستند ترین مآخذ: قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کو بھی نشانہ بنایا، اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کے متعلق شکوک وشُبہات پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی!۔

توہینِ رسالت پر مبنی گستاخانہ خاکوں کی اِشاعت

حضراتِ گرامی قدر! مغربی اِستعمار اپنے تمام تر حربوں کے باوُجود، مغرب (West) سمیت دُنیا بھر میں اِسلام قبول کرنے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے بہت پریشان اور خائف ہے، اپنی تمام تر کوششوں اور مذموم ہتھکنڈوں کے باوُجود، وہ اُمّتِ مسلمہ کے دِلوں سے رسولِ اکرم ﷺ کی محبت اور اُن پر مَر مٹنے کا جذبہ نکالنے میں ناکام رہے ہیں، اُمّتِ مسلمہ اپنی بے عملی اور دین سے دُوری کے باوُجود، سرکارِ دوجہاں

---

(١) "صحيح البخاري" باب نصر المظلوم، ر: ٢٤٤٦، صـ٣٩٤.

ﷺ کی تعظیم و تکریم اور محبت کے جذبے سے سرشار ہے، اور یہ چیز استعماری نظام کی ناکامی اور اسلام دشمنی میں مزید اِضافہ کر رہی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ استعماری طاقتوں نے حضور نبیٔ کریم ﷺ کی شانِ اقدس اور ذاتی کردار پر انتہائی رکیک اِلزامات، اور مسلسل گستاخیوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، البتہ گزشتہ دو ۲ دہائیوں سے مغربی ممالک (Western Countries) میں "آزادیٔ اظہارِ رائے" کے نام پر "ناموسِ رسالت ﷺ"، "توہینِ مذہب" اور "دینی مقدّسات" پر حملوں میں بڑی تیزی واقع ہوئی ہے، امریکہ (United States)، ہالینڈ (Netherlands)، سویڈن (Sweden)، ڈِنمارک (Denmark)، فرانس (France) اور جرمنی (Germany) سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں توہینِ رسالت پر مبنی گستاخانہ خاکوں کی اِشاعت اور مقابلوں کے پسِ پردہ، مغربی اِستعماری ذہنیت ہی کار فرما ہے!!۔

فرقہ واریت کا فروغ

میرے محترم بھائیو! فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دینا اِستعماری طاقتوں کا صدیوں پُرانا آزمودہ حربہ ہے، اِستعماری طاقتیں بڑی گہرائی اور باریکی سے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور مسالک کے نظریات کا جائزہ لیتی ہیں، اور پھر مسلمانوں کا رُوپ دھار کر اختلافی اُمور کو ہوا دیتی، اور ان کے ما بین نفرت وعَداوت کے بیج بوتی ہیں۔ رینڈ کارپوریشن (Rand Corporation) کی ایک رپورٹ (Report) میں یہ سفارش پیش کی گئی کہ "ہمیں مسلمانوں کے ایک مسلک کی حمایت کر کے اسے

دوسرے مسلک کے خلاف کھڑا کرنا ہے؛ تاکہ ہمارے حمایت یافتہ لوگ دوسرے مسلک کے خلاف فتوے جاری کرکے اُسے کمزور کریں"[۱]۔

ابھی چند سال قبل سعودی ولی عہد محمد بن سلمان نے امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ(Washington Post)کو انٹرویو(Interview)دیتے ہوئے بذاتِ خود اس بات کا اعتراف کیا کہ "دنیا میں وہابیت کو فروغ دینے کے لیے ریاض (سعودی عرب)کی آمادگی (اور فنڈنگ) سرد جنگ کے دَور میں امریکی خواہش پر ہوئی، اور اس کا مقصد اسلامی ملکوں میں سابق سوویت یونین (Soviet Union) کے اثر ورُسوخ کو روکنا تھا"[۲]۔

اس اَمر کا اعتراف سابق امریکی وزیرِ خارجہ ہیلری کلنٹن (Hillary Clinton) نے بھی یہ کہتے ہوئے کیا کہ "جن لوگوں سے ہم آج لڑائی کر رہے ہیں، بیس ۲۰ سال پہلے ہم نے خود انہیں پیدا کیا، اور ہم نے اس لیے ایسا کیا کہ ہم سوویَت یونین (Soviet Union) کے ساتھ سرد جنگ کی حالت میں تھے، جب سوویَت یونین (Soviet Union) نے افغانستان (Afghanistan) پر حملہ کیا، تو ہم اُنہیں وسط ایشیا (Central Asia) پر تسلُط قائم کرتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے، لہذا ہم نے اس جنگ کا آغاز کیا جس میں صدر ریگن(President Reagan)، ڈیموکریٹس (Democrats)، اور کانگریس (Congress) سب شریک تھے،

(1) "Civil Democratic Islam" (Summary) Page: Xii.

(۲) "وہابیت کا فروغ امریکی خواہش پر ہوا" سعودی ولی عہد کا واشنگٹن پوسٹ کو انٹرویو، سحر ٹی وی وی ۲۶ مارچ ۲۰۱۸ء۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم نے پاکستانی اَفواج (Pakistani Forces) کے ساتھ مُعاہدے کیے، مجاہدین کو بھرتی کیا، اور سعودی عرب سے وہابیت کو بھی فروغ دیا، نتیجۃً سوویَت یونین (Soviet Union) ٹوٹ گیا، اور اُن کا اربوں ڈالر (Billions of Dollars) کا نقصان ہوا"[۱]۔

حقوق کے نام پر اقلیتوں کو اکسانا اور بھڑکانا

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مغربی اِستعمار نے اسلام مخالف جو حربے اختیار کیے اُن میں ایک حربہ، اپنے ہَدَف ملک کی اقلیتوں کو حقوق کی آڑ میں اُن کے اپنے ہی وطن کے خلاف اکسانا، بھڑکانا اور اُن کی ہمدردی حاصل کرنا بھی ہے۔ باوُجود یہ کہ اسلامی ممالک میں ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کا تحفُظ سب سے زیادہ کیا گیا، لیکن اِستعماری طاقتوں نے اپنے مذموم اور اِستبدادی عزائم کی تکمیل کی خاطر، اسلامی ممالک میں اقلیتوں کو ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف اکسا بھڑکا کر اپنے ساتھ ملایا، اور اُن کی حمایت وتعاوُن سے اسلامی ممالک میں بغاوت، اِنتشار اور عدمِ اِستحکام کا ماحَول پیدا کیا۔

مغربی کلچر کا فروغ

برادرانِ اسلام! مغربی اِستعمار اسلامی تہذیب وثقافت کو اپنے لیے ایک بہت بڑا خطرہ تصوُر کرتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ اسلامی تہذیب وثقافت مغربی قوم اور مُعاشرہ کی رائے عامّہ کو متاثر کر رہی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ وہ اِسلامی ممالک میں مغربی ثقافت (Western Culture) کا فروغ چاہتا ہے؛ تاکہ مسلمان تہذیب وثقافت سمیت ہر

---

(۱) "ہیلری کلنٹن کا ایک اعتراف" (ویڈیو کلپ مع ترجمہ) اردو محفل ۱۷ جون ۲۰۱۹ء۔

میدان میں پستی وزَوال کا شکار ہو جائیں، اور ہر مُعاملے میں ہمارے محتاج بن کر رہیں۔ اسلامی ثقافت، طرزِ زندگی اور اَخلاقی اَقدار کی تحقیر اور دفتروں میں انگریزی زبان ولباس کا مشروط کیا جانا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اور آج حال یہ ہے کہ ہمارے نوجوان اپنی زبان میں گفتگو کرنا، یا اسلامی ثقافت واَقدار پر عمل کرنا اپنی توہین، تنگ نظری اور قدامت پسندی کی علامت سمجھتے ہیں، جبکہ مغربی طرزِ زندگی اپنانے اور انگریزی بولنے میں اپنی ترقی، کامیابی، رَوشن خیالی اور جِدّت پسندی تصوُر کرتے ہیں۔

"دی آکسفورڈ ہسٹری آف اِسلام" (The Oxford History of Islam) کے مطابق "بیسیویں صدی عیسوی کے آغاز میں، اِسلامی دُنیا میں "اُمّت" کے بجائے "قَومیت" کا تصوُر مضبوط ہونے کی ایک بہت بڑی وجہ ہی یہی تھی، کہ اسلامی تہذیب وثقافت کے برعکس یورپی ثقافت کا فروغ ہو چکا تھا"[1]۔

مغرب نواز کٹھ پتلی حکومتوں کا قیام

عزیزانِ محترم! مغربی اِستعماری طاقتوں کا ایک ہَدف، مغرب نواز کٹھ پُتلی حکومتوں کا قیام بھی ہے، ساری دنیا کو جُمہوریت کا سبق پڑھانے والا مغربی اِستعمار، اپنے زیرِ نگیں ممالک میں اس اَمر کو یقینی بناتا ہے، کہ وہاں ایسی سیاسی جماعت اور شخصیت بطور حکمران بر سرِ اقتدار آئے، جو اِستعماری طاقتوں کے مفادات کا تحفُّظ کرے، اور اُن کے عزائم ومقاصد کی تکمیل میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

ڈاکٹر کوامے اَنکرومہ (Dr. Kwame Ankrumah)(سابق وزیرِ اعظم گھانا، مغربی افریقہ) عصرِ جدید کی اِستعماری طاقتوں کا ہَدف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(1) "The Oxford History of Islam" Page: 561.

کہ "نَو استعماری طاقتوں کے شکار خطّوں کے حکمران، اپنی عوام کی خواہش پر نہیں، بلکہ اپنے استعماری آقاؤں کی مدد سے مَسندِ حکومت پر براجمان ہوتے ہیں، لہذا انہیں اس اَمر میں قطعًا کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ وہ ملک کی ترقّی کے لیے کیا اِقدامات کریں، یا اپنی عوام کے حالات دُرست کریں، یا صنعتی وتجارتی مُعاملات میں اِستعماری استحصال کو روکیں، یہی نَو استعماری طاقتوں کا ہَدف ہے"[1]۔

دنیا بھر کے میڈیا پر کنٹرول

حضراتِ گرامی قدر! اِستعماری طاقتوں کا سب سے بڑا اور مؤثِر ہتھیار میڈیا (Media) ہے، آج ساری دنیا کے میڈیا پر اِستعماری طاقتوں اور ان کی پَروردَہ ملٹی نیشنل کمپنیوں (Multinational Companies) کا اختیار (Control) اور اِجارہ داری ہے، اور اس کنٹرول کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے دنیا بھر کے ذرائع اِبلاغ کی خرید وفروخت کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) میڈیا کو اپنے چند ہاتھوں میں محدود کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۸۳ء میں دنیا کی بڑی میڈیا کمپنیاں (Media Companies)، پچاس ۵۰ کارپوریشنوں (Corporations) کی ملکیت تھیں، خرید وفروخت شروع ہوئی تو ۲۰۰۲ء میں یہ نو۹ کارپوریشنوں کی ملکیت ہوگئیں، اور ایسا لگتا ہے کہ جلد ہی دنیا کا ۹۰ فیصد میڈیا صرف چند ہاتھوں میں ہوگا، اور وہی اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ!۔

---

(1) "Neo-Colonialism" Introduction, page: 13.

غریب اور ترقی پذیر ممالک کو قرضوں کی فراہمی

حضراتِ ذی وقار! غریب اور ترقی پذیر ممالک کو مُعاشی استحکام کے نام پر سُودی قرضوں کی فراہمی بھی، مغربی اِستعمار کا ایک بہت بڑا حربہ ہے، بَروقت قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں شرحِ سُود میں بڑا اضافہ ہو جاتا ہے، جسے بنیاد بنا کر اِستعماری قوتیں مقروض اَقوام کے داخلی وخارجی مُعاملات میں دخل اندازی کرتی، اور اُن کی مُلکی پالیسیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں، آئی ایم ایف (IMF) اور عالَمی بینک (World Bank) جیسے استحصالی اداروں کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے!۔

مغربی نظامِ تعلیم

جانِ برادر! سامراجی واِستعماری طاقتوں کا جن اسلامی ممالک میں عمل دخل اور اثر ورُسوخ بہت زیادہ تھا، وہاں انہوں نے اسلامی نظامِ تعلیم کے مقابلے میں مغربی نظامِ تعلیم بھی متعارف کروایا، دینی مدارِس اور اس کے طلباء کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے مسلمانوں کو احساسِ کمتری کا شکار کیا؛ تاکہ ان کی نسلِ نَو کے دلوں سے اِسلام کی محبت، عقائد ونظریات پر پختہ یقین، اور اپنے اَسلاف کی عظمت ختم ہو جائے، اور وہ مغربی اِستعماری نظام اور تہذیب وثقافت کا حصہ بن کر ذہنی طَور پر ان کے محتاج وغلام بن جائیں؛ تاکہ استعماری نظام کو چلانے کے لیے مقامی آبادی میسّر آ سکے۔

"دی آکسفورڈ ہسٹری آف اسلام" میں مذکور ہے کہ "مسلم دنیا میں اِستعماری طاقتوں نے تعلیم کی حوصلہ اَفزائی کی، اور تعلیمی اداروں کے قیام کے لیے بھاری سرمایہ

لگایا، یہ ادارے ایسے اَفراد کو تعلیم دینے کے لیے قائم کیے گئے جو اِستعمار کا کاروبارِ حکومت چلا سکیں"[1]۔

ہمارے موجودہ علمی زَوال کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ، استعماری طاقتوں کا متعارف کردہ یہی مغربی نظامِ تعلیم ہے، جب تک مسلمان اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیتے رہے، تب تک وہ دین کے ساتھ ساتھ دُنیوی مُعاملات میں بھی لوگوں کی اِمامت وسیادت کا فریضہ انجام دیتے رہے، مگر جب مسلمان مغربی استعمار کی سازشوں کا شکار ہوکر، مغربی نظامِ تعلیم کے گرویدہ ہوئے، تب سے وہ صرف دنیا کے ہو کر رہ گئے، بلکہ دینی تعلیم وتربیت سے یکسر غافل ہو کر، اپنے بچوں کو ایک اچھا مسلمان بنانے میں بھی ناکام ہیں!۔

فیملی پلاننگ اور "کم بچے خوشحال گھرانہ" کا نعرہ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! "خاندانی منصوبہ بندی"، "کم بچے خوشحال گھرانہ" اور "بچے دو ۲ ہی اچھے" جیسے دِل فریب نعرے (Slogans) اور پروگرامز بھی استعماری ذہن کی ہی کارستانی ہے، مغربی اِستعمار اس خطرے سے خوب آگاہ ہے کہ مسلمانوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی، ان کے اِستعماری نظام کے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہے، لہٰذا فیملی پلاننگ پروگرام (Family Planning Programme) کے نام پر مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔

جنوری ۱۹۹۳ء میں "واشنگٹن پوسٹ" کے ایک مضمون نگار نے یہاں تک لکھا کہ "مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی، رُوسی امپریلزم (Imperialism)

(1) "The Oxford History of Islam" Page: 578.

سے بھی بڑا خطرہ ہے، لہذا اس کا خاتمہ ضروری ہے، اس معرکے میں حصہ لینے والے ہر شخص کو حکومت کی طرف سے مالی اِمداد دی جائے، اسلامی اِصطلاحات و مَفاہیم کو امریکی مفادات کے رنگ میں ڈھال کر کانفرنسیں منعقد کی جائیں، اس طرح مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان کی آبادی کم کرنے کے لیے کام کیا جائے، یہاں تک کہ ان کی شرحِ آبادی کم ہو کر صفر کی سطح تک پہنچ جائے"[1]۔

ارضِ فلسطین پر یہودی آباد کاری

برادرانِ اسلام! اسلامی ممالک میں اپنے لوگوں کو لا کر آباد کرنا، تجارت اور کاروبار کے نام پر وہاں زمین خریدنا، اور نجکاری (Privatization) کے نام پر اُن کے قومی اداروں کو خرید کر اپنا اثر و رُسوخ بڑھنا بھی، مغربی استعمار کا ایک اہم اور مؤثِر حربہ ہے۔ ارضِ فلسطین پر یہودی آباد کاری، اسرائیل کا قیام اور مقبوضہ کشمیر میں مسلمان اکثریت کی اقلیت میں تبدیلی، اس کی وہ تازہ ترین مثالیں ہیں جن کے پیچھے مغربی استعمار کی سوچ کار فرما ہے، اِستعماری طاقتوں نے سب سے پہلے ترک سلطان عبد الحمید ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو مالی پیش کش کی، سلطنتِ عثمانیہ کے تمام قرضوں کی ادائیگی کی یقین دہانی کروائی، اور بدلے میں ارضِ فلسطین پر یہودی وطن قائم کرنے کی اجازت چاہی، ترک سلطان نے اس پیش کش کو یکسر مسترد کرتے ہوئے فرمایا: "میں ارضِ مقدّس کے ایک چپے پر بھی تمہاری سَودے بازی کو کسی صورت قبول نہیں کر سکتا، میں تمہاری پیش کش پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتا"۔ ترک سلطان عبد الحمید ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ

---

(۱) "مسلمانوں کا فکری اِغواء اور اس کے مختلف پہلو" خاندانی منصوبہ بندی، ص۲۲۹۔

کے اس غیر تمندانہ جواب پر، اسلام دشمن اِستعماری قوتیں سیخ پا ہو کر، سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے لیے باہم متحد ہو گئیں، سلطنتِ عثمانیہ کی بساط لپیٹ کر ترکی پر ایک فری میسن مصطفی کمال کو بطورِ حکمران مسلّط کر دیا گیا، اور ارضِ فلسطین پر ۱۹۴۸ء میں "اسرائیل" کے نام سے ایک ناجائز ریاست قائم کر دی گئی، اور دنیا بھر سے یہودیوں کو لا کر ارضِ فلسطین پر آباد کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا[۱]۔

۱۹۴۸ء سے لے کر تا حال یہودیوں کی اس نقل مکانی اور آبادی کاری میں اقوامِ متحدہ، امریکہ اور یورپی ممالک سمیت تمام اِستعماری طاقتوں نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا، یہودی بستیاں آباد کرنے میں انہیں مالی مدد فراہم کی، بھاری رُقوم کا لالچ دے کر فلسطینیوں سے ان کی زمینیں خریدیں، اور آج یہ عالَم ہے کہ فلسطینی مسلمان اپنے ہی ملک میں بے بسی سے اقلیت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں!۔

آزادئ نسواں اور "میرا جسم میری مرضی" کے نعرے

عزیزانِ محترم! کچھ عرصہ سے وطنِ عزیز پاکستان میں مغربی ثقافت (Western Culture) کی دِلدادہ اور دِین بیزار بعض مقامی این جی اوز (NGOs) آزادئ نسواں کے نام پر "عورت آزادی مارچ" کا ہر سال بڑی پابندی سے اہتمام کر رہی ہیں، تین چار سو عورتوں پر مشتمل اس چھوٹے سے مارچ کو حُکّامِ بالا کی مکمل پُشت پناہی حاصل رہتی ہے، سارا قومی میڈیا (National Media) ان کے مارچ کی کوریج (Coverage) کے لیے موجود رہتا ہے، اس مارچ میں انتہائی فُحش اور بیہودہ

---

(۱) دیکھیے: "تاریخ بیت المقدس" ص۲۴۹۔ "بیت المقدس ہمارے دلوں میں" ص۸۸،۸۹۔

نعروں کے ذریعے مسلمان خواتین کو اسلامی تعلیمات اور مُعاشرتی اَقدار وروایات سے بغاوت پر اکسایا جاتا ہے، انہیں اپنے والدین اور شوہر کی نافرمانی پر اُبھارا جاتا ہے، اور اس کام کے لیے ساری فنڈنگ (Funding) مغربی اِستعماری طاقتیں کررہی ہیں!۔

حضراتِ گرامی قدر! اِستعماری طاقتیں ہمیں فحاشی وبے حیائی کے دلدَل میں دھکیلنا چاہتی ہیں، آزادیٔ نسواں کے لیے "میرا جسم میری مرضی" جیسے نعرے ان کے خطرناک عزائم کی عکّاسی کرتے ہیں، مشرق ومغرب کی ہر عورت کو یہ معلوم ہونا چاہیے، کہ یہ نعرہ اُن کی عزّت، احترام اور آزادی کے لیے نہیں، بلکہ فحاشی وعُریانیت کے کاروبار (Business) کو فروغ دینے (Promote) کے لیے بلند کیا جارہا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج اُن کا کوئی بھی تجارتی اشتہار، عورت کے وُجود سے خالی نہیں ہوتا، آپ کسی بھی دفتر، دکان (Shop) یا کارخانہ (Factory) میں چلے جائیں، وہاں بھی گاہکوں (Customers) کو متوجہ کرنے اور لُبھانے کے لیے نوجوان لڑکیوں کو نیم برہنہ لباس میں ضرور کھڑا کیا جاتا ہے، گویا عورت نہ ہوئی، ایک شوپیس (Show Piece) ہوا، جب چاہا جہاں چاہا کھڑا کردیا!۔

میرے محترم بھائیو! مغرب کو مسلمان عورتوں سے کس قسم کی ہمدردی ہے؟ اس کا اندازہ اس ایک واقعے سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ تیونس (Tunisia) میں ایک عورت نے کسی نیٹ ورکنگ سائٹ (Networking Site) پر اپنی ایک تصویر پوسٹ کی، جس میں اس کی چھاتی برہنہ تھی، اس تصویر پر حکومت کی طرف سے کارروائی کی گئی اور وہاں کی عدالت نے اس جرم پر اُسے سزا سنا دی۔ عدالت (Court) کے اس فیصلے کے خلاف ساری دنیا میں مغربی ثقافت (Western

(Culture) کے علمبرداروں نے صدائے احتجاج بلند کی، اور مساجد اور اِسلامی مراکز (Mosques and Islamic Centers) کے سامنے خواتین نے اپنی چھاتیاں کھول کھول کر مُظاہرے کیے، مُظاہروں میں شریک عورتوں نے اپنی چھاتیوں پر اسلام مخالف نعرے لکھ رکھے تھے، اور خواتین پر ہونے والے مَظالم کا ذکر کیا تھا۔ اس ایک مثال سے ہر ذی شُعور خوب سمجھ سکتا ہے، کہ مسلم خواتین کو آخر کِن مَظالم سے آزاد کرانے کی کوششیں کی جارہی ہیں؟! اور اُن کے ساتھ ہمدردی کا مطلب کیا ہے؟"[1]۔

ہماری مسلمان ماؤں بہنوں کو بھی اِستعماری طاقتوں کی ان سازشوں اور حربوں کو سمجھنا ہوگا! خود کو بے بنیاد اِحساسِ محرومی سے نَجات دلانی ہوگی! اور اپنے آپ کو یہ باوَر کرانا ہوگا کہ دینِ اسلام وہ واحد دِین ہے جس نے خواتین کو ظلم وستم سے نَجات دلائی، انہیں زندہ درگور ہونے سے بچایا، بحیثیت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی تفصیلی حقوق بیان فرمائے، اور مَردوں کو اُن کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنے، اور اُن کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا!۔

فحاشی وبے حیائی کا فروغ

عزیزانِ مَن! فحاشی اور بے حیائی کا فروغ بھی جدید مغربی استعمار کے اہم حربوں میں سے ایک ہے! مغربی میڈیا (Western Media) تو رہا ایک طرف، خود ہمارا اپنا قومی میڈیا (National Media) بھی کسی سے کم نہیں! یہاں سے بھی دانستہ اور غیر دانستہ طَور پر، اِستعماری طاقتوں کو اپنے اَہداف کی تکمیل کے لیے مدد

---

(۱) دیکھیے: "اسلام دشمن طاقتیں مسلمان عورت کو حق دلانے کے لیے بے چین کیوں؟" فکر وخبر ڈیجیٹل ایڈیشن ۸، دسمبر ۲۰۲۲ء۔

فراہم کی جارہی ہے! آج میڈیا(Media) کی آزادی ایک ڈھونگ ہے؛ کیونکہ یہ ایک بکاؤ مال بن چکا ہے، لاکھوں روپوں پر مشتمل بھاری لفافے دے کر کوئی خبر لگوانا یا رکوانا ایک عام اور معمولی بات بن چکی ہے، ہمارے حکمران بھی اس ساری صورتحال سے آگاہی کے باوُجود، کسی مؤثر اِقدام کے لیے تیار نہیں! فیس بک (Facebook)، یوٹیوب (You Tube)، ٹک ٹاک (Tik Tok) اور انٹر نیٹ (Internet) پر اَخلاق باختہ گندی فلموں، ڈراموں اور گانوں کے ذریعے مسلم مُعاشرے میں فحاشی، عُریانیت اور بے حیائی کا فروغ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے!۔

حضراتِ ذی وقار! جو لوگ استعماری طاقتوں کے اس مذموم ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں، انہیں خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کا یہ فعل دنیا وآخرت میں دردناک عذاب کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾[1] "یقیناً جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا وآخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہے!"۔

ذرائع اِبلاغ کے باعث فحاشی وعُریانی کے جراثیم بہت تیزی سے مُعاشرے میں سرایت کر گئے ہیں، اس کی روک تھام اور سدِّباب بھی میڈیا کی مدد کے بغیر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، لہذا ہمارے ذرائع اِبلاغ کو چاہیے کہ اس سلسلے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں، استعماری حربوں کو سمجھیں، اور فحاشی، عریانیت اور بے حیائی کے خلاف عملی اِقدامات کریں، لوگوں میں اس سے بچنے کا شُعور بیدار کریں، اور اس کے دنیوی

---

(۱) پ۱۸، النور: ۱۹.

واُخروی نقصانات سے آگاہ کریں۔

بنیاد پرستی اور رجعت پسندی کے طعنے

میرے محترم بھائیو! مغربی اِستعمارِ نَو (Western Neo-Colonialism) جہاں اسلام اور مسلمانوں کی سیاسی وَحدت کو نقصان پہنچاکر، اِن میں باہم اِفتراق واِنتشار کا بیج بو رہا ہے، وہیں مسلمانوں کے فکری اِغواء کی بھی مذموم کوشش جاری رکھے ہوئے ہے، رَوشن خیال یا لبرل اسلام (Liberal Islam)، بنیاد پرست اسلام (Radical Islam)، لبرل مسلمان (Liberal Muslims) اور انتہاء پسند مسلمان (Extremist Muslims) جیسی اسلام مخالف مغربی اصطلاحیں، انہی اِستعماری طاقتوں کے آلۂ کار مغربی مستشرقین (Western Orientalists)کی اِختراع کردہ ہیں۔

جانِ برادر! استعماری طاقتوں اور مغرب (West) نے یہ اِصطلاحیں دنیا بھر میں رائج کرنے کے لیے میڈیا کا سہارا لیا، اور اسلام پر عمل پیَرا ہر شخص کو بنیاد پرستی اور رجعت پسندی کے طعنے دیے، جس کا بنیادی نقصان یہ ہوا کہ مسلم مُعاشرہ دو ۲ طبقوں میں تقسیم ہو گیا: (۱) مغربی اِستعمارِ نَو (Western Neo-Colonialism) نے دُنیوی اعتبار سے زیادہ پڑھے لکھے، اور اعلیٰ عہدوں پر براجمان سیاستدان، سائنسدان، جج حضرات، کاروباری شخصیات، پروفیسر صاحبان، صحافی حضرات اور سِول سوسائٹی (Civil Society) میں شمار کیے جانے والے مالدار طبقے کو، لبرل اور رَوشن خیال مسلمان قرار دے کر اُن کی حَوصلہ افزائی کی، (۲) جبکہ علماء، محراب و منبر سے وابستہ ائمۂ

کِرام، دینی مدارِس کے طلباء، مذہبی سیاسی جماعتوں، اور مذہبی لگاؤ رکھنے والے عام مسلمانوں کو رجعت پسندی کے طعنے دے کر ان کی حَوصلہ شکنی کی!۔

مسلمانوں کے لیے "جہادی" کی اِصطلاح

حضراتِ گرامی قدر! مسلمانوں کے لیے بطورِ طنز لفظ "جہادی" کی اِصطلاح بھی مغربی اِستعمار کی اسلام پر فکری یلغار (Intellectual invasion) کا ایک حصہ ہے، دینِ اسلام میں جہاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں جہاد کی اہمیت وفضیلت سے متعلق متعدِّد آیات نازل فرمائیں، رسولِ اکرم ﷺ نے بنفسِ نفیس جہاد میں متعدِّد بار شرکت فرمائی، مگر آج مسلمانوں کے لیے لفظ "جہادی" کی اِصطلاح، انتہاء پسند اور دہشتگرد کے اِستعارے کے طَور پر استعمال کی جارہی ہے؛ تاکہ اس لفظ کو اتنا بدنام کر دیا جائے کہ مسلمان جہاد میں حصہ لینا تو کُجا، جہاد کے نام سے بھی کوسوں دُور بھاگیں!۔

استعماری حملوں سے بچاؤ میں ہمارا کردار وذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! آج اِستعماری طاقتوں کا دائرۂ کار اس قدر وسیع ہو چکا ہے، کہ کوئی بھی اسلامی ملک ان کی سازشوں اور چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں رہا، ہمارے عقائد ونظریات ہوں یا تہذیب وثقافت، یا پھر مَعیشت وسیاست، ہر میدان میں استعمار ہم پر حاوِی ہے، زندگی کے ہر شعبے میں اسی کا غلبہ وتسلُّط ہے، اپنی چودہ ۱۴ سو سالہ تاریخ اور شاندار ماضی کے باوُجود مسلمان قوم، اس قدر بے بس ولاچار کبھی نہیں تھی جتنی آج ہے! لیکن اپنے تمام تر مسائل اور مشکلات کے باوُجود ہمیں اللہ تعالی کی ذات سے مایوس نہیں ہونا! بلکہ کامل یقین رکھنا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ

ایک بار پھر بامِ عروج تک پہنچے گی، اور اَقوامِ عالَم کی رَہنمائی کرے گی، لہذا ہمیں مغربی نَوآبادیاتی نظام (Western Neo-Colonialism)، مغربی مستشرقین (Western Orientalists)، اور یہود ونصاریٰ کے شیطانی عزائم، مکروہ سازشوں اور حربوں کو سمجھنا ہوگا، اور ان کا مقابلہ کرنا ہوگا! لہذا بحیثیت مسلمان ہم پر لازم ہے کہ اپنے عقائد ونظریات کو دُرست رکھیں، اللہ تعالی پر اپنے توکُّل کو مضبوط کریں، قرآن وسنّت سے رَہنمائی لیں، سُودی قرضوں سے چھٹکارا پائیں، مغربی کلچر کو ترک کریں، نظامِ تعلیم میں حسبِ منصب اصطلاحات کرنے میں اپنا کردار ادا کریں، کفّار ومشرکین سے دوستی نہ رکھیں، اسلامی ممالک سے اپنے تعلقات میں بہتری لائیں، اور باہم اِتحاد واِتفاق سے رہیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں مغربی استعمار اور ان کے مذموم حربوں سے نَجات عطا فرما، ان کے شیطانی عزائم اور مکروہ چالوں سے محفوظ فرما، کفّار ومشرکین کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرما، دینِ اسلام اور مسلمانوں کا دِفاع کرنے کی ہمت، جذبہ اور سوچ عنایت فرما، قرآن وسنّت کو اپنا رَہنما بنانے کی توفیق مرحمت فرما، مغربی کلچر سے نَجات عطا فرما، اسلامی ثقافت کو اپنانے کی سوچ مرحمت فرما، اور باہم اتحاد واِتفاق سے رہنے اور اِفتراق واِنتشار سے بچنے کی توفیق عطا فرما! آمین یاربّ العالمین!۔

حَوصلہ اَفزائی کی اہمیت

(جمعۃ المبارک ۱۸ رجب المرجّب ۱۴۴۴ھ - ۱۰ /۰۲/ ۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

حَوصلہ اَفزائی سے مراد

برادرانِ اسلام! کوئی اچھا کام کرنے پر داد وتحسین دینا اور ہمت بڑھانا حوصلہ اَفزائی کہلاتا ہے، یہ چیز بڑی اہمیت کی حامل ہے، کسی سے کام لینے، اُس کی کارکردگی کو بہتر بنانے، اور مُعاشرے میں مثبت رُجحانات کو فروغ دینے میں حوصلہ اَفزائی کا بڑا عمل دخل ہے، اپنے استاد، پیر ومرشد، یا والدین کی بطورِ حوصلہ اَفزائی ایک معمولی سی تھپکی، اور داد وتحسین کے نام پر "شاباش" کا ایک لفظ ناممکن ومشکل کام کو بھی ممکن اور سہل بنادیتا ہے! جبکہ اس کے برعکس کسی انسان کی حوصلہ شکنی اُس کی ہمت توڑنے، اور عزمِ مصمّم کو متزلزل کرنے کا باعث بنتی ہے،

لہذا اپنی اَولاد، بہن بھائیوں سمیت کسی بھی مسلمان کی حوصلہ شکنی ہرگز نہ کریں! بلکہ چھوٹی سے چھوٹی کامیابی پر بھی اُن کی حوصلہ اَفزائی ضرور کیجیے!۔

حوصلہ اَفزائی کی طرف رغبت اور فطرتِ انسانی

عزیزانِ محترم! اچھے کام پر حوصلہ اَفزائی اور اِنعام واِکرام کی طرف رغبت، فطرت اور انسانی مزاج میں داخل ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں جہاں اپنے ماننے والوں کو عملِ صالح کا حکم دیا، وہیں اس کی جزا اور اِنعامات کا بھی ذکر فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[1] "اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی اُن سے پہلے والوں کو دی، اور ضرور اُن کے لیے جمادے گا وہ دِین جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے، اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو اَمن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں! اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾[2] "ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے!"۔

---

(۱) پ۱۸، النور: ۵۵.

(۲) پ٦، المائدة: ۹.

حوصلہ اَفزائی کی بدَولت برَوقت اَہداف کی تکمیل

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! کارکردگی میں بہتری اور اَہداف کی تکمیل کے لیے ضروری ہے، کہ والدین اپنی اَولاد کی، استاد اپنے طلبہ کی، اور افسر اپنے ماتحتوں کی حوصلہ اَفزائی ضرور کرے، بلکہ مطلوبہ اَہداف (Targets) کی بَروقت تکمیل کی صورت میں انہیں تحائف اور انعامات سے نوازا جائے؛ کہ ایسا کرنا کام کی تکمیل اور عمدگی میں مُعاوِن ثابت ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًاۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًاؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌۗۙ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾[1] "خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ اُن کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا، صورت دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا، اور وہ صورت میں ملتا جُلتا انہیں دیا گیا، اور اُن کے لیے ستھری بیویاں ہیں، اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ رہیں گے!"۔

دوسروں کی حوصلہ اَفزائی قصداً نہ کرنے کی مذموم ذہنیت

حضراتِ گرامی قدر! بعض لوگ اچھی کارکردگی کے باوُجود اپنے مُلازموں کی یہ سوچ کر حوصلہ اَفزائی نہیں کرتے، کہ کہیں تنخواہ میں اِضافے کا مُطالبہ نہ کر دیں! سوچ کا یہ انداز انتہائی مذموم ہے، لہٰذا جو شخص جس منصب، اِسکیل (Scale) یا تنخواہ (Salary) کا حقدار ہے اُسے وہ ضرور دیں، اور کسی کی حق تلفی نہ کریں؛ کہ ایسا کرنا

---

(۱) پ۱، البقرة: ۲۵.

بغاوَت کا باعث، اور فرمانِ خداوندی کے خلاف ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا﴾[1] "جو کچھ بھلے کام کرے گا، مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان، تو وہ جنّت میں داخل کیے جائیں گے، اور انہیں تِل بھر نقصان نہ دیا جائے گا!" یعنی ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ﴾[2] "تو جو کچھ بھلے کام کرے اور ہو ایمان والا، تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں، اور ہم اُسے لکھ رہے ہیں!"۔

حضراتِ ذی وقار! مُعاملات دینی ہوں یا دُنیوی، زندگی کے ہر شعبے میں حوصلہ اَفزائی کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا اپنی اَولاد، اہل وعِیال، طلباء، مُلازمین اور جونیئرز (Juniors) سمیت تمام ماتحتوں کی، اچھے اور نیک کاموں پر حوصلہ اَفزائی ضرور کریں؛ کہ ایسا کرنا اُن کے شَوق، رغبت، ہمت، جوش اور وَلوَلے کو بڑھانے کا باعث ہوگا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ﴾[3] "وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، اللہ اُن کا اجر اُنہیں بھرپور دے گا!"۔

حوصلہ اَفزائی سے متعلق نبوی طرزِ عمل

عزیزانِ مَن! حضور نبیٔ کریم ﷺ نے مُعاشرے کی اِصلاح اور فلاح

---

(١) پ٥، النساء: ١٢٤.

(٢) پ١٧، الأنبياء: ٩٤.

(٣) پ٣، آل عمران: ٥٧.

وبہبود کے لیے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو، نہ صرف دینی تعلیمات واَحکام اور اَخلاقِ حسنہ سے مزیَّن فرمایا، بلکہ امتیازی خصوصیات اور اعمالِ صالحہ پر اُن کی خوب تعریف، توصیف اور مختلف اَلقاب کے ذریعے حوصلہ اَفزائی بھی فرمائی، کتبِ احادیث میں ایسی متعدّد مثالیں موجود ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی

(۱) تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے "واقعۂ معراج" کی تصدیق کرنے پر، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "صدّیق" کے لقب سے نواز کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی فرمائی، اس واقعہ کا پسِ منظر یہ ہے کہ شبِ معراج کے بعد جب کفّارِ مکّہ نے "واقعۂ معراج" سے متعلق حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تصدیق چاہی، اور ایک رات میں بیت المقدس تک کی سیر کرنے والی بات پر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مذاق اُڑایا، تو حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نہ صرف "واقعۂ معراج" کی تصدیق کی، بلکہ ارشاد فرمایا: «إِنِّي لَأَصُدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ، أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ»[۱] "میں تو اس سے بھی بڑی خبر کی تصدیق کرتا ہوں (سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بتاتے ہیں کہ) اُن کے پاس صبح وشام آسمان سے خبر آتی ہے (اور میں اُسے بلا حیل وحجت مان لیتا ہوں)!"۔

اَصدق الصادِقین سیدُ المتّقین   چشم وگوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام[۲]

---

(۱) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة ...إلخ، ر: ٤٤٠٧، ٣/ ٦٥.

(۲) "حدائق بخشش" حصہ دُوم ۲، مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، ص۲۲۶۔

سیّدنا عمرِ فاروق کی حوصلہ اَفزائی

(۲) حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسلام قبول کیا، تو آپ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا زندگی اور مَوت دونوں صورتوں میں ہم حق پر نہیں ہیں؟! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ عَلَى الْحَقِّ إِنْ مُتُّمْ وَإِنْ حَيِيتُمْ» "کیوں نہیں، اللہ کی قسم تم لوگ حق پر ہو! زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی!" حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ پھر ہم چُھپ کر کیوں رہ رہے ہیں؟ اُس ربِ کریم کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا! ہم ضرور باہر نکلیں گے! چنانچہ ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح باہر لائے کہ ہماری دو ۲ صفیں تھیں، ایک صف میں حضرت سیّدنا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دوسری صف میں مَیں تھا، جب ہم مسجدِ حرام میں داخل ہوئے، تو کفّارِ قریش نے ایک نظر میں مجھے اور دوسری نظر میں حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا، تو اُن پر ایسا خوف طاری ہوا جو پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا، اُس دن رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (بطورِ حوصلہ اَفزائی) میرا نام "فارُوق" رکھ دیا۔ اور اللہ تعالی نے میرے سبب سے حق وباطل میں امتیاز فرمایا[۱]۔

فارقِ حق وباطل امام الہُدیٰ تیغِ مسلولِ شدّت پہ لاکھوں سلام[۲]

سیّدنا عثمانِ غنی کی حوصلہ اَفزائی

(۳) حضرت سیّدنا عثمانِ غَنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑے باحیاء اور کامل الایمان شخصیت کے حامل تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اَخلاقِ عالیہ، صفاتِ حمیدہ، عاداتِ شریفہ اور خصائلِ

---

(۱) "حلية الأولياء" ٢- عمر بن الخطّاب، ر: ٩٣، ١/ ٧٥، ٧٦.

(۲) "حدائقِ بخشش" حصہ دُوم ۲، مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، ص۲۲۶۔

کریمہ اس قدر مثالی ہیں، کہ سرورِ کونین ﷺ نے بطورِ حوصلہ اَفزائی حضرت سیّدنا عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بابت فرمایا: «فَإِنَّهُ مِنْ أَشْبَهِ أَصْحَابِي بِي خُلُقاً!»[1] "یقیناً اَخلاق کے اعتبار سے عثمان میرے صحابہ میں، سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں!"۔

اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر اسلامی لشکر کے پاس جنگی ساز وسامان کی بہت کمی تھی، حضور نبئ کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کی بار بار رغبت دلائی، اس پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھڑے ہوکر عرض کی: یا رسولَ اللہ! میرے ذمّہ تین ۳سو اُونٹ ہیں، ساتھ ان کے کمبل وپالان کے، تب تاجدارِ رسالت ﷺ نے منبر سے اُترتے ہوئے بطورِ حوصلہ اَفزائی ارشاد فرمایا: «مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ»[2] "اب اس کے بعد عثمان پر کوئی مُؤاخذہ نہیں، وہ جو چاہیں کریں! اس کے بعد عثمان پر کوئی مُؤاخذہ نہیں، وہ جو چاہیں کریں!"۔

زاہدِ مسجدِ اَحمدی پر دُرُود   دَولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام[3]

سیّدنا علی مرتضیٰ کی حَوصلہ اَفزائی

(۴) غزوۂ اُحد میں جب کفّار نے حضور سرورِ عالَم ﷺ کو گھیر لیا، تو اُن میں سے بعض لوگ جھنڈے لیے ہوئے تھے، حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جھنڈے والوں کو قتل کر دیا، اس پر حضرت سیّدنا جبریلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضور نبئ کریم ﷺ

(۱) "المعجم الكبير" صفة عثمان بن عفّان ...إلخ، ر: ۹۹، ۱/ ۷٦، ۷۷.

(۲) "سنن الترمذي" باب [في عدّ عثمان تسمية شهيداً ...إلخ] ر: ۳۷۰۰، صـ۸٤۲.

(۳) "حدائق بخشش" حصہ دُوم ۲، مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، صـ۲۲٦۔

سے عرض کی، کہ آج تو علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حق ادا کر دیا! مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حوصلہ اَفزائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «إِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ» "علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں!" تب حضرت سیّدنا جبریل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی کہ یارسولَ اللہ! میں آپ دونوں کا ہوں[1]۔

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام[2]

میرے محترم بھائیو! اچھے کاموں پر حَوصلہ اَفزائی کا یہی اُسلوب صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین اور ہمارے بزرگانِ دین نے بھی اپنایا، اور لوگوں کے اچھے اور نیک کاموں پر ان کی تعریف وتحسین فرمائی، لہذا اللہ تعالی کے جو نیک بندے ہمارے مُعاشرے میں فلاح و بہبود اور دین کا کام کر رہے ہیں، اُن کی حوصلہ اَفزائی ضرور کریں؛ تاکہ دوسروں میں بھی نیک کاموں کا جذبہ پیدا ہو، لیکن جو لوگ کسی بھی نیک کام یا دینی خدمت انجام دینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، وہ صرف اِخلاص وللّٰہیت کو پیشِ نظر رکھیں، اور مدح وستائش کی خواہش کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں، ورنہ اُن کے سب نیک اعمال اَکارت ہوجانے کا اندیشہ ہے!۔

بچوں کو باصلاحیت بنانے میں حوصلہ افزائی کا کردار

حضراتِ ذی وقار! اپنے بچوں کو باکردار اور باصلاحیت بنانے میں حوصلہ اَفزائی کا بڑا اہم کردار ہے، لہذا کسی بھی اچھے اور نیک کام پر اُن کی حوصلہ شکنی نہ کریں، بلکہ اُن کی خوب حوصلہ اَفزائی کریں؛ تاکہ اُن کی آئندہ کارکردگی میں مزید

(١) انظر: "المرقاة" كتاب المناقب والفضائل، تحت ر: ٦٠٩٠، ١٠/ ٤٦٣.
(٢) "حدائقِ بخشش" حصہ دُوم ۲، مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، صـ۳۰۷۔

بہتری اور نکھار پیدا ہو۔ ایک بار حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے لوگوں سے ایک آیتِ مبارکہ کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا؟ لیکن لوگ جواب نہ دے سکے، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے عرض کی کہ اس کے بارے میرے ذہن میں کچھ ہے، حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ان کی ہمت بڑھاتے اور حوصلہ اَفزائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «يَا ابْنَ أَخِي! قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ»[1] "اے میرے بھتیجے! اگر تمہیں معلوم ہے تو ضرور بتاؤ، اور اپنے آپ کو چھوٹا نہ سمجھو!"۔

حوصلہ اَفزائی کے فوائد

حضراتِ محترم! حوصلہ اَفزائی کا وصف متعدّد فوائد کا حامل ہے، یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس کے باعث کسی بھی انسان کے لیے کامیابی کا سفر نہایت آسان ہو جاتا ہے، اُسے سہارا ملتا ہے، اور اس کے اندر نت نئے چیلنجز (Challenges) کا سامنا کرنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے۔ حوصلہ اَفزائی کے باعث لوگوں میں اپنے کام کی لگن اور شَوق پیدا ہوتا ہے، حوصلہ اَفزائی کی بدَولت انسان کی خود اعتمادی میں اِضافہ ہوتا ہے، نیز انسان کے اندر کچھ کر دِکھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حوصلہ اَفزائی کے سبب کچھ کر دِکھانے کی لگن کا پیدا ہونا

حوصلہ اَفزائی کے دو ٢ بول انسان میں بہت کچھ کر دِکھانے کی ایسی ہمت، شَوق اور جذبہ پیدا کرتے ہیں کہ انسان مشکل سے مشکل کام کو بھی آسان سمجھنے لگتا ہے، اور بظاہر ناممکن کام کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ مشہور سائنسدان تھامس ایلوا ایڈیسن (Thomas Alva Edison) کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، ہمارے گھروں

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب التفسير، ر: ٤٥٣٨، صـ٧٧١.

دفتروں میں جگمگاتے بلب، میگافون (Megaphone)، فونوگراف (Phonograph)وغیرہ سمیت کئی اِیجادات (Inventions) اس سائنسدان کا ایک اہم کارنامہ ہے، بچپن میں یہ شخص انتہائی نالائق اور کُند ذہن تھا، اسی کُند ذہنی کے باعث اسے اسکول سے نکال دیا گیا، اور یہی وجہ تحریری طَور پر ایک خط میں اس کی والدہ کو بھی بتائی گئی، لیکن اس کی والدہ نے اپنے بیٹے سے اصل وجہ چُھپالی، اور اپنے بیٹے کی حوصلہ اَفزائی کرتے ہوئے کہا، کہ اسکول والوں نے خط میں لکھا ہے کہ "آپ کا بیٹا بہت ذہین ہے، اس کے ذہنی معیار کے مطابق ہمارے پاس اساتذہ نہیں ہیں، آپ اس کے لیے کسی اَور استاد کا انتخاب کرکے اسے گھر ہی میں پڑھائیں"[1] یہ سن کر ایڈیسن (Edison) کے دل میں خوشی کی لہر دَوڑ گئی، اور اُس نے اپنی والدہ کے ساتھ دل لگا کر پڑھنا شروع کر دیا، اور ایک وقت وہ آیا جب حوصلہ اَفزائی کے اُس ایک جملے کے سبب وہ صفِ اوّل کا سائنس دان بن کر اُبھرا! جبکہ حقیقت میں اسکول والوں نے خط میں تحریر کیا تھا کہ "آپ کا بچہ انتہائی نالائق ہے، ہم اس بچے کو اپنے اسکول میں مزید نہیں پڑھا سکتے، لہذا آپ اس کے لیے گھر ہی پر کسی استاد کا بندوبست کر لیں"[2]۔ آپ خود ہی سوچیں کہ اگر ایڈیسن (Edison) کی والدہ حوصلہ اَفزائی کرنے کے بجائے، خط میں مذکور اصل الفاظ کو اپنے بیٹے کے سامنے دُہرا دیتی، تو شاید وہ ایک بڑے سائنسدان کے طَور پر مشہور ہو کر نہ اُبھرتا!۔

---

(۱) دیکھیے: "حوصلہ اَفزائی کی ترغیب، مگر کیسے؟" روزنامہ دنیا (سنڈے میگزین) ڈیجیٹل نیوز پیپر، ۲۸فروری ۲۰۲۱ء۔

(۲) ایضاً۔

حوصلہ شکنی کا نقصان

جانِ برادر! عمومی مُشاہدے کی بات ہے کہ لوگ اچھے کام پر اپنے مُعاونین، متعلقین، ملازمین، اَولاد اور شاگردوں کی حوصلہ اَفزائی نہیں کرتے، اُن کی معمولی کامیابی کو اہمیت نہیں دیتے، اور ہمت بڑھانے کے بجائے اُن کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں، ایسا روِیہ کسی بھی طَور پر قابلِ تعریف نہیں، ایسا طرزِ عمل اپنانے سے ما تحت لوگوں، مُلازموں، اہل وعِیال، اور شاگردوں پر ہماری شخصیت کا اچھا اثر نہیں پڑتا، بلکہ رفتہ رفتہ باہم خلیج اور دُوری کا باعث بنتا ہے، لہذا ایسے روِیے اور طرزِ عمل کو ترک کیجیے، اور اچھے کاموں پر دوسروں کی حوصلہ اَفزائی کرنے کی عادت اپنائیے!۔

بچوں کی حوصلہ افزائی کے حوالے سے چند مفید اِقدامات

میرے محترم بھائیو! بچوں کی کارکردگی بڑھانے، اور اُن میں پڑھنے لکھنے کا ذَوق وشَوق پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے، کہ اُن کی حوصلہ اَفزائی کی جائے، اور اُن کے اچھے کاموں اور عادتوں کو سراہا جائے۔ اگر آپ کا بچہ اسکول میں کسی دوسرے کی مدد کرے تو اُسے شاباش دیں، اس کی خوب تعریف کریں، اور اسلامی تعلیمات کی رَوشنی میں اُسے دوسروں کے کام آنے کی اہمیت وفضیلت سے آگاہ کریں۔ اگر بچہ کوئی مشکل کام انجام دینے والا ہو تو اس کی ہمت بندھائیں، اور اس کے اندر یقین پیدا کریں کہ "وہ اُسے کر سکتا ہے"۔ اپنے بچوں کو پنجوقتہ نماز کی پابندی، تلاوتِ قرآن، غسل اور وُضو کا طریقہ، اور اسی طرح دیگر دینی اَہداف دیں، اور تکمیلِ ہدف پر کچھ نہ کچھ اِنعام بھی ضرور دیں؛ تاکہ اُن کی حوصلہ اَفزائی کے ساتھ ساتھ، نیک کاموں کی طرف رغبت میں اِضافہ ہو!۔

اَہداف سے کم کامیابی پر بے جاتنقید کاطرزِ عمل

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہمارے مُعاشرے میں یہ عام مُشاہدہ ہے، کہ اَہداف سے کم کامیابی حاصل کرنے پر، والدین بچے کی حوصلہ اَفزائی کرنے کے بجائے، اُسے بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، یہ طرزِ عمل دُرست نہیں؛ کیونکہ اگر آپ کا بچہ اپنی کارکردگی سے خوش اور مطمئن ہے، تو وہ ذہین نہ ہوتے ہوئے بھی زندگی میں کچھ نہ کچھ کامیابیاں ضرور حاصل کر لے گا، لہذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ بچے پر بے جا تنقید کے بجائے اُس کی حوصلہ افزائی کی جائے! بچے کی تربیت میں یہ بات شامل کریں کہ وہ ناکامی سے سبق سیکھے، اور بغیر کسی دباؤ یا خوف کے اپنی صلاحیتوں کو بہتر طور پر استعمال کرے۔

یاد رکھیے! سختی ایک حد تک اچھی ہوتی ہے، تاہم کوئی بھی چیز حد سے تجاوُز کر جائے تو اَعصاب پر بہت بُرے اَثرات مرتّب کرتی ہے، بچے پر بے جا دَباؤ ڈالنا اور تُرش لہجے میں بات کرنا، اُسے باغی بنا سکتا ہے"[۱] لہذا والدین، اساتذہ، افسر صاحبان اور سینئر حضرات (Senior Persons) کو چاہیے، کہ اپنے بچوں، طلبہ، ملازموں اور جونیئرز (Juniors) کی ذہنی اِستعداد اور قابلیت کو سمجھیں، ان کی ہر طرح سے مدد کریں، ان کے ساتھ محبت، شفقت اور نرمی سے پیش آئیں، اُن پر بے جا دَباؤ نہ ڈالیں، اور چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر بھی اُن کی خوب حوصلہ اَفزائی کریں!۔

---

(۱) ایضًا۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حوصلہ اَفزائی کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما، حوصلہ اَفزائی کے مُعاملے میں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے انداز کو اپنانے کی سعادت نصیب فرما، اچھے اور نیک کاموں پر دوسروں کی حوصلہ اَفزائی کرنے کی سوچ مَرحمت فرما، اچھی کارکردگی پر اپنے ملازموں، ماتحتوں اور بچوں کی حوصلہ اَفزائی کرنے کی توفیق عنایت فرما، اور دوسروں کی حوصلہ شکنی اور حق تلفی کے گناہ سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

کفر واِلحاد کی اسلام دشمنی اور مذموم ہتھکنڈے

(جمعۃ المبارک ۲ شعبان المعظّم ۱۴۴۴ھ - ۲۴/۰۲/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اِلحاد کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! اِلحاد (Atheism) کا لُغوی معنی میلان، جھکاؤ اور اِنحراف ہے[1]، جبکہ اِصطلاحِ شرع میں اس سے مراد دِین سے باطل کی طرف اِنحراف، اور کفر سے اتّصال کرنا ہے۔ حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فرماتے ہیں: «هُوَ تَبْدِيلُ الْكَلَامِ وَوَضْعُهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ»[2] "کلام کو تبدیل کرنے اور اسے غیر محل پر محمول کرنے کو "اِلحاد" کہا جاتا ہے" یعنی دین کے نام پر دِین سے دُوری اختیار کرتے ہوئے، غلط قسم کی تاویلات اور دینی اَحکام میں تحریف کرنا، اور حق سے منحرِف ہو کر اس میں بے بنیاد باتیں داخل کر دینا اِلحاد ہے، اور ایسا کرنے والا مُلحِد

---

(١) "التفسير الكبير" پ٢٤، سورة فصّلت، تحت الآية: ٤٠، ٩/ ٥٦٨.
(٢) "تفسير القُرطُبي" سورة فصّلت، تحت الآية: ٤٠، الجزء ١٥، صـ٣١٩.

ہے۔ نیز اٹھارویں صدی کے بعد سے ہر ایسے شخص کو بھی مُلحِد (Atheist) کہا جاتا ہے، جو ہر طرح کے خدا کا انکار کرے۔ (Atheist)

مُلحِد کے متعلق حکمِ شرعی

عزیزانِ محترم! دینِ حق کا مخالف شخص، اگر سرے سے حق کا انکار کرے، اور ظاہراً وباطناً حق (یعنی اسلام) کو قبول نہ کرے تو وہ **کافر** ہے، اور اگر ظاہراً حق کا اِقرار کرے مگر دل سے منکِر ہے، تو وہ **مُنافِق** (Hypocrite) ہے۔

مُلحِد کی اقسام

مُلحِد (Atheist) کی دو ۲ قسمیں ہیں: **ایک** وہ جو بظاہر اسلام کا اِقرار تو کرتا ہے، لیکن ضروریاتِ دین میں سے کسی اَمر کی ایسی تعبیر وتشریح کرتا ہے، جو قرآن وسنّت، صحابہ، تابعین اور اِجماعِ اُمّت کے خلاف ہے، گویا وہ شخص اِلحاد وبے دینی کی راہ ہموار کر رہا ہے، یہ وہ مُلحِد ہے جو اسلام سے منحرِف ہوگیا۔ جبکہ **دوسرا** وہ جس نے کبھی اسلام قبول نہیں کیا، لیکن وہ خدا کو بھی نہیں مانتا، ایسے شخص کو بھی مُلحِد کہا جاتا ہے، شرعی لحاظ سے ایسا مُلحِد کافر ہی کے حکم میں رہے گا۔

گمراہی اور اِلحاد کی طرف پیش قدمی

حضراتِ گرامی قدر! اِلحاد کی ہولناکی کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے کہ انسان جب مُلحِدانہ خیالات ونظریات کو اپنا لیتا ہے، تو اللہ کا انکار، رُشد وہدایت سے دُوری، ما بعد الموت زندگی کو جھٹلانا اور جنّت وجہنم کے وُجود کا بھی انکاری ہونے لگتا ہے، اور بات جب مزید حد سے تجاوُز کر جاتی ہے، تو اللہ ورسول پر سبّ وشتم، اور دینِ اسلام کے رُخِ زیبا کو مسخ کرنے کا ہر ممکن وسیلہ اپناتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَاؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾[1] "یقیناً وہ لوگ جو ہماری آیتوں کے مُعاملے میں ٹیڑھے چلتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں، تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا؟ یا جو قیامت میں امان سے آئے گا؟ جو جی میں آئے کرو! یقیناً وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے!"۔

اِلحاد کی مذمّت

عزیزانِ مَن! اِلحاد وہ مذموم فعل ہے جو اللہ تعالی کی شدید ناراضگی اور ناپسندیدگی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ ثَلَاثَةٌ: (١) مُلْحِدٌ فِي الحَرَمِ، (٢) وَمُبْتَغٍ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةَ الجَاهِلِيَّةِ، (٣) وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهرِيقَ دَمَهُ»[2] "اللہ کی بارگاہ میں تین ۳ شخص ناپسند ترین ہیں: (۱) حرم میں بے دینی کرنے والا، (۲) اسلام میں جاہلیت کے طریقے کا متلاشی، (۳) اور کسی کے خونِ ناحق کا طلبگار؛ تاکہ اس کا خون بہائے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ "اِلحاد کے معنی ہیں: میلان اور جھکنا۔ شریعت میں باطل کی طرف جھکنے والے کو ملحِد کہتے ہیں۔ (مزید ارشاد فرمایا کہ) حُدودِ مکّہ مکرّمہ میں گناہ کرنے والا یا گناہ پھیلانے والا، یا بد عقیدگی اختیار کرنے والا، یا رائج کرنے والا، کہ اگرچہ یہ حرکتیں ہر جگہ

---

(١) پ٢٤، حم السجدة: ٤٠.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الديات، ر: ٦٨٨٢، صـ١١٨٦.

ہی بُری ہیں، مگر حرم شریف میں بہت زیادہ بُری؛ کہ اس مقام کی عظمت کے بھی خلاف ہے، اور جیسے حرم میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ، ایسے ہی ایک گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ ہے"[۱]۔

ملحدوں کی پہچان

حضراتِ ذی وقار! ملحِد لوگ وُجودِ باری تعالی اور اَحکامِ دین کے منکِر ہیں، اُن کا خیال ہے کہ دنیا کسی خدا نے نہیں بنائی، بلکہ یہ خود بخود وُجود میں آئی ہے، یا پھر پہلے سے موجود تھی، اور مختلف اَشکال میں ہمیشہ موجود رہے گی۔ ملحدین وحی کا انکار کرتے ہیں، اور صرف ان باتوں پر یقین کرتے ہیں جن کا کوئی عقلی یا سائنسی ثبوت (Rational or Scientific Evidence) ہو۔ تقریبًا سارے ملحدین لچکدار نظریات کے حامل ہوتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی نظریہ (Theory) غلط ثابت ہو جائے، یا ترمیم کرنے (Editing) کے قابل ہو، تو وقت کے ساتھ چلتے ہوئے اُسے تبدیل کر دینا دُرست سمجھتے ہیں، اس کے علاوہ ملحدین سائنس (Science) اور دنیاوی علوم ہی کو سب کچھ مانتے ہیں"[۲]۔

ملحد اور بے دین طبقہ کے اسلام مخالف حربے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! دینِ اسلام کے خلاف کفّار ومشرکین اور ملحد وبے دین لوگ ہمیشہ سے برسرِ پیکار رہے ہیں، حق وباطل کی یہ جنگ تیر تلوار اور قلم وقرطاس سے لے کر، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (Electronic and Print

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" قرآن وسنّت مضبوطی سے پکڑنے کا باب، پہلی فصل، ۱/۱۳۲۔
(۲) دیکھیے: اِلحاد - آزاد دائرۃ المعارف، وکیپیڈیا، ملخصًا۔

(Media) تک، ہر محاذ پر پوری شدّت سے جاری وساری ہے، ہر دَور میں کفر واِلحاد کی اسلام دشمنی کا مختلف انداز رہا ہے، موجودہ دَور میں ملحد طبقے نے اسلام مخالف جو حربے اپنار کھے ہیں، اُن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) وُجودِ باری تعالی کا انکار

میرے محترم بھائیو! اسلامی عقائد ونظریات کو مسخ کر کے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا، اور انہیں اسلام کی اصل تعلیمات سے دُور کرنا، ملحدوں کے اہم ترین حربوں میں سے ایک ہے، وُجودِ باری تعالی کا انکار کرنا، کذب بیانی (جھوٹ بولنے) کو اللہ ربّ العالمین کی قدرت کے تحت ماننا، اور سنّتِ رسول کو دِین اسلام میں حجت نہ ماننا، ایسے گمراہ کن عقائد ونظریات، کفر واِلحاد ہی کی پیداوار ہیں!۔

(۲) ناموسِ رسالت اِیشو (Issue) پر اعتراضات اور دین سے دُوری

جانِ برادر! ناموسِ رسالت اِیشو (Issue) پر اعتراضات بھی کفر واِلحاد اور اسلام دشمن قوتوں کا ایک اہم حربہ ہے، ناموسِ رسالت اِیشو (Issue) پر جس طرح کے اعتراضات بظاہر کلمہ پڑھنے والے ملحدوں (Atheists) نے کیے، اتنے تو شاید کفّار ومشرکین اور یہود وہُنود نے بھی نہ کیے ہوں! اس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ ہم لوگوں نے کلمہ تو پڑھا، لیکن اس کے معنی ومفہوم پر کبھی غور نہیں کیا، بحیثیت مسلمان ہمارے عقائد ونظریات کیا ہونے چاہئیں؟ ہمیں کچھ معلوم نہیں، بلکہ ہماری اکثریت یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتی کہ قرآن وحدیث کی صحیح تعلیمات کیا ہیں؟ ہمیں کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ اور کن اُمور کی ممانعت فرمائی گئی ہے؟ دین سے اس قدر دُوری نتیجۃً کفر واِلحاد کا پیش خیمہ ثابت نہ ہو تو کیا ہو۔

(۳) اسلامی عقائد کو عقلِ انسانی کے ترازُو میں تولنا

عزیزانِ محترم! مسلمانوں کو گمراہ کرنا اور انہیں شکوک وشُبہات میں مبتلا کرنا بھی ملحدین کا پسندیدہ مشغلہ، حربہ اور وطیرہ ہے، یہ بے دین لوگ اپنی لسانی سلاست، رَوانی اور چرب زبانی کے ذریعے اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ مسلمانوں کی عقلوں کو متاثِر کر کے، مذہبِ اسلام اور اس کے اَحکام سے باغی کرتے، اور انہیں سیکولرازم (Secularism) کے نام پر ملحد (بے دین) بنانے کی کوشش کرتے ہیں! ایسوں کی صحبت سے کوسوں دُور بھاگیں! ان کی باتوں میں ہرگز نہ آئیں! اور اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ ہم مسلمان اسلامی عقائد ونظریات کو بلا کسی حِیل وحجت تسلیم کرتے اور اُن پر پختہ ایمان رکھتے ہیں! لہذا کسی عقیدے کو سمجھنے میں ہماری عقل کامیاب ہو یا نہ ہو، بہر حال اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے!۔

(۴) مسلمانوں میں تفرِقہ بازی کا باعث بننا

حضراتِ گرامی قدر! بعض ملحد اور بے دین لوگ کسی غیر نبی کو نبی سے افضل قرار دیتے، اور مسلمانوں میں تفرِقہ بازی کا باعث بنتے ہیں، ان کا یہ عمل کفر اور ایسا کہنے والا بالاِجماع کافر ملحِد ہے؛ کہ اس میں ضرورتِ دینی کا انکار ہے۔ امام شِہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ تعالی "ارشاد الساری شرح صحیح البخاری" میں فرماتے ہیں کہ "ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ اَمر یقینی ہے، اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے؛ کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے"[1]۔

(۵) محض مفروضات کی بنیاد پر قطعی اور بنیادی اَحکام ومسائل کی پامالی

حضراتِ ذی وقار! محض مفروضات کی بنیاد پر دینِ اسلام کے قطعی اور بنیادی

(۱) "إرشاد الساري" كتاب العلم، ر: ۱۲۲، ۱/ ۳۷۸.

اَحکام و مسائل کی پامالی بھی، ملحدوں اور زندیقوں کا ایک اہم حربہ ہے۔ نام نہاد مذہبی اسکالر مسٹر جاوید غامدی اس کی جیتی جاگتی مثال ہیں، مَوصوف آئے روز کچھ نہ کچھ شگوفے چھوڑ کر اسلام کے قطعی اور بنیادی اَحکام و مسائل کو پامال کرتے رہتے ہیں، یہ فتنہ واِلحاد پرور شخص کبھی حدیثِ نبوی، حجیتِ اِجماع، حدِّ رَجم، قرآنِ پاک کی مختلف قراءتوں کا انکار کرتا ہے، تو کبھی اس کی طرف سے زکات کے معیّن نصاب، مرد و عورت کی گواہی میں فرق، اور موسیقی اور شراب نوشی کی حرمت کا انکار سننے میں آتا ہے۔

اس شخص کی طرف سے کہیں جہاد، مُرتَد کی شرعی سزا، اور مسئلۂ تکفیر کو، قانونِ اِتمامِ حجت کے ذریعے نمٹانے پر زور دیا جاتا ہے، کہیں یہ لوگوں کو مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی ہزاروں سنّتوں سے بیگانہ کرنے کی مذموم سازش رَچاتا نظر آتا ہے۔

اسی طرح سوشل میڈیا (Social Media) کے ذریعے طرح طرح کے لوگ، اپنی چرب زبانی اور لوگوں کی کم علمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے، آئے دن مختلف علمائے کرام اور بزرگانِ دین پر بلاوجہ طعن وتشنیع کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔

(٦) پردہ اور حجاب کے خلاف پروپیگنڈہ

جانِ برادر! پردہ اور حجاب کے خلاف مغربی ممالک (Western Countries) بالخصوص فرانس (France) میں قانون سازی، مسلم خواتین سے امتیازی سُلوک، اُن کی حوصلہ شکنی، اِلحادی سوچ کی حامل ذہنیت کی کارستانی اور اسلام دشمنی پر دلیل ہے، ملحدانہ سوچ کے حامل بعض لوگ دانشوَروں کے رُوپ میں ٹی وی چینلز (TV Channels) پر پردہ اور حجاب کے خلاف خوب پروپیگنڈہ

(Propaganda) کرتے نظر آتے ہیں، اور مسلمان عورتوں کو بہکاتے ہوئے کہتے ہیں کہ دینِ اسلام نے پردہ وحجاب کا حکم دے کر مسلمان عورتوں کی توہین کی ہے، اور ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں... وغیرہ وغیرہ۔

میرے محترم بھائیو! ہمیں اپنی ماؤں بہنوں اور بہو بیٹیوں کو یہ بات سمجھانے کی اشد ضرورت ہے، کہ پردہ وحجاب مسلمان عورت کا وقار، عزّت اور پہچان ہے، جو خواتین پردے کا اہتمام کرتی ہیں، وہ مَردوں کی ہوَسناک نگاہوں سے محفوظ رہتی ہیں، اللہ ربّ العالمین نے مسلمان خواتین کو قرآنِ پاک میں صراحۃً پردے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾[1] "اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو، کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں (اور سر اور چہرہ کو چُھپائیں) یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! ہم مسلمانوں کے لیے غَور وفکر کا مقام ہے، کہ دو ۲ گز کپڑے کے ایک ٹکڑے "حجاب" میں ایسا کیا ہے، جو مغربی ممالک کی ترقی میں حائل ہو رہا ہے؟! ان کی تہذیب، معیشت، ان کی سیاست اور مُعاشرہ، سب کچھ حجاب سے ہی متاثر کیوں ہو رہا ہے؟۔

حضراتِ گرامی قدر! بُرقع اور حجاب پر یہ پابندیاں، قید وبند کی سزائیں اور مالی جرمانے، یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں! ان سب کے پیچھے مغربی ممالک (Western

---

(۱) پ۲۲، الأحزاب: ۵۹.

(Countries) میں دینِ اسلام کا تیزی سے پھیلاؤ اور اِلحادی فکر کی ناکامی ہے! اسلام مخالف سازشوں کے باوُجود مغرب (West) میں دینِ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے، طاغوتی قوّتیں بڑی پریشان اور خائف ہیں، ان کے تھنک ٹینک (Think tank) سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تمام تر مشنری لٹریچر (Missionary Literature) اور اِقدامات کے باوُجود، مغربی شہری (Western Citizens) یہودیت وعیسائیت ترک کرکے دائرۂ اسلام میں کیوں داخل ہو رہے ہیں؟! آپ کو یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوگی کہ صرف ریاست ہائے متحدہ امریکہ (United States Amrica) میں ہر سال، دینِ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد تقریباً بیس سے پچیس ہزار ہے، اور یہی وجہ ہے جس کے باعث کفار ومشرکین کی نیندیں اُڑ چکی ہیں! وہ اپنی تمام تر مذموم کوششوں کے باوُجود، دینِ اسلام کا راستہ روکنے میں ناکام ہیں! انہیں یہ خدشہ وخوف لاحق ہے کہ آج تو دینِ اسلام مغرب (West) کے دروازے پر دستک دے رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ چند سالوں بعد پورے مغرب (West) پر اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہو! اور مسلمانوں کی تعداد سب سے بڑھ جائے!۔

(۷) سوشل میڈیا ...ملحِدوں کا ایک مؤثر حربہ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! موجودہ دَور میں سوشل میڈیا (Social Media) کفر واِلحاد کا سب سے مؤثر حربہ ہے، بے دین اور اسلام دشمن قوّتیں انٹرنیٹ (Internet)، فلموں، ڈراموں، ویب سائٹس (Websites) اور پرنٹ میڈیا (Print Media) کی صورت میں کفر واِلحاد اور لادِینیت کو دنیا بھر میں فروغ دے

رہی ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں اِلحاد ولادِینیت پر یقین رکھنے والوں کی تعداد میں، خطرناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔

میرے محترم بھائیو! سوشل میڈیا پر مختلف پیجز (Pages) بناکر، کفر واِلحاد کا پرچار کرنے والوں کی تعداد آج لاکھوں میں ہے، ان کا اصل ہَدف آج کی وہ نوجوان نسل ہے کہ مسلمان ہونے کے باوُجود جن کی دینی معلومات بہت محدود ہیں، یہ لوگ انہیں دین سے برگشتہ کر کے ملحِد (Atheist) بنانے میں شب وروز مصروفِ عمل ہیں۔

جبکہ دوسری طرف ہماری حالت یہ ہے کہ ان ملحدوں (بے دینوں) کا راستہ روکنے، اور انہیں مؤثر جواب دینے کے لیے ہمارے سوشل میڈیا پیجز (Social Media Pages) نہ ہونے کے برابر ہیں، ان پیجز (Pages) میں بھی جو لوگ جواب دے رہے ہیں، ان کی دینی معلومات محدود ہیں، اور جو اہلِ علم جواب دے سکتے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔

(۸) نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم میں خرابیاں

حضراتِ گرامی قدر! آج ہمارے اسکولوں، کالجوں (Colleges) اور یونیورسٹیوں (Universities) میں جو نظامِ تعلیم اور نصاب (Syllabus) رائج ہیں، اِلحاد وبے دینی کے فروغ میں اُن کا بھی بڑا کردار ہے، مغربی تعلیمی نظام اِلحادی قوّتوں کا ایک ایسا حربہ ہے جس کے ذریعے وہ ہماری نوجوان نسل اور بچوں کا ذہن تباہ وبرباد کر رہے ہیں، انہیں اسلامی تعلیمات کے بجائے اِلحاد وبے دینی کی طرف لے جارہے ہیں۔

کفروِالحاد کا سدِّباب

عزیزانِ محترم! ملحدین اسلام کا لبادہ اوڑھے ہمارے بھائی بہنوں کو اسلامی تعلیمات سے متنفر کرنے، اور انہیں بے دین بنانے کی کوشش میں لگے ہیں، تمام عالَمی

ذرائع اِبلاغ، مال ودَولت، نظامِ تعلیم اور اقتدار اُنہی کی مٹھی میں ہے، یہی وجہ ہے کہ ہماری سادہ لوح عوام، کاروباری حلقے، سیاستدان، وکلا برادری، صحافی حضرات اور پروفیسر صاحبان جیسے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی، ملحدوں کے پروپیگنڈہ سے متاثر، اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا نظر آتے ہیں، لہذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو اس فتنے سے خبردار وآگاہ کیا جائے، انہیں قرآن وسنّت کی تعلیم دی جائے، اور اسلامی تعلیمات واَحکام سے رُوشناس کرایا جائے۔ اس سلسلے میں اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز، ہسپتالوں، دینی مدارس اور مسجدوں کو بطور پلیٹ فارم استعمال کیا جائے، اور فتنۂ اِلحاد اور اس کے شرعی حکم سے متعلق لٹریچر (Literature) خوب عام کیا جائے!۔

انٹرنیشنل چیلنجز اور دینی طلباء کی خصوصی تعلیم وتربیت

عزیزانِ مَن! سیکولر اور ملحِد طبقہ (Secular and Atheist Section) دن بدن مضبوط ہو رہا ہے، اُن کی مذموم سرگرمیوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے، مگر صد افسوس کہ ہمارا دینی طبقہ کفر واِلحاد کے اس طوفان کو روکنے، اور اس کی سنگینی کو سمجھنے سے قاصر نظر آتا ہے، آج ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہمارے علماء دَورِ جدید کے تقاضوں اور مسائل کو پیشِ نظر رکھیں، اور روایتی نصاب کے ساتھ ساتھ بین َالاَقوامی چیلنجز (International Challenges) اور حالات وواقعات کو مدّ ِنظر رکھ کر، دینی طلباء کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کریں؛ تاکہ ایسے علمائے دین تیار کیے جاسکیں جو کفر واِلحاد کی اسلام دشمنی اور مذموم ہتھکنڈوں کا مؤثر جواب دے سکیں، یہود ونصاریٰ اور دَجّالی قوّتوں کے حربوں کو ناکام بناسکیں، اور اسلام کا بھرپور دِفاع کر سکیں۔

اُمّتِ مسلمہ کی ذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! کفر والحاد کے اسلام دشمن اِقدامات اور ہتھکنڈوں سے بچنے، اور انہیں ناکام بنانے کا بہترین طریقہ یہی ہے، کہ آپسی خلفشار اور تنازُعات سے دُور رہا جائے، اسلام مخالف خارجی وداخلی فتنوں کو پھیلنے سے روکیں، اکابرِ اُمّت پر اپنے اعتماد کو مضبوط رکھیں اور اُسے متزلزل نہ ہونے دیں، علماء، فقہاء اور اہلِ دین سے حُسنِ ظن رکھیں، کسی مرشدِ کامل اور صاحبِ نسبت کی صحبت اختیار کریں اور اس سے گہرا تعلق پیدا کریں، قرآن وسنّت کو مضبوطی سے تھام لیں اور ان کے اَحکام پر عمل کریں، خالقِ کائنات کی طرف رُجوع کریں اور اللہ ربّ العالمین سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائیں، علمائے کرام سے مُشاورت کیے بغیر کسی بھی بات کو بلا تحقیق قبول کرنے یا پھیلانے سے احتراز کریں، اپنے مسلمان بھائیوں کی عزّت واحترام اور اِکرام کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں اور اس کا خوب اہتمام کریں، باہمی اختلاف واِنتشار سے ہمیشہ اجتناب کریں، اور کفر واِلحاد کے مذموم ہتھکنڈوں کا شکار ہونے سے بچیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اسلام پر ہمیشہ ثابت قدم رکھ، کفر واِلحاد کا پرچار کرنے والوں سے محفوظ فرما، دینِ اسلام پر استقامت عطا فرما، باہمی اختلاف واِنتشار سے محفوظ فرما، اکابرِ اُمّت کا ادب واحترام کرنے کی توفیق مرحمت فرما، ہمارے عقائد ونظریات کی حفاظت فرما، حق کا بول بالا اور باطل قوّتوں کا منہ کالا فرما، کفر واِلحاد کے مذموم حربوں اور ہتھکنڈوں کو ناکام بنا، دَجّالی میڈیا (Media) کے اسلام مخالف پروپیگنڈہ (Propaganda) کا شکار ہونے سے بچا! آمین یاربّ العالمین!۔

عمرہ کے فضائل ومسائل

(جمعۃ المبارک ۱۷ شعبان المعظّم ۱۴۴۴ھ - ۱۰/۰۳/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

عمرہ کی تعریف

برادرانِ اسلام! ایامِ حج (۸ تا ۱۲ ذی الحجہ) کے علاوہ سال بھر میں کسی بھی دن، مخصوص عبادات واَفعال (یعنی اِحرام، طواف، تلبِیہ اور سعی وحَلق وغیرہ) کے ساتھ کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کا نام "عمرہ" ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو رُوئے زمین پر کعبۃ اللہ شریف اور مکّہ مکرّمہ کے سوا کہیں اَور بجا نہیں لاسکتے!۔

مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ حج وعمرہ ادا کرنے کا حکم

عزیزانِ محترم! حج وعمرہ کو مکمل خشوع وخضوع، فرائض وواجبات اور شرائط کی پابندی کے ساتھ، بغیر سُستی وکاہلی کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾[1] "حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو!"۔

---

(۱) پ۲، البقرة: ۱۹٦.

حج وعمرہ کی ادائیگی میں بنیادی فرق

حضراتِ گرامی قدر! عمرہ کو حجِ اصغر بھی کہتے ہیں، حج وعمرہ کی ادائیگی میں بنیادی فرق یہ ہے، کہ حج سال میں ایک ہی بار ہو سکتا ہے؛کیونکہ میدانِ عرَفات میں عرَفہ کے دن، یعنی نویں ۹ذی الحجہ کو جانا، جوکہ حج میں فرض ہے[۱]، یہ سال میں ایک ہی بار ممکن ہے، جبکہ عمرہ ہر دن ہو سکتا ہے،اس کے لیے کوئی وقت معیّن نہیں[۲]۔

عمرہ کے فضائل

حضراتِ ذی وقار! قرآن وحدیث میں حج کے ساتھ ساتھ عمرہ کی بھی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، عمرہ ایک ایسا نیک اور عظیم عمل ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾[۳] "توجواس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے"۔

گناہوں کا کفّارہ

عزیزانِ مَن! عمرہ گناہوں کا کفّارہ اور بخشش کا باعث ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا»[٤] "دو۲ عمروں کے درمیان کیے گئے گناہ مٹادیے جاتے ہیں"۔

---

(۱) "بہارِ شریعت "حج کا بیان،حج کے فرائض، حصّہ ٦، ۱/ ۱۰۴۷، ملخصًا۔

(۲) "تفسیر خزائن العرفان"پ ۲،البقرہ، زیرِ آیت: ۱۵۸، صـ۵۲۔

(۳) پ۲، البقرة: ۱۵۸.

(٤) "صحيح البخاري" باب وُجوب العمرة وفضلها، ر: ۱۷۷۳، صـ۲۸۵.

محتاجی سے نجات

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! بار بار حج وعمرہ کا شرف، محتاجی، تنگدستی اور گناہوں سے نَجات کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ؛ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ»[۱] "حج وعمرہ کرتے رہا کرو؛ کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دُور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو دُور کر دیتی ہے"۔

اللہ تعالی کے تین وفد اور مہمان

جانِ برادر! عمرہ کی سعادت پانے والوں کا شمار اللہ تعالی کے وفد (Delegation) اور مہمانوں میں ہوتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَفْدُ الله ثَلَاثَةٌ: (۱) الْغَازِي (۲) وَالْحَاجُّ (۳) وَالْمُعْتَمِرُ»[۲] "اللہ کے تین ۳ وفد ہیں: (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے، (۲) حج کرنے والے (۳) اور عمرہ کرنے والے"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الغَازِي فِي سَبِيلِ الله وَالحَاجُّ وَالمُعْتَمِرُ، وَفدُ الله، دَعَاهُم فَأَجَابُوهُ، وَسَأَلُوهُ فَأَعطَاهُمْ»[۳] "(۱) راہِ خدا میں جہاد

(۱) "سنن الترمذي" باب ما جاء في ثواب الحجّ والعمرة، ر: ۸۱۰، صـ۲۰۲.
(۲) "سنن النَّسائي" باب فضل الحجّ، ر: ۲٦۲۱، الجزء ٥، صـ۱۱٦.
(۳) "سنن ابن ماجه" باب فضل دعاء الحاجّ، ر: ۲۸۹۳، صـ٤۹٤.

کرنے والے (۲) حج کرنے والے (۳) اور عمرہ کرنے والے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا وفد (مہمان) ہے، جب وہ باری تعالی انہیں اپنے پاس بلاتا ہے، تو وہ اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں، اور جب وہ اپنے رب سے کسی چیز کا سوال کرتے ہیں تو وہ انہیں عطا فرماتا ہے!"۔

رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت

میرے محترم بھائیو! ماہِ رمضان میں عمرہ کا شرف، حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ حج کی سعادت پانے کی مانند ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً، أَوْ حَجَّةً مَعِي»[1] "رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے، یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے"۔

عمرہ کے ساتھ ساتھ فرائض وواجبات کی ادائیگی کا حکم

برادرانِ اسلام! بعض لوگ حج وعمرہ تو پابندی سے ادا کرتے ہیں، لیکن فرائض وواجبات کی ادائیگی میں سُستی اور کاہلی کا مُظاہرہ کرتے ہیں، ایسا کرنا کسی طَور پر مناسب نہیں؛ کہ حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں اس بات کی خاص طَور پر تاکید فرمائی، حضرت سیّدنا سمُرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «أَقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَآتُوا الزَّكَاةَ، وَحُجُّوا واعْتَمِرُوا، واسْتَقِيمُوا، يُسْتَقَمْ بِكُمْ!»[2] "نماز ادا کرو، زکات دو، حج وعمرہ کرو، اور ثابت قدم رہو، تمہیں استقامت دی جائے گی!"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" باب فضل العمرة في رمضان، ر: ۳۰۳۹، صـ۵۳۲.

(۲) "المعجم الكبير" باب، ر: ٦٨٩٧، ٧/ ٢١٦.

بے حساب بخشش، مغفرت اور جنّت میں داخلہ

حضراتِ محترم! حج وعمرہ کی غرض سے سفر اختیار کرنے والے کی راستے میں موت، بے حساب بخشش، مغفرت اور جنّت میں داخلے کا باعث ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ خَرَجَ فِي هَذَا الْوَجْهِ لِحَجٍّ أَوْ لِعَمْرَةَ فَمَاتَ، لَمْ يُعْرَضْ وَلَمْ يُحَاسَبْ، وَقِيلَ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ!»[1] "جو اس سَمت (مکّہ مکرّمہ کی طرف) حج یا عمرہ کی نیّت سے نکلا، پھر راستے میں ہی مرگیا، تو اس سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، نہ ہی اس کا حساب ہوگا، بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جنّت میں داخل ہوجاؤ!"۔

عمرہ والوں کے لیے چند ضروری آداب وہدایات

حضراتِ گرامی قدر! جو خوش نصیب عمرہ کی غرض سے حرمین شریفین کی طرف فوری رختِ سفر باندھنے کا ارادہ رکھتے ہوں، انہیں چاہیے کہ چند ضروری آداب وہدایات پیشِ نظر رکھیں:

(۱) عمرہ کی سعادت سے مقصود صرف رِضائے الٰہی ہو، شہرت، ناموَری، دِکھاوا، اور سیر وتفریح جیسے شیطانی خیالات کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دیں۔ (۲) پنجگانہ نماز باجماعت سمیت، دیگر تمام فرائض وواجبات کی بھی پابندی کریں۔ (۳) جن لوگوں کے حقوق آپ کے ذمّے واجب الاداء ہوں انہیں ادا کریں، اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اگر کوئی سُستی یا کاہلی برتی ہو تو اس پر صاحبِ حق سے مُعافی مانگیں۔

---

(۱) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه: محمد، ر: ۵۳۸۸، ۵/ ۳۰۵.

(۴) رشتہ داروں اور عزیز واَقارب میں سے جو ناراض ہیں انہیں راضی کریں۔ (۵) اپنے اہل وعِیال کی ضرورتوں اور گھریلو اِخراجات کے لیے انہیں مناسب رقم دے کر جائیں؛ تاکہ آپ کی عدم مَوجودگی کے باعث انہیں کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ (٦) روانگی سے قبل اپنی ضروری اَدوِیات کے ساتھ ساتھ سر درد، متلی، قے، نزلہ، زکام، کھانسی اور بخار وغیرہ کی ٹیبلٹس (Tablets) بھی ساتھ رکھ لیں، تو بوقتِ ضرورت بہت کام آئیں گی۔ (۷) صرف اپنی ضرورت کے مطابق سفر کا سامان ساتھ لے جائیں، اور غیر ضروری سامان لے جانے سے گریز کریں۔ (۸) گھر سے ائیر پورٹ (Airport) کی طرف روانہ ہونے سے قبل اپنے ٹکٹ (Tickets)، پاسپورٹ (Passport)، شناختی کارڈ (Identity Card)، ہیلتھ سرٹیفکیٹ (Health Certificate) سمیت تمام ضروری کاغذات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیں؛ تاکہ بعد میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ (۹) اپنے تمام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے سچی توبہ کریں، اس پر نَدامت کا اظہار کریں، اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ذکر و دُرود اور اِستغفار میں گزاریں۔

سفرِ حج و عمرہ کے آداب کے بارے میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا: "(۱) جس کا قرض لیا ہو، یا امانت پاس ہو ادا کردے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس کر دے، اگر پتا نہ چلے تو اُتنا مال فقیروں کو دے دے۔ (۲) جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے، جیسے ماں، باپ، شَوہر، انہیں راضی کرے۔ (۳) اس سفر سے مقصود صرف اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں، رِیا، شُہرت اور فخر و غرور سے جُدا رہے۔ (۴) عورت کے ساتھ جب تک شَوہر، یا محرم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو، جس سے نکاح

ہمیشہ کو حرام ہے، سفر حرام ہے، اگر کرے گی تو حج ہو جائے گا، مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (۵) توشہ یعنی خرچ مالِ حلال سے لے، ورنہ قبولِ حج کی امید نہیں!""[۱]۔

عمرہ کے بنیادی اَفعال

عزیزانِ محترم! عمرہ بنیادی طَور پر چار ۴ اَفعال پر مشتمل ہوتا ہے: (۱) حُدودِ حرم کے باہر سے اِحرام باندھنا، (۲) طواف کرنا۔ یہ دونوں فرض ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی چھوٹ جائے، تو عمرہ باطل ہو جاتا ہے۔ (۳) صفاومروہ کے درمیان سعی کرنا، (۴) حَلق یا قصر کرنا (یعنی سر کے بال منڈوانا، یا چوتھائی حصّہ تک کم کرنا)۔ یہ دونوں عمرہ کے واجبات میں سے ہیں، اگر کوئی واجب چُھوٹ جائے تو بطورِ دَم ایک بکرا قربانی دینا پڑتا ہے۔

اِحرام کی نیّت اور ظاہری صفائی کا اہتمام

حضراتِ ذی وقار! عمرہ کی غرض سے اِحرام باندھنے اور اس کی نیّت کرنے سے قبل، جسم کی ظاہری صفائی کا خاص اہتمام کریں، نہا دھو کر اچھی طرح پاک صاف ہو جائیں، ناخن تراشیں، زیرِ ناف بال صاف کریں، اور کوئی اچھی سی خوشبو لگائیں۔ اس کے بعد مرد حضرات سلے ہوئے کپڑے اُتار کر ایک چادر بطورِ تہبند باندھ لیں، اور دوسری چادر کندھوں پر اوڑھ لیں، سر ننگا رکھیں۔ خواتین حسبِ معمول سلے ہوئے کپڑے پہنیں، سر ڈھانپیں، دستانے اور جُرابیں بھی پہن سکتی ہیں، البتہ چہرے پر چادر نہیں اوڑھ سکتیں۔ اس کے بعد اگر وقتِ مکروہ نہ ہو تو دو ۲ رکعت نماز نفل اِحرام کی نیّت سے ادا کریں، اور عمرہ کی نیّت کریں!۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، آدابِ سفر و مقدّماتِ حج کا بیان، حصّہ ۶، ۱/۱۰۵۱۔

تلبیہ (لبیک) کہنا

میرے محترم بھائیو! عمرہ کی نیّت کرنے کے بعد تین ۳ بار تلبیہ (یعنی لبیک) کہیں، لبیک کے الفاظ یہ ہیں: «لَبَّيْكَ اللّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ»[۱] "میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، یقیناً تمام تعریفیں، نعمتیں اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

حدیث شریف میں "لبیک" کہنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ، حَتَّى تَنْقَطِعَ الأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا»[۲] "جو مسلمان لبیک کہتا ہے، اس کے دائیں بائیں زمین کے آخری سِرے تک، جو پتھر یا درخت یا ڈھیلا ہے وہ سب بھی لبیک کہتے ہیں"۔

لبیک کہنے کے بعد دعا کرنا

عزیزانِ مَن! لبیک کہنے کے بعد دعا کرنا سنّت ہے، حضرت سیّدنا خُزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «أَنَّهُ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ، سَأَلَ اللهَ رِضْوَانَهُ وَالْجَنَّةَ، وَاسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهِ مِنَ النَّارِ»[۳] "نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الحجّ، باب التلبية ...إلخ، ر: ۲۸۱۱، صـ۴۸۹.
(۲) "سنن الترمذي" باب ما جاء في فضل التلبية والنحر، ر: ۸۲۸، صـ۲۰۶.
(۳) "مُسند الشافعي" ومن كتاب المَناسك، صـ۱۲۳.

لبیک سے فارغ ہوتے، تو اللہ تعالی سے اُس کی رضا اور جنّت کا سوال کرتے، اور اس کی رحمت کے ساتھ دوزخ سے پناہ مانگا کرتے"۔

میرے محترم بھائیو! سرکارِ دو جہاں ﷺ قطعی جنّتی ہیں، مگر یہ سب دعائیں تعلیمِ اُمّت کے لیے ہیں؛ تاکہ ہم دعا کرنے کا کوئی موقع ضائع نہ کریں، اور رسولِ پاک ﷺ کی سنّت سمجھ کر دعا کر لیا کریں۔ یاد رکھیے! بندۂ مؤمن جب تک حرام وناجائز کام یا گناہ کی دعا نہ کرے، خُشوع، خضوع اور اِخلاص سے کی ہوئی اس کی ہر دعا قبول ہوتی رہتی ہے، حضور نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزَالُ يُستَجابُ لِلعَبْد مَالَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رحِمٍ، مَالَم يَسْتَعْجِلْ» "جب تک بندہ گناہ یا قطعِ رِحم کی دعا نہ کرے، اور قبولیت میں جلد بازی نہ کرے، اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے" عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ! جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ! فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذلِكَ، وَيَدَعُ الدُّعَاءَ»(۱) "یہ کہ بندہ کہے: میں نے بہت دعا کی، مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی، پھر بالآخر ناامید ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے"۔

اِحرام کی پابندیوں کا لحاظ اور ذکر ودُرود کی کثرت

اِحرام کی نیّت کے بعد اِحرام کی پابندیاں شروع ہوجاتی ہیں، لہذا ایسا کوئی کام نہ کریں جس کی حالتِ اِحرام میں محرِم کو اجازت نہیں، دَورانِ سفر اپنا زیادہ سے زیادہ وقت ذکر ودُرود اور تلبیہ (لبیک) پڑھنے میں گزاریں، اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے نَدامت کے آنسو بہائیں!۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتابُ الذكر والدعاء، ر: ٦٩٣٦، صـ١١٨٦.

مسجدِ حرام میں "باب السلام" سے داخلہ

جانِ برادر! مکّہ مکرّمہ پہنچ کر اپنا سامان وغیرہ پہلے ہوٹل کے کمرے میں پہنچائیں، اور تازہ وضو کر کے تلبیہ (لبیک) پڑھتے اور نگاہیں نیچی کیے "باب السلام" سے مسجدِ حرام میں داخل ہوں، اور کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی دعا کریں؛ کہ اس وقت مانگی ہوئی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

طوافِ عمرہ کی نیّت

عزیزانِ مَن! دعا سے فراغت پانے کے بعد لبیک کہتے ہوئے حجرِ اَسوَد کے بالکل سامنے آکر طوافِ عمرہ کی نیّت کریں، یہ طواف، عمرہ میں فرض ہے۔ طواف شروع کرنے سے قبل مرد اِضطباع کرلیں، یعنی چادر سیدھے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر، اُس کے دونوں پلّے اُلٹے کندھے پر اس طرح ڈال لیں کہ سیدھا کندھا کُھلا رہے[1]۔

اِستِلام (حجرِ اَسوَد کو بوسہ دینا یا اشارے سے چُومنا)

حضراتِ ذی وقار! طواف کی نیّت کے بعد فرش پر موجود سبز لائٹ (Green light) کے مقابل آئیں، اور حجرِ اَسود کے عین سامنے کھڑے ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اُٹھائیں، کہ آپ کی ہتھیلیاں حجرِ اَسود کی طرف رہیں، اگر اِزدحام (بھیڑ) زیادہ نہ ہو تو حجرِ اَسوَد کو بوسہ دیں، ورنہ دُور سے ہاتھوں کے اشارے سے ہی بوسہ دے لیں۔ اس کے بعد وہیں کھڑے کھڑے اپنا رُخ اس طرح تبدیل کریں کہ بیت اللہ شریف آپ کے بائیں طرف ہو۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" طواف وسعی صفا ومروہ وعمرہ کا بیان، حصّہ ۶، ۱/۱۰۹۶۔

مرد حضرات طواف کے پہلے تین ۳ چکر اَکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے (پہلوانوں کی طرح) آگے بڑھیں، اس عمل کو رَمَل کہتے ہیں، عورتیں رَمَل نہیں بلکہ عام رفتار اور سُکون سے طواف کریں، یونہی چلتے چلتے جب آپ دوبارہ سبز لائٹ کے مقابل پہنچیں گے تو طواف کا ایک چکر مکمل ہو گا، ہر چکر میں حجرِ اَسوَد اور رُکنِ یمانی کا اِستِلام مستحب ہے، تین ۳ چکر مکمل کرنے کے بعد رَمَل (یعنی اَکڑ کر چلنا) موقوف کر دیں، پھر باقی چار ۴ چکر اپنی عام رفتار و انداز سے مکمل کریں۔

ہر چکر کی دعا کریں، اگر وہ یاد نہ ہو تو دُرود شریف پڑھ لیں۔ طواف کے سات ۷ چکر پورے ہونے کے بعد ایک بار پھر اِستِلام (یعنی حجرِ اَسوَد کو بوسہ دے کر، یا ہاتھ کے اشارے سے چُوم کر) طواف مکمل کریں اور چادر سے سیدھا کندھا بھی ڈھانپ لیں۔ اس کے بعد "مقامِ ابراہیم" یا جہاں آسانی سے جگہ مل سکے، دو ۲ رکعت نمازِ واجب ادا کریں اور دعا مانگیں!۔

مقامِ ملتزَم پر حاضری

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! کعبۃ اللہ شریف کے دروازہ اور حجرِ اَسوَد کے درمیانی حصے کو ملتزَم کہتے ہیں، یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے، البتہ یہاں کی حاضری مستحب ہے۔ مقامِ ملتزَم کی حاضری کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے، کھڑے ہو کر زم زم شریف پیئں، اور اللہ تعالی سے علمِ نافع، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شِفا کی دعا مانگیں!۔

صفا و مَروہ کی سعی

میرے محترم بھائیو! تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد، صفا و مَروہ کی سعی کے لیے پہلے حجرِ اَسوَد پر آئیں، اور حسبِ سابق اِستِلام (یعنی حجرِ اَسوَد کو بوسہ دینے، یا

ہاتھ کے اشارے سے چُومنے) کے بعد بابِ صفا کی جانب روانہ ہوں، دل میں سعی کی نیّت کریں، اور یہ دعا کریں کہ اے ربّ العالمین! میں صفاومَروہ کے درمیان صرف تیری رِضاوخوشنودی کی خاطر چکر لگا رہا ہوں، لہٰذا اِسے میرے لیے آسان فرمادے، اور اسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول بخش دے۔ واضح رہے کہ صفا سے مَروہ تک ایک چکر، اور مَروہ سے صفا تک واپس آنے پر دوسرا چکر مکمل ہوگا، اِس طرح ساتواں اور آخری چکر مَروہ پر آکر ختم ہوتا ہے۔

حَلق یا تقصیر کروانا

جانِ برادر! صفاومَروہ کی سعی کے بعد مسجدِ حرام (کعبۃ اللہ شریف) سے باہر آکر، حدودِ حرم میں ہی سر کے سارے بال منڈوانے، یا چَوتھائی حصّہ تک کم کرنے کو حَلق یا تقصیر کہتے ہیں، یہ عمل عمرہ کے واجبات میں سے ہے، حلق یا تقصیر کے بعد آپ کا عمرہ مکمل اور اِحرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

بارگاہِ رسالت میں حاضری

حضراتِ گرامی قدر! حج وعمرہ کی سعادت پانے کے بعد ہر حاجی اور معتمر (عمرہ کرنے والے) کو چاہیے، کہ مدینہ منوّرہ جا کر بارگاہِ رسالت میں حاضری دے؛ کہ اس سعادت سے محرومی، تقاضۂ محبتِ رسول کے مُنافی اور بے وفائی ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلَمْ يَزُرْنِيْ، فَقَدْ جَفَانِيْ»[1] "جو حج (یا عمرہ) کرے اور میری زیارت کو حاضر نہ ہو، اُس نے مجھ سے بے وفائی کی"۔

---

(١) "الكامل في ضعفاء الرِجال" تحت ر: ١٩٥٦ - النعمان بن شبل، ٨/ ٢٤٨.

جس شخص نے قدرت کے باوُجود بارگاہِ رسالت کی حاضری میں سُستی یا کاہلی برتی، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے اس سے اظہارِ ناراضگی فرمایا، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضورِ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي لَهُ سعةٌ ثُمَّ لَمْ يَزُرْنِيْ، فَلَيْسَ لَهُ عُذْرٌ!»[1] "میرا جو اُمّتی باوصفِ قدرت میری زیارت کو حاضر نہ ہو، اس کے لیے کوئی عُذر نہیں!"۔

دربارِ رسالت کے آداب کی پاسداری

حضراتِ ذی وقار! جو خوش بخت لوگ بارگاہِ رسالت میں حاضری کی سعادت سے مشرَّف ہوں، انہیں چاہیے کہ دربارِ رسالت کے آداب کو خُوب خُوب پیشِ نظر رکھیں، ورنہ ادنیٰ بے ادبی کے باعث حج وعمرہ سمیت تمام نیک اعمال اَکارت ہونے کا اندیشہ ہے!۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدابِ زیارت میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ "خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو؛ کہ خلافِ ادب ہے، بلکہ چار ۴ ہاتھ کے فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ! یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بُلایا، اور اپنے مُواجَہہ اقدَس میں جگہ بخشی! ان کی نگاہِ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی، اَب خصوصیت اور اِس درجہ قُرب کے ساتھ ہے"[2] ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا رَوضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو![3]

---

(۱) "إتحاف الزائر وإطراف المقيم للسّائر" فصل ويتعلّق بالزيارة، صـ۲۸.

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحج، باب الجنایات، رسالہ "انور البشارۃ" ۸/۶۰۲۔

(۳) "حدائقِ بخشش" "غزل کہ درباره عزم سفر اطہر مدینہ منوّرہ اَز مکہ معظّمہ بعد حج... الخ، ص۱۲۷۔

عمرہ کے چند شرعی مسائل

حضراتِ محترم! عمرہ کے متعدِّد شرعی مسائل ہیں، جن میں سے چند اہم مسائل حسبِ ذیل ہیں:

(۱) جو لوگ میقات کے اندر کے رہنے والے ہیں مگر حرم سے باہر ہیں، اُن کے اِحرام کی جگہ حِل یعنی بیرونِ حرم ہے، حرم سے باہر جہاں چاہیں اِحرام باندھیں، اور بہتر یہ کہ گھر سے اِحرام باندھیں، اور یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتے ہوں، تو بغیر احرام مکہ معظّمہ جا سکتے ہیں[۱]۔

(۲) حرم کے رہنے والے لوگ حج کا اِحرام حرم سے باندھیں، اور بہتر یہ کہ مسجد الحرام شریف میں اِحرام باندھیں، اور عمرہ کا بیرونِ حرم سے، اور بہتر یہ کہ (مقامِ) تنعیم سے ہو[۲]۔

(۳) طوافِ عمرہ، عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے[۳]۔

(۴) عمرہ ادا کرنے والا اگر بیرونِ مکّہ سے آئے، تو اسے براہِ راست مکّہ مکرّمہ آکر طواف کرنا چاہیے، اور اگر مکّہ شریف کا رہنے والا ہو، تو اسے چاہیے کہ حدودِ حرم سے باہر جائے، اور وہاں سے طوافِ کعبہ کا اِحرام باندھ کر آئے[۴]۔

(۵) میقات کے باہر سے جو شخص آیا، اور بغیر احرام مکّہ معظّمہ کو گیا، تو اگرچہ نہ حج کا ارادہ ہو نہ عمرہ کا، مگر حج یا عمرہ واجب ہو گیا، پھر اگر میقات کو واپس نہ گیا،

---

(۱) "بہارِ شریعت" میقات کا بیان، حصّہ ۶، ۱/۱۰۶۸۔

(۲) ایضاً۔

(۳) "رفیق الحرمین" یاد رکھنے کی پچپن ۵۵ اِصطلاحات، ص۵۹۔

(۴) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۲، البقرہ، زیرِ آیت: ۱۵۸، ص۵۲۔

یہیں اِحرام باندھ لیا تو دَم واجب ہے، اور میقات کو واپس جاکر اِحرام باندھ کر آیا تو دَم ساقط ہوگیا، اور مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے سے جو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا، اس کا اِحرام باندھا اور ادا کیا تو بری الذّمہ ہوگیا[۱]۔

(۶) حج یا عمرہ کا ارادہ ہے، اور بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا، تو اگر یہ اندیشہ ہے کہ میقات کو واپس جائے گا تو حج فوت ہو جائے گا تو واپس نہ ہو، وہیں سے اِحرام باندھ لے اور دَم دے، اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو واپس آئے۔ پھر اگر میقات کو بغیر احرام آیا تو دَم ساقط ہوگیا[۲]۔

(۷) حج و عمرہ دونوں کا اِحرام ایک ساتھ باندھے، یا پہلے عمرہ کا اِحرام باندھا تھا، اور ابھی طواف کے چار ۴ پھیرے نہ کیے تھے کہ حج کو شامل کر لیا، یا پہلے حج کا اِحرام باندھا تھا اُس کے ساتھ عمُرہ بھی شامل کر لیا، خواہ طوافِ قُدوم سے پہلے عمرہ شامل کیا یا بعد میں۔ طوافِ قُدوم سے پہلے اِساءَت (بُرا) ہے؛ کہ خلافِ سنّت ہے مگر دَم واجب نہیں، اور طوافِ قُدوم کے بعد شامل کیا تو دم واجب ہے کہ عمرہ توڑ دے اور دَم دے اور عمرہ کی قضا کرے، اور عمرہ نہ توڑا جب بھی دَم دینا واجب ہے[۳]۔

(۸) عمرہ کے تمام افعال کر چکا تھا، صرف حَلق باقی تھا کہ دوسرے عمرہ کا اِحرام باندھا، تو دَم واجب ہے اور گنہگار ہوا[۴]۔

(۹) سعی (یعنی صفا و مروہ کے درمیان دَوڑنا) واجب ہے، حدیثِ پاک

---

(۱) "بہارِ شریعت" جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، بغیر احرام میقات سے گزرنا، حصّہ ۶، ۱/۱۱۹۱۔

(۲) ایضاً، ص۱۱۹۲۔

(۳) ایضاً قِران کا بیان، ص۱۱۵۴۔

(۴) ایضاً، جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، اِحرام ہوتے ہوئے دوسرا اِحرام باندھنا، ص۱۱۹۳۔

سے ثابت ہے کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر مُداوَمت (ہمیشگی) اختیار فرمائی ہے، اس کے ترک سے دم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے[1]۔

(۱۰) صفا و مَروہ کے درمیان سعی، حج و عمرہ دونوں میں لازم ہے[2]۔

(۱۱) عمرہ کی سعی میں اِحرام واجب ہے، یعنی اگر طواف کے بعد سر مونڈا لیا پھر سعی کی تو سعی ہوگئی، مگر چونکہ واجب ترک ہوا لہٰذا دَم واجب ہے[3]۔

(۱۲) سعی کی حالت میں فُضول و بے کار باتیں سخت نازیبا ہیں؛ کہ یہ تو ویسے بھی نہ چاہیے، نہ کہ اس وقت کہ عبادت میں مشغول ہو! واضح ہو کہ عمرہ صرف انہیں افعالِ طواف وسعی کا نام ہے[4]۔

(۱۳) معتمر یعنی نِرا عمرہ کرنے والا شروع طوافِ کعبہ معظّمہ سے، سنگِ اَسوَد شریف کا پہلا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دیں، اور طواف وسعی مذکور کے بعد حَلق کریں، یعنی سارا سر مونڈا دیں یا تقصیر یعنی بال کتروائیں، اور اِحرام سے باہر آئیں[5]۔

(۱۴) عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے، وہ صرف ایک پَورے برابر بال کتروا لیں، اور مَردوں کو اختیار ہے کہ حَلق کریں یا تقصیر، اور بہتر حَلق ہے؛ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حجۃ الوَداع میں حَلق کرایا[6]۔

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۲، البقرہ، زیرِ آیت: ۱۵۸، ص۵۲۔
(۲) ایضًا۔
(۳) "بہارِ شریعت" طواف وسعی صفاو مَروہ کا بیان (صفاو مَروہ کی سعی) حصّہ ۶، ۱/۱۱۰۹۔
(۴) ایضًا، ایک ضروری نصیحت، ص۱۱۱۱۔
(۵) ایضًا۔
(۶) ایضًا (سر منڈانا یا بال کتروانا)۔

(۱۵) عمرہ کا حَلق بھی حرم ہی میں ہونا ضرور ہے، اس کا حَلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دَم ہے، مگر اس میں وقت کی شرط نہیں [۱]۔

(۱۶) جس نے صرف عمرہ کیا ہے اس پر طوافِ رخصت واجب نہیں [۲]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! دنیا بھر سے لاکھوں زائرین اور عاشقانِ رسول، ہر سال حج وعمرہ کی غرض سے حرمین شریفین حاضر ہوتے، اور حج وعمرہ کا شرف پاتے ہیں، لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دینی مُعاملات میں ہماری عدم توجّہ اور عدم دلچسپی کے باعث، عازمینِ حج وعمرہ کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور دَورانِ حج وعمرہ انہیں بڑی دِقّت اور مشکل پیش آتی ہے، لہذا ہر وہ مسلمان جو حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ حج وعمرہ کے تمام اَحکام سے آگاہی حاصل کرے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حج وعمرہ کی سعادت عطا فرما، بارگاہِ اقدس ﷺ کی باادب حاضری نصیب فرما، تمام فرائض وواجبات کو بحُسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرما، ہر نیک کام میں اِخلاص کی دَولت عطا فرما، اور شہرت، ناموَری اور دِکھلاوے کے مرض سے نَجات عطا فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) ایضًا، جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، قربانی اور حَلق میں غلطی، صـ۱۱۷۹۔

(۲) ایضًا، طواف وسعی صفا ومَروہ کا بیان (طوافِ رخصت) حصّہ ۶، ۱/ ۱۱۵۱۔

دِین فروشی

(جمعۃ المبارک ۲۴شعبان المعظّم ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۳/۱۷ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

دِین فروشی کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! دنیاوی مفادات کی غرض سے اسلامی عقائداور دینی اَحکام کالحاظ وپاسداری کیے بغیر، دین کو پسِ پشت ڈالنا، شرعی اَحکام اور علمِ دین کو چُھپانا، اور بلاوجہِ شرعی حق بیان کرنے سے گریز کرنے کو دِین فروشی کہتے ہیں۔

دِین فروشی کی مختلف صورتیں

عزیزانِ محترم! موجودہ دَور میں ہمارے حکمرانوں، ججوں، صحافیوں اور بعض نام نہاد مولوی، ہوَسِ اقتدار، جاہ ومنصب اور معمولی مال ودَولت کی لالچ میں دِین فروشی میں ملوّث نظر آتے ہیں! مذہبی طبقہ اور علمائے دین کے مقام ومرتبہ کو نظرانداز کرنا، انہیں قید وبند میں رکھنا، ان پر ظلم وتشدُد کرنا، اُن کی کردارکشی کرنا، سُودی نظامِ

معیشت کی حمایت کرنا، اور ذرائع اِبلاغ میں فحاشی ، سیکولر نظامِ تعلیم (Secular Education System)، غیر اسلامی قوانین اور ناموسِ رسالت کے ایشو (Issue) پر مجرِمانہ خاموشی اختیار کرنا، اور شَعائرِ اسلام کی بے حُرمتی پر کوئی ایکشن (Action) نہ لینا، بلکہ انہیں کھلی چھوٹ دیے رکھنا، دین فروشی ہی کی مختلف صورتیں ہیں!۔

دِین فروشی کی مذمّت

حضراتِ گرامی قدر! قرآن وحدیث میں دین فروشی کی بڑی مذمّت بیان کی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾[1] "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی، تواُن کا سَودا نفع نہ لایا، اور وہ سَودے کی راہ جانتے ہی نہیں تھے!"۔

دنیاوی مفاد کی غرض سے اسلامی تعلیمات میں رَدّوبدل

عزیزانِ مَن! دنیاوی مال ودَولت یا غرض سے اسلامی تعلیمات میں تحریف انتہائی مذموم، اور آخرت میں خرابی کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ﴾[2] "تو خرابی ہے اُن کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں، پھر کہہ دیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے؛ تاکہ اس کے عِوض تھوڑے دام حاصل کریں، تو خرابی ہے اُن کے لیے اُن کے ہاتھوں کے لکھے سے، اور خرابی ہے اُن کے لیے اس کمائی سے!"۔

---

(۱) پ۱، البقرة: ۱٦.
(۲) پ۱، البقرة: ۷۹.

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "جب سیّد انبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینہ طیّبہ تشریف فرما ہوئے، تو علمائے توریت اور رُوسائے یہود کو قوی اندیشہ ہوا کہ ان کی روزی روٹی بند ہو جائے گی، اور اُن کی سرداری مٹ جائے گی؛ کیونکہ توریت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حُلیہ اور اَوصاف مذکور ہیں، جب لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس کے مُطابق پائیں گے تو فوراً ایمان لے آئیں گے، اور اپنے علماء ورُؤساء کو چھوڑ دیں گے، اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف وتغییر کر ڈالی، اور حلیہ شریف بدل دیا، مثلاً توریت میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اَوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ خوبرُو ہیں، بال خوبصورت، آنکھیں سُرمگیں، قد میانہ ہے، اس کو مٹا کر انہوں نے یہ بنایا کہ وہ بہت دراز قد ہیں، آنکھیں کنجی نیلی، بال اُلجھے ہیں، یہی (خود ساختہ حُلیہ) عوام کو سناتے، یہی کتابِ الٰہی کا مضمون بتاتے، اور سمجھتے کہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس کے خلاف پائیں گے تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائیں گے، ہمارے گرویدہ رہیں گے، اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا"[1]۔

علمِ دین یا حق بات کو چُھپانا بھی دِین فروشی ہے

حضراتِ ذی وقار! علمائے دِین پر واجب ہے کہ اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں، حق ظاہر کریں، اور کسی دُنیاوی لالچ یا غرضِ فاسد کے سبب حق بات نہ چُھپائیں؛ کہ ایسا کرنا بھی دین فروشی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ﴾[2] "اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا اُن

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱، البقرہ، زیرِ آیت: ۷۹، صـ۲۸،۲۷۔
(۲) پ٤، آل عمران: ١٨٧.

سے جنہیں کتاب عطا ہوئی، کہ تم ضرور اُسے لوگوں سے بیان کر دینا، اور نہ چھپانا، تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا، اور اُس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے، تو کتنی بُری خریداری ہے!"۔

بلاوجہِ شرعی علم چھپانے کی سزا

میرے محترم بھائیو! اسلامی تعلیمات واَحکام کو چُھپانا سخت گناہ ہے، لہٰذا جو شخص دین کا عالم ہے، جب اس سے کوئی دینی بات پوچھی جائے تو وہ صحیح مسئلہ کی طرف لوگوں کی ضرور رَہنمائی کرے، اگر اس نے بلاوجہِ شرعی لوگوں سے اپنا علم چُھپایا تو بروزِ قیامت اُسے آگ کی لگامیں ڈالی جائیں گی، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهُ فكَتَمَهُ، أُلجِمَ يَومَ القِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِن نَارٍ»[1] "جس سے علم دین کی کوئی بات پوچھی گئی، اور اس نے جاننے کے باوُجود اُسے چُھپایا، تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی"۔ لہٰذا جسے صحیح طَور پر جتنا علم حاصل ہو، وہ اُسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرے، اور بلاوجہِ شرعی اپنا علم چُھپاکر اس وعید کا مستحق نہ بنے۔

حق بات چُھپانے اور دِین فروشی کرنے والوں کا انجام

جانِ برادر! حق بات چُھپانا اور دین فروشی، اللہ ربّ العالمین کو سخت ناپسند ہے، قیامت کے دن اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ایسوں سے کلام نہیں فرمائے گا، بلکہ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ

(۱) "سنن ابن ماجه" باب مَن سُئل عن علم فكتمه، ر: ٢٦٦، ١/ ٩٨.

﴿يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾[1] "وہ جو چُھپاتے ہیں اللہ کی اُتاری کتاب، اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لیتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں، اور اللہ قیامت کے دن اُن سے بات نہ کرے گا، اور نہ انہیں ستھرا کرے، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی، اور بخشش کے بدلے عذاب، تو کس درجہ انہیں آگ کی سَہار (سہنے کا حَوصلہ) ہے!"۔

جھوٹی قسمیں کھانا اور غلط فتوے دینا

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! دُنیاوی مال ودَولت کی لالچ میں اہلِ علم ودانش کا اَحکامِ الٰہی کو بدلنا، کفّار ومشرکین کی خوشنودی اور اسلام مخالف ایجنڈے (Agenda) کی تکمیل کے لیے غلط فتوے جاری کرنا، اور اپنی پُرفریب باتوں پر یقین دلانے کے لیے جُھوٹی قسمیں کھانا بھی دِین فروشی ہے، اَیسوں کے لیے آخرت میں دردناک عذاب کے سِوا کوئی حصہ نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[2] "جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں، آخرت میں ان کا کچھ حصّہ نہیں، اور اللہ اُن سے بات نہ کرے، اور نہ اُن کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن، اور نہ انہیں پاک کرے، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے!"۔

(۱) پ۲، البقرة: ۱۷٤، ۱۷٥.
(۲) پ۳، آل عمران: ۷۷.

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾[1] "یقیناً ہم نے توریت اُتاری، اس میں ہدایت اور نُور ہے، اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی، اور عالم، اور فقیہ، کہ اُن سے کتابُ اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی (کہ اپنے سینوں میں اس کو محفوظ رکھیں) اور وہ اِس پر گواہ تھے، تو لوگوں سے خَوف نہ کرو، اور مجھ سے ڈرو، اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو، اور جو اللہ کے اُتارے پر حکم (فیصلہ) نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اَحکامِ اِلٰہیّہ کی تبدیل (یعنی دِین فروشی) بہر صورت ممنوع ہے، چاہے لوگوں کے خَوف اور ناراضی کے اندیشہ سے ہو، یا مال وجاہ ورشوت کی طمع (لالچ) سے ہو"[2]۔

میرے محترم بھائیو! دنیا کے معمولی سے نفع کی خاطر، ایمان وقرآن کو چھوڑنا اور دینی فروشی پر آمادہ ہوجانا، لوگوں کو دینِ الٰہی سے بدظن کرنے اور انہیں روکنے کے مترادِف ہے، ایسا کرنا نہایت مذموم عمل ہے، اس سے منع کرتے ہوئے اللہ ربّ العالمین نے اِرشاد فرمایا: ﴿اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ

(۱) پ٦، المائدة: ٤٤.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ٦، المائدہ، زیرِ آیت: ۴۴، صـ۲۲۲۔

﴿اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[1] "اللہ کی آیتوں کے تھوڑے دام مول لیے، تو اُس کی راہ سے روکا، یقیناً وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں!"۔

دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا بھی دِین فروشی ہے

حضراتِ محترم! جو لوگ مال وزَر کی لالچ میں دِین فروشی کر رہے ہیں، اور دنیا کے قلیل وفنا ہونے والے نفع کو، اُخروی فوائد اور ہمیشہ رہنے والے نفع پر ترجیح دے رہیں، انہیں چاہیے کہ ہوش کے ناخن لیں، خوابِ غفلت سے جاگیں، شیطان کے بہکاوے اور فریب سے باہر نکلیں، دنیا پر آخرت کو ترجیح دیں، اور رحمتِ الٰہی پر بھروسا رکھیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[2] "اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو! یقیناً وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو!"۔

دِین فروشی... دنیا وآخرت میں بربادی اور خسارے کا باعث

عزیزانِ مَن! دِین فروشی دنیا وآخرت میں بربادی اور خسارے کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾[3] "کچھ لوگ اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں (یعنی شک وتردُد میں رہتے ہیں) پھر اگر انہیں کوئی بھلائی مل گئی جب تو چین سے ہیں، اور جب کوئی آزمائش آپڑی تو منہ کے بَل پلٹ گئے، دنیا وآخرت دونوں کا گھاٹا یہی ہے"۔

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ۹.
(۲) پ۱٤، النحل: ۹۵.
(۳) پ۱۷، الحجّ: ۱۱.

مَوجودہ دَور میں لبرل اِزم اور سیکولر اِزم (Liberalism and Secularism) کا حامی حکمران طبقہ، بیوروکریٹس (Bureaucrats)، سیاستدان، جج صاحبان، وُکلاء برادری، صحافی حضرات، دُنیادار علماء، اور بزرگوں کے مزارات کو کمائی کا اَڈّا بنانے والے جعلی اور فاسق پیروں فقیروں کی، ایک اچھی خاصی تعداد دِین فروشی میں ملوّث ہے، وطنِ عزیز میں ٹرانس جینڈر ایکٹ (Transgenders Act) کے نام پر ہونے والی قانون سازی، سُودی نظام معیشت، اور توہینِ رسالت جیسے حسّاس مسئلہ پر قومی اسمبلی (National Assembly) میں مجرِمانہ خاموشی، ٹی وی چینلز (TV Channels) پر کفر واِلحاد کا پرچار، اور شَعائرِ اسلام کی توہین پر بعض مذہبی حلقوں، تبلیغی جماعتوں، اور پیر خانوں کا اظہارِ لاتعلقی اور نام نہاد مصلحت پسندی، دِین فروش طبقے کی، اسلام مخالف مُوشگافیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں! ایسوں کو چاہیے کہ اپنے کردار اور پالیسیوں (Policies) پر نظرِ ثانی کریں، مسلمانوں کے باہم اتحاد ویگانگت میں رَخنے کا باعث نہ بنیں! اور عالَمِ اسلام کو در پیش بینَ الاَقوامی مسائل (International Issues) پر مشترکہ مَوقف اختیار کریں!۔

دینی عمل کے ذریعے دنیاطلبی کاانجام

حضراتِ گرامی قدر! کسی سچے اور نیک دینی عمل کے ذریعے، دنیاطلبی بھی انتہائی مذموم اور دِین فروشی کے مترادِف ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا

عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: "جَرِيءٌ" فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: "عَالِمٌ" وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: "هُوَ قَارِئٌ" فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: "هُوَ جَوَادٌ" فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ»[١].

"قیامت کے دن سب سے پہلے (۱) ایک شہید کا فیصلہ ہو گا، جب اسے لایا جائے گا تو اللہ جَلَّ جَلالُہٗ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ تُو جھوٹا ہے! تُو نے جہاد اس لیے کیا تھا کہ "تجھے بہادُر کہا جائے" اور وہ تجھے کہہ لیا گیا! پھر اسے جہنم میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا، اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإمارة، ر: ٤٩٢٣، صـ٨٥٢، ٨٥٣.

میں پھینک دیا جائے گا۔ (۲) پھر ایک شخص کو لایا جائے گا جس نے علم سیکھا سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو اللہ تعالی اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا سکھایا اور تیرے لیے قرآنِ کریم پڑھا، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرمائے گا کہ تُو جھوٹا ہے! تو نے علم اس لیے سیکھا کہ "تجھے عالم کہا جائے" اور قرآنِ کریم اس لیے پڑھا کہ "تجھے قاری کہا جائے" اور وہ تجھے کہہ لیا گیا! پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہو گا، اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا!۔ (۳) پھر ایک مالدار شخص لایا جائے گا، جسے اللہ تعالی نے کثرت سے مال عطا فرمایا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی، وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے ہر اُس راستہ میں خرچ کیا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے! تُو نے ایسا اس لیے کیا کہ "تجھے سخی کہا جائے" اور وہ کہہ لیا گیا! پھر اس کے بارے میں جہنّم کا حکم ہو گا، لہذا اُسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا"۔

حضرت سیّدنا جارُود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ طَلَبَ الدُّنيَا بِعَمَلِ الآخِرَةِ، طُمِسَ وَجهُهُ، ومُحِقَ ذِكرُهُ، وَأُثبِتَ اسمُهُ فِي النَّارِ»[1] "جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے، اس کا چہرہ مسخ

---

(۱) "المعجم الكبير" باب الجيم، الجارُود بن عَمرو، ر: ۲۱۲۸، ۲/ ۲٦٨.

کر دیا جائے، اس کا ذکر مٹا دیا جائے، اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے"۔ لہذا اپنے نیک اَعمال کو اِخلاص کے زیور سے مزیّن کیجیے، ہمیشہ اللہ تعالی اور رسولِ اکرم ﷺ کی رِضا و خوشنودی کو پیشِ نظر رکھیے، اور شہرت، دِکھاوا، اور دنیا طلبی سے بچیے!۔

اِجماعِ اُمّت سے اِنحراف

حضراتِ ذی وقار! ضروریاتِ دِین اور اِجماعِ اُمّت سے اِنحراف، اور اس کا اِنکار بھی اِلحاد (Atheism) اور دِین فروشی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾(۱) "اور جو رسول کا خلاف کرے، بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا، اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے، ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے، اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے، اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی!"۔

موجودہ دَور میں بعض نام نہاد مذہبی اِسکالرز، اِجماعِ اُمّت سے اِنحراف واِنکار کرکے نہ صرف خود گمراہ ہو رہے ہیں، بلکہ اُمّتِ مسلمہ میں اختلاف کا بیج بو کر انہیں گروہ بندی کا شکار کر رہے ہیں، لہذا مسٹر غامدی کو چاہیے کہ اپنے گمراہ کُن عقائد ونظریات سے توبہ کریں، اُمّتِ مسلمہ کو ضلالت وگمراہی کے راستے پر ڈالنے سے گریز کریں، نیز اُمتِ مسلمہ کو مزید پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوشش نہ فرمائیں!۔

پُرفتن دَور میں دِین فروشی کا عام ہونا

جانِ برادر! آج ہم جس دَور سے گزر رہے ہیں، یہ قُربِ قیامت اور فتنوں کا زمانہ ہے، اس دَور میں معمولی مال ودَولت کے عِوض دِین فروشی اور اپنے ایمان کا سَودا،

(۱) پ۵، النساء: ۱۱۵.

ایک عام اور معمولی بات بن چکی ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِناً وَيُمْسِي كَافِراً، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِناً وَيُصْبِحُ كَافِراً، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا»[1] "نیک اعمال میں سبقت کرو ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے، جو اندھیری رات کی تاریکیوں کی طرح ہوں گے، آدمی صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، اور شام کو مومن ہو گا تو صبح کا فر ہو جائے گا، اور دنیا کے چند ٹکوں کے عِوض اپنے دین کو بیچتا پھرے گا"۔

میرے محترم بھائیو! یقیناً کسی بھی شخص کے لیے اپنے ایمان کا سَودا کرنا آسان نہیں ہوتا، لیکن جب انسان کا ضمیر مُردہ ہو جائے، اسے حق وباطل میں تمیز نہ رہے، اور اس کی آنکھیں مال ودَولت کی چکا چَوند سے خِیرہ ہو جائیں، تو پھر اپنے دین کو بیچنا ایک معمولی سی بات لگتی ہے، یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم این جی اوز (NGOs) اور اِستعماری قوّتوں نے مغربی ممالک (Western countries) کی شہریت (Nationality) نوکری اور پُرکشش تنخواہ کا لالچ دے کر، لاکھوں مسلمانوں کو دین فروشی پر آمادہ کیا، اور انہیں اپنے مذہب وقوم کا غدّار بنایا۔

لہذا میرے پیارے بھائیو! اپنے ایمان کی حفاظت کیجیے، اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کیجیے، علمائے صالحین اہلِ سنّت وجماعت سے رَہنمائی حاصل کیجیے، بدمذہب اور دِین بیزار لوگوں سے کُوسوں دُور بھاگیں، اور دُنیاوی مال ومتاع کے بدلے اپنے مذہب، قوم اور وطن کا سَودا ہرگز مت کیجیے!۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٣١٣، صـ٦٣.

دِین فروش علمائے سُوء کا مذموم کردار

برادرانِ اسلام! دِین فروش علمائے سُوء اور غدّاروں کا مذموم کردار، دُنیاوی مال ومتاع کی حرص، گمراہی، اور محراب ومنبر پر نااہل لوگوں کا قبضہ بھی دِین فروشی ہے، کفّار ومشرکین نے شباب وشراب، دنیاوی آسائش وآرام، اور بے تحاشا مال ودَولت خرچ کر کے، مسلمانوں میں ایسے دِین فروش گمراہ مولوی اور غدّارِ دِین ووطن پیدا کر رکھے ہیں، جو اسلام کا نام لے کر اسلام ہی کو نقصان پہنچاتے ہیں، مسلمانوں کی صفوں میں باہم اِفتراق واِنتشار اور عدم رَواداری کو فروغ دیتے ہیں، بحیثیت قوم، اُمّت کے اِتفاق واِتحاد کو پارہ پارہ کرتے ہیں، اور کفّار ومشرکین کی خوشنودی کے لیے حلال کو حرام، اور حرام کو حلال ٹھہراتے ہیں!۔

یاد رکھیے! اللہ تعالی بطور سزا اَیسوں کے کفر میں اِضافہ فرماتا ہے، اور انہیں راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق نہیں دیتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾(۱) "ان کا (حُرمت والے) مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اَور کفر میں بڑھنا، اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں، ایک برس اُسے حلال ٹھہراتے ہیں، اور دوسرے برس اُسے حرام مانتے ہیں؛ کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی، اور اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال کرلیں، ان کے بُرے کام اُن کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں، اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا!"۔

(۱) پ۱۰، التوبۃ: ۳۷.

حضرت سیّدنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ چل رہا تھا، میں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: «لَغَيرُ الدَجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَى أُمَّتِي» "مجھے اپنی اُمّت کے لیے دَجّال سے بھی زیادہ خدشہ (ایک اَور چیز کا) ہے" نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بات کو تین ٣ بار دُہرایا، میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم! وہ کیا چیز ہے جس کا آپ دَجّال کے سِوا اپنی اُمّت پر خوف کرتے ہیں؟ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَئِمَّةً مُضِلِّينَ!»[1] "گمراہ کرنے والے پیشوا(Misleading Leaders)"۔

علمائے حق کی ذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! علمائے دِین کا فرضِ منصبی ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کی دعوت دیں، بُرائی سے منع کریں، انہیں حق وباطل کی پہچان کرائیں، اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی صراطِ مستقیم کی طرف رَہنمائی کریں، اگر کوئی عالم، خطیب، مقرّر، یا امام مسجد اپنے فریضہ کو فراموش کر بیٹھے، یا اس کی ادائیگی میں کوتاہی برتے، تو پیار محبت اور مدلّل انداز سے اس کی اِصلاح کریں؛ کہ اس کی غفلت وکوتاہی اور اِتّباعِ نفس، دینِ اسلام کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے۔

حضرت زیاد بن حُدیر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے پُوچھا: «هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ؟» "کیا تم جانتے ہو کہ اسلام کو ڈھانے والی چیز کیا ہے؟" میں نے عرض کی: نہیں معلوم، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(١) "مُسند الإمام أحمد" حديث أبي ذر الغِفاري، ر: ٢١٢٩٦، ٣٥/ ٢٢٢.

نے فرمایا: «يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ!»(۱) "عالِم کا پھسلنا اسلام کو ڈھا دیتا ہے"۔ لہذا علماء وامام صاحبان کو چاہیے کہ اپنے فرائض سے غفلت کسی صورت نہ برتیں، اور خواہشاتِ نفس کی پیروی ہرگز نہ کریں؛ کہ آپ کی معمولی سے لغزش، دیگر مسلمانوں کی گمراہی کا سبب بن سکتی ہے!!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں دینِ اسلام پر حقیقی معنی میں عمل کی توفیق عطا فرما، مال ودَولت کی طمع ولالچ سے بچا، دنیا کی چکا چَوند سے محفوظ فرما، دِین فروشی اور مذہب، قوم اور وطن سے غدّاری جیسے گناہوں سے بچا کر، اچھا اور نیک مسلمان بنا، ہمیں دین فروشوں اور مُردہ ضمیر لوگوں کی صحبت سے کُوسوں دُور رکھ، اور خواہشاتِ نفس کی پیروی سے اجتناب کی توفیق مَرحمت فرما! آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) "سنن الدارمي" باب في كراهية أخذ الرأي، ر: ۲۲۰، ۱/ ۲۹۵.

ایمان کسے کہتے ہیں؟

(جمعۃ المبارک ۲رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۳/۲۴ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

ایمان کا معنی ومفہوم

برادرانِ اسلام! اِیمان عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا لُغوی معنی "تصدیق کرنا" ہے، جبکہ اِصطلاحِ شریعت میں اِیمان سے مراد، سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرنا ہے جو ضروریاتِ دین سے ہیں۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی ایمان کی تعریف اور اس کے شرعی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایمان اسے کہتے ہیں کہ (بندۂ مؤمن) سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین ہیں، اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو بھی کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں، جیسے اللہ تعالی کی وَحدانیت، انبیاء کی نبوّت، جنّت ودوزخ، حشر ونشر وغیرہا"[1]۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" ایمان وکفر کا بیان، حصّہ اوّل، ۱/۱۷۲۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ایمان باللہ میں جملہ ضروریاتِ دین پر ایمان داخل ہے، کہ ان میں سے کسی بات کی تکذیب (جھوٹا کہنا) رب کی تکذیب ہے، اور رَب کی تکذیب رب کے ساتھ کفر ہے"[1]۔

اِیمان کیا ہے؟

عزیزانِ محترم! ایمان کسے کہتے ہیں؟ اس بارے میں حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرتِ سیّدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ اِیمان کیا ہے؟ تو نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ»[2] "اِیمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی تمام کتابوں پر، روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے پر، اور اُس کے تمام رسولوں پر یقین رکھو، اور اس بات پر بھی یقین رکھو کہ مرنے کے بعد دوبارہ قیامت کے دِن زندہ کیے جاؤ گے"۔ ایک اَور روایت میں تقدیر کی اچھائی اور بُرائی پر یقین رکھنا بھی شاملِ اِیمان کیا گیا ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ»[3] "اور یہ کہ تم ہر تقدیر پر ایمان رکھو"۔

اِیمان کی حقیقت

حضراتِ گرامی قدر! ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ بندۂ مؤمن اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کرے، اور اسے اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار کرے، فرائض وواجبات

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب السیر"، ۲۱۱/۱۱۔
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ۹۷، صـ۲۵.
(۳) المرجع نفسه، الإسلام ماهر وبيان خصاله، ر: ۹۹، صـ۲۶.

کی پابندی کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کی کثرت کرے، اور خواہشاتِ نفس پر قابُو رکھے۔ حضرت سیّدنا زُبید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا حارِث بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پُوچھا: «كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَ بْنَ مَالِكٍ؟» "اے حارِث! (سناؤ) تم نے صبح کس حال میں کی؟" انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میں نے ایمان کی حقیقت پاتے ہوئے صبح کی، حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «إِنَّ لِكُلِّ قَوْلٍ حَقِيقَةً، فَمَا حَقِيقَةُ ذَلِكَ؟» "یقیناً ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، بتاؤ تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟" حضرت حارِث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا کی محبت سے جدا کر لیا ہے، اور راتوں کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں، اور دن میں (روزے کے سبب) پیاسا رہتا ہوں، (اور میری کیفیت کا عالَم یہ ہے کہ) گویا میں اپنے رب کے عرش کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں، جو حساب کے دن ظاہر کر دیا جائے گا، اور جیسے جنّتی جنّت میں ایک دوسرے کی زیارت کر رہے ہیں، اور دوزخیوں کی چیخ وپکار سنتا ہوں۔ حضور رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے (ان کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: «عَبْدٌ نُورُ الْإِيمَانِ فِي قَلْبِهِ، إِنْ عَرَفْتَ فَالْزِمْ!»[1] "یہ وہ شخص ہے جس کا دل نُورِ ایمان سے بھرا ہوا ہے (پھر حضرت سیّدنا حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:) اگر تم نے اس (کیفیت) کو پا لیا ہے تو اَب اس کو لازم پکڑ لو!"۔

اِیمان کی ضرورت واہمیت

عزیزانِ مَن! ایک مسلمان کے لیے سب سے قیمتی چیز اس کا اِیمان ہے، بندۂ مؤمن اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے، مگر اپنے اِیمان کا سَودا ہرگز نہیں کر سکتا؛ کیونکہ یہ

(۱) "مُصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الإيمان والرؤيا، ر: ٣٠٤٢٥، ٦/ ١٧٠.

اُسے ہر چیز سے پیارا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾[1] "اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا، اور کفر، حکم عَدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی، ایسے ہی لوگ راہِ راست پر ہیں"۔

اِیمان کی صفات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بنیادی طَور پر اِیمان کی دو ۲ صفات ہیں: (۱) ایمان مجمَل (۲) ایمانِ مُفصَّل۔ اللہ تعالی کی ذات وصفات اور اس کے تمام اَحکام کو اِجمالی طور پر دل وجان سے تسلیم کرنے کو ایمانِ مجمل کہتے ہیں، جبکہ قرآن وحدیث کی رَوشنی میں ثابت شدہ تمام بنیادی عقائد پر ایمان لانے کا نام اِیمانِ مُفصَّل ہے۔

اِیمان کے سات اَرکان

حضراتِ ذی وقار! عقائد کے لحاظ سے اِیمان کے سات ۷ اَرکان ہیں:

(۱) اللہ تعالی پر ایمان، (۲) فرشتوں پر ایمان، (۳) تمام آسمانی کتابوں پر ایمان، (۴) روزِ آخرت بارگاہِ الٰہی میں حاضری پر اِیمان، (۵) تمام انبیاء ورُسُل پر ایمان، (۶) قیامت قائم ہونے پر ایمان، (۷) اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان[2]۔

(۱) اللہ تعالی پر ایمان

جانِ برادر! اللہ تعالی پر ایمان، اِیمان کا سب سے پہلا رُکن ہے، جب تک بندہ دل وجان سے اللہ تعالی کی وَحدانیت پر ایمان بالغیب نہیں لاتا، تب تک

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۷.

(۲) انظر: "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ۹۷، صـ۲۵.

اس کا کوئی بھی نیک عمل قابلِ قبول نہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ ﴾[1] "اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو"۔ یعنی اے زبانی ایمان لانے والو! دل سے ایمان لاؤ، اور اے دل سے ایمان لانے والو! ہمیشہ اس پر قائم رہو! یہ سچے مؤمن کی علامت ہے کہ وہ اپنے رب تعالی کو دیکھے بغیر اس پر ایمان لاتا ہے!۔

(۲) فرشتوں پر ایمان

میرے محترم بھائیو! فرشتوں پر ایمان لانا، اِیمان کا دوسرا رُکن ہے، فرشتے اللہ تعالی کی نورانی مخلوق ہیں، اور یہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴾[2] "فرشتے وہی کرتے ہیں جو اِنہیں حکم ہوتا ہے"۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی فرشتوں سے متعلق فرماتے ہیں کہ "فرشتوں کے جسم نورانی ہیں، اللہ تعالی نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، کبھی کسی اَور شکل میں۔ اللہ تعالی کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سَہواً۔ وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں، اور ہر قسم کے صغائر وکبائر سے پاک وصاف ہیں، مختلف قسم کی خدمات واُمور اِن کے سپُرد ہیں * بعض کے ذِمّے پانی برسانا * بعض کے ذمّے ہوا چلانا * بعض کے ذمّے روزی پہنچانا * کسی کے ذمّے ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت بنانا * کسی کے ذمّے دشمنوں سے انسانوں کی حفاظت کرنا * کسی کے ذمّے نامۂ اعمال لکھنا * کسی کے

---

(۱) پ٥، النِّسَاء: ١٣٦.

(۲) پ١٤، النَّحل: ٥٠.

ذمّے مسلمانوں کا درود وسلام نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچانا * اور کسی کے ذمّے عذاب دینا وغیرہ وغیرہ کام سپُرد ہیں۔ فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت، ان میں سے چار ۴ فرشتے بہت مشہور اور فضیلت والے ہیں: (۱) حضرت جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام، ان کے ذمّے انبیائے کِرام علیہم الصلوۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں وحی لانا تھا۔ (۲) حضرت میکائیل علیہ الصلوۃ والسلام پانی برسانے اور خدا کی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرّر ہیں۔ (۳) حضرت اِسرافیل علیہ الصلوۃ والسلام کے ذمّے صُور پھُونکنا ہے۔ (۴) اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کے ذمّے مخلوق کی رُوح قبض کرنا ہے۔ کسی بھی فرشتے کی اَدنٰی سی گستاخی کفر ہے۔ فرشتوں کے وُجود کا اِنکار، یا یہ کہنا کہ فرشتے نیکی کی قوّت کے سِوا کچھ نہیں، یہ باتیں دائرۂ اسلام سے خارج کرنے والی ہیں"[1]۔

(۳) تمام آسمانی کتابوں پر ایمان

برادرانِ اسلام! تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اِیمان کا تیسرا رُکن ہے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ "اللہ تعالی نے بہت سے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے اُتارے، اُن میں سے چار ۴ کتابیں بہت مشہور ہیں: (۱) تَورات حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئی، (۲) زَبور حضرت سیّدنا داؤد علیہ الصلوۃ والسلام پر، (۳) اِنجیل حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر (۴) اور قرآنِ عظیم جو سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہوا۔ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں، اور سب کلامُ اللہ ہیں، ان

(۱) "بہارِ شریعت" ملائکہ کا بیان، حصہ اوّل، ۱/۹۰ - ۹۵، ملخصًا۔

میں جو کچھ اِرشاد ہوا سب پر ہمارا ایمان ہے، مگر اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالی نے اُمّت کے سپُرد کی تھی، اُن سے اُس کی حفاظت نہ ہو سکی، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شرّیروں نے اُن میں تحریفیں کر دیں، اور اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا، لہٰذا جو کوئی بات اُن کتابوں کی، قرآنِ مجید کے مطابق ہو گی ہم اس کی تصدیق کریں گے، اور اگر کوئی بات اُن کتابوں کی قرآنِ مجید کے مخالف ہو گی، تو یقین کرلیں گے کہ یہ اُن شرّیروں کی تحریفات ہے۔

دینِ اسلام ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرآنِ کریم کی حفاظت خود اللہ ربُّ العالمین نے اپنے ذِمّے رکھی، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾[1] "یقیناً ہم نے ہی یہ قرآن اُتارا، اور یقیناً ہم خود ہی اس کے نگہبان ہیں"۔ لہٰذا قرآنِ مجید میں کسی حرف یا نقطے کی کمی بیشی ناممکن ہے، اگرچہ ساری دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے، تب بھی اس میں ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ جو اس کی کمی بیشی کا عقیدہ رکھے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے؛ کیونکہ اس نے قرآن کا انکار کیا۔ اگلی کتابیں صرف انبیائے کِرام علیہم الصلوۃ والسلام کو ہی زبانی یاد ہوا کرتی تھیں، لیکن قرآنِ عظیم کا یہ معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اسے یاد کرلیتا ہے[2]۔

(۴) روزِ آخرت بارگاہِ الٰہی میں حاضری پر اِیمان

عزیزانِ محترم! آخرت کے دن بارگاہِ الٰہی میں حاضری پر اِیمان لانا، اِیمان کا چوتھا رُکن ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا

(۱) پ ۱٤، الحجر: ۹.

(۲) "بہارِ شریعت" عقائد متعلقۂ نبوّت، حصّہ اوّل، ۲۹/۱ تا ۳۲، ملخصًا۔

لَا تُرْجَعُوْنَ﴾[1] "کیا تم اس خیال میں ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے؟ اور تمہیں ہمارے پاس لَوٹ کر نہیں آنا!"۔ لہذا ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری، حساب اور اپنی آخرت کی بہتری کے لیے کوشاں رہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾[2] "قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازُو قائم کریں گے، تو کسی جان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو تو اسے بھی ہم لے آئیں گے، اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی ہیں!"۔

(۵) تمام انبیاء ورُسُل پر ایمان

حضراتِ گرامی قدر! تمام انبیاء ورُسل پر ایمان لانا، اِیمان کا پانچواں رکن ہے، کسی ایک نبی یا رسول کی نبوّت کا انکار بھی کفر اور دائرۂ اسلام سے خُروج کا باعث ہے، تمام نبیوں رسولوں پر ایمان لانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾[3] "وہ لوگ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے، اور ان میں سے کسی پر ایمان لانے میں فرق نہ کیا، انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے!"۔

اللہ تعالی کے تمام انبیاء ورُسل پر ایمان لانا کامل مؤمن کی نشانی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ

---

(۱) پ۱۸، المؤمنون: ۱۱۵.
(۲) پ۱۷، الأنبياء: ٤٧.
(۳) پ٦، النِّسَاء: ۱٥۲.

رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ ﴾[1] "وہ لوگ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی کامل سچے ہیں، اور یہ لوگ اپنے رب کے ہاں دوسروں پر گواہ ہیں، ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نُور ہے"۔ لہٰذا جو کسی نبی سے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ انہوں نے اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے اَحکام چُھپائے، یا نہیں پہنچائے، یا تقیہ یعنی کسی خَوف کی وجہ سے، یا اَور کسی وجہ سے نہ پہنچائے، ایسا عقیدہ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے[2]۔

(٦) قیامت قائم ہونے پر ایمان

حضراتِ محترم! قیامت قائم ہونے پر ایمان لانا، اِیمان کا چھٹا رُکن ہے، یہ دنیا اور اس کا تمام آسائش وآرام عارضی اور فانی ہے، اس کے بعد موت اور قبر کی زندگی ہے، پھر قیامت قائم ہوگی، اور ہر شخص سے اس کے اچھے بُرے اعمال کا حساب لیا جائے گا، اور انہیں اس کا پورا پورا صِلہ دیا جائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۞ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴾[3] "صُور پھونکا جائے گا، تو جتنے آسمانوں اور جتنے زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے، سوائے اُس کے جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا، جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے، اور زمین اپنے رب

---

(١) پ٢٧، الحديد: ١٩.

(٢) "بہارِ شریعت" عقائد متعلقۂ نبوّت، حصّہ اوّل، ۱/۴۰، ملخصًا۔

(٣) پ٢٤، الزُمر: ٦٨-٧٠.

کے نُور سے جگمگا اٹھے گی، اور کتاب رکھی جائے گی، انبیاء اور گواہ لائے جائیں گے، لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا، اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا بھرپور صلہ دیا جائے گا، اور اُسے خُوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے!"۔

(۷) اچھی بُری تقدیر پر ایمان

حضراتِ ذی وقار! ایمان کا ساتواں رُکن اچھی بُری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ ہر مؤمن پر لازم ہے کہ اس بات پر ایمان رکھے، کہ اچھی بُری تقدیر اللہ تعالی کی طرف سے ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ﴾[1] "ہم نے ہر چیز ایک حساب سے (مقرّر کرکے) پیدا فرمائی ہے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ﴾[2] "ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے" یعنی ہر چیز ہر ایک کی تقدیر کے مطابق لَوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے، رب تعالی کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ نہیں؛ کیونکہ بھول ایک عیب ہے، اور اللہ تعالی ہر عیب سے پاک ہے، اور سب چیزیں اللہ تعالی کے ہاں اس لیے تحریر فرمائی گئی ہیں، کہ اللہ تعالی کے خاص مقرّبین انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور فرشتوں وغیرہ کو اس تحریر سے اِطلاع ہو جائے۔

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ،

---

(۱) پ ۲۷، القمر: ٤٩.

(۲) پ ۲۷، القمر: ٥٣.

حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ»[1]

"جب تک بندہ اچھی اور بُری تقدیر سب اللہ تعالی کی طرف سے ہونے پر ایمان نہ لائے، مؤمن نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ اس امر کا یقین ہونا چاہیے کہ دنیا وآخرت میں جو کچھ ملا یا ملے گا، یا جو کچھ نہیں مل سکا، سب اللہ تعالی کے لکھے سے ہے"۔

حضرت ابنِ دَیلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت سیّدنا اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ میرے دل میں تقدیر سے متعلق کچھ شُبہ پیدا ہوگیا ہے، آپ مجھے کچھ ارشاد فرمائیے! شاید اللہ تعالی میرے دل سے اس شبہ کو دُور فرمادے! حضرت سیّدنا ابَی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «لَوْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ، عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْراً لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى، مَا قَبِلَهُ اللهُ تَعَالَى مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ»[2] "اگر اللہ تعالی تمام آسمان وزمین والوں کو عذاب دے، تب بھی یہ اُن پر ظلم نہیں ہوگا؛ (کیونکہ سب اُسی کی مخلوق ہیں، اور خالق اپنی مخلوق سے جیسا چاہے سُلوک کرے، اس میں کوئی حَرَج نہیں) اور اگر اللہ تعالی ان پر رحم فرمائے تو یہ اُن کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہے۔ اگر تم اُحُد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کرو، تب بھی وہ اُسے قبول نہیں فرمائے گا، جب تک تم تقدیر پر

(۱) "سنن الترمذي" أبواب القدر، ر: ٢١٤٤، صـ٤٩٣.

(١) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب في القدَر، ر: ٤٦٩٩، صـ٦٦٤.

ایمان نہ لاؤ، اور یہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں ملا وہ ملنا ہی تھا، اور جو نہیں ملا وہ مقدّر میں تھا ہی نہیں، اور اگر تم اس کے سِوا کسی اَور عقیدے پر مرے تو جہنّم میں جاؤ گے!"۔

لہذا میرے بھائیو! اپنے تمام عقائد ونظریات کو دُرست رکھیں، اس سلسلے میں مزید رَہنمائی کے لیے صحیح العقیدہ سنّی علمائے دِین سے رُجوع کریں، انٹرنیٹ (Internet) پر موجود مُلحدانہ مَواد (Atheist Content) اور کتابیں پڑھنے سے گریز کریں، اور کسی شیطان اور شیطانی بہکاوے میں ہرگز نہ آئیں!۔

اِیمان کی حلاوَت اور چاشنی

عزیزانِ مَن! کلمہ پڑھنے سے انسان اگرچہ مسلمان تو ہو جاتا ہے، لیکن اِیمان کی حقیقی حلاوَت وچاشنی پانے کے لیے ضروری ہے، کہ انسان اللہ تعالی اور رسولِ اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ چاہے، اللہ ورسول کی خاطر ہی کسی سے محبت یا نفرت رکھے، نیز کفر اور کفر کی زندگی سے نفرت کرے۔

حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم ﷺ نے فرمایا: «ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: (١) أَنْ يَّكُوْنَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، (٢) وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لله، (٣) وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ»[1] "جس میں تین ۳ چیزیں ہوں وہ ایمان کی چاشنی پائے گا: (۱) یہ کہ اسے اللہ ورسول سب سے زیادہ پیارے ہوں، (۲) کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کی خاطر کرے، (۳) اور مسلمان ہونے کے بعد کفر میں لَوٹنا ایسا ناپسند کرے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان، ر: ١٦، صـ٦.

اس حدیثِ پاک کی شرح میں محدثینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس کا مطلب یہ ہے کہ جس میں یہ تین ۳ باتیں ہوں گی، وہ ایمان کے مقتضیات پر لذّت پائے گا، یعنی عبادت واِطاعت اور اس سلسلے میں مشقّت اٹھانے پر اُسے لذّت حاصل ہوگی۔ اس تشبیہ میں اشارہ ہے کہ جیسے شہد ایک میٹھی اور لذیذ چیز ہے، مگر صفراوی مریض کو کڑوا معلوم ہوتا ہے، یہی حال ایمان کا ہے، جو لوگ کفر وضلالت کے مرض سے محفوظ ہیں، اُن کے لیے ایمان ایک انتہائی لذیذ اور میٹھی شَے ہے، جبکہ گمراہی کے مرض میں مبتلا لوگوں کے نزدیک، ایمان ناگوار وناپسندیدہ ہے"[1]۔

ایمانِ کامل کی نشانیاں

میرے محترم بھائیو! خوفِ خدا کے باعث ڈرنا، نماز کی پابندی کرنا، اور راہِ خدا میں خرچ کرنا، ایمانِ کامل کی نشانیاں ہیں، اِرشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَۚ۝۲ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَؕ۝۳ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ﴾[2] "اللہ ورسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو! ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں، اور جب اُن پر اللہ کی آیتیں پڑھی جائیں تو اُن کا ایمان ترقی پائے، اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں، وہ جو نماز قائم رکھیں، اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں، یہی سچے

(۱) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" کتاب الایمان، ۱/۲۶۳، ۲۶۴، ملخصًا۔
(۲) پ۹، الأنفال: ۱-٤.

مسلمان ہیں، ان کے لیے ان کے رب تعالی کے پاس بلند درَجات، بخشش اور عزّت والی روزی ہے!"۔

ایمان کے درجۂ کمال تک پہنچنے کے لیے ضروری بات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اللہ تعالی اور رسولِ اکرم ﷺ سے سچی محبت، ایمان کے درجۂ کمال تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾[1] "ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی سے محبت نہیں"۔

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ، مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ»[2] "تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اُسے اُس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ پیارا نہ ہوجاؤں"۔

انسانی زندگی پر اِیمان کے اثرات

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! انسانی زندگی پر اِیمان کے اثرات کی بدَولت، بندۂ مؤمن حلال و حرام کی تمیز کرتا ہے، فرائض وواجبات کی پابندی کرتا ہے، حقوق العباد کی ادائیگی کا خیال رکھتا ہے، بدنگاہی سے اجتناب کرتا ہے، بیہودہ باتوں اور بدکاری سے دُور ہے، نیز اپنے وعدوں کی پاسداری اور رعایت کرتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ

(١) پ٢، البقرة: ١٦٥.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ١٥، صـ٦.

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾[۱] "یقیناً مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں، اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف توجّہ نہیں کرتے، اور وہ جو زکاۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر، جو اُن کے ہاتھ کی ملکیت ہیں؛ کہ ان پر کوئی ملامت نہیں، تو جو اِن دو۲ کے سوا کچھ اَور چاہے، وہی حد سے بڑھنے والے ہیں) اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں، اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی لوگ وارِث ہیں، کہ فردَوس کی میراث پائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اندر کامل مؤمن کی صفات پیدا کریں، خالقِ کائنات عزّوجلّ اور اس کے حبیب کریم ﷺ سے حد درجہ ٹُوٹ کر محبت کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، حقوق العباد کی ادائیگی کو یقینی بنائیں، اپنے مسلمان بھائیوں کا اِحساس کریں، مشکل وقت میں ان کی مدد کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، اور انہیں کسی قسم کی تکلیف وضرر نہ پہنچائیں!۔

---

(۱) پ۱۸، المؤمنون: ۱-۱۱.

دعا

اے اللہ! ہمیں ایمان کی سلامتی عطا فرما، قرآن وسنّت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے، ہمیں گناہوں سے بچنے اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، فرشتوں، آسمانی کتابوں، سارے نبیوں رسولوں، آخرت، اور ایمان بالقدر پر ثابت قدمی عطا فرما، بُری موت سے بچا، مرتے وقت کلمۂ طیّبہ نصیب فرما، اور قبر کے عذاب اور حشر کی ہولناکیوں سے محفوظ فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

اللہ تعالی کے وعدے اور ہمارا طرزِ عمل

(جمعۃ المبارک ۹رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۳/۳۱ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

وعدہ کی تعریف

برادرانِ اسلام! وہ بات یا کام جسے پورا کرنا کوئی شخص خود پر لازم کرلے، اور اُسے وفا کرنے کا عزم کرلے، وعدہ کہلاتا ہے[1]۔ وعدہ کے لیے لفظِ وعدہ کہنا ضروری نہیں، بلکہ اپنے الفاظ وانداز سے اپنی بات میں تاکید ظاہر کرنا ہی وعدہ ہے[2]۔

دینِ اسلام میں وعدہ پورا کرنے کی بڑی تاکید ہے، تکمیلِ عہد کی بدَولت مُعاشرے میں انسان کی عزّت ووقار، اور اس پر لوگوں کے اعتماد میں اِضافہ ہوتا ہے، جبکہ وعدہ خلافی اور اپنی بات سے رُوگردانی، ذِلّت ورُسوائی اور عدمِ اعتماد کا باعث بنتی ہے۔

(١) "النهاية في غريب الحديث والأثر" حرف الواو، باب الواو مع الهمزة، وأى، ٥/ ١٤٤.

(٢) "غیبت کی تباہ کاریاں" صـ۴۶۱، ملخصًا۔

اِیفائے عہد... صفتِ باری تعالی

عزیزانِ محترم! وعدہ پورا کرنا اللہ ربّ العالمین کی شان ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَنۡ اَوۡفٰی بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ﴾(۱) "اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے؟"۔

اللہ ربّ العالمین قادرِ مُطلق ہے، وعدوں کا پورا کرنا اگرچہ اس پر لازم نہیں، لیکن اس کی شانِ کریمی ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں فرماتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ﴾(۲) "یقیناً اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا"۔

اللہ تعالی کے چند وعدے

حضراتِ گرامی قدر! خالقِ کائنات عزّوجلّ نے قرآنِ کریم میں اپنے بندوں سے متعدّد وعدے فرمائے، ان میں سے چند یہ ہیں:

ایمان پر ثابت قدم رہنے والوں سے جنّت کا وعدہ

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالی نے ایمان پر ثابت قدم رہنے والوں سے جنّت کا وعدہ فرمایا، اِرشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾(۳) "یقیناً جنہوں نے کہا کہ "ہمارا رب اللہ ہے" پھر اس پر ثابت قدم رہے، نہ اُن پر کوئی خوف ہے نہ انہیں کوئی غم، وہ اہلِ جنّت ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ اُن کے اعمال کا بدلا ہے!"۔

---

(۱) پ۱۱، التوبة: ۱۱۱.

(۲) پ۳، آل عمران: ۹.

(۳) پ۲٦، الأحقاف: ۱۳، ۱٤.

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(۱) "اللہ تعالی نے مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ مکانوں کا وعدہ بسنے کے باغات میں، اور اللہ کی رِضا سب سے بڑی ہے، یہی بڑی مراد پانا ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالی نے اہلِ ایمان کے لیے، جنّت کے ارفع واعلی مقامات میں، خوبصورت ترین مکانات کا وعدہ فرمایا ہے، جو ہر طرح کی خیر اور نعمتوں سے بھرپور تیار وآراستہ کیے گئے ہیں۔

اہلِ ایمان کے لیے طاقت، اِقتدار اور عُروج کا وعدہ

عزیزانِ مَن! اللہ تعالی نے ایمان لانے، اپنی عبادت کرنے، اور اعمالِ صالحہ بجالانے والوں سے، حکومت وسلطنت اور عُروج کا وعدہ کرتے ہوئے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(۲) "اللہ نے وعدہ دیا اُن کو، جو تم

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ۷۲.

(۲) پ۱۸، النُور: ۵۵.

میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا، جیسی اُن سے پہلوں کو دی، اور ضرور ان کے لیے جمادے گا اُن کا وہ دِین، جو اُن کے لیے پسند فرمایا ہے (یعنی دینِ اسلام کو تمام اَدیان پر غالب فرمائے گا) اور ضرور اُن کے اگلے خَوف کو اَمن سے بدل دے گا، میری عبادت کریں، میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں، اور جو اِس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یہ وعدہ پورا ہوا، اور سر زمینِ عرب سے کفّار مٹا دیے گئے، مسلمانوں کا تسلُّط ہوا، مشرق ومغرب کے ممالک اللہ تعالی نے ان کے لیے فتح فرمائے، اَکاسِرَہ (کِسریٰ کی جمع ہے، جو شاہانِ فارس کا لقب ہے) کے ممالک وخزائن ان کے قبضے میں آئے، دنیا میں ان کا رُعب چھا گیا۔ (نیز) اس آیت میں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالی عنہ اور آپ کے بعد والے خلفائے راشدین کی خلافت کی دلیل ہے؛ کیونکہ ان کے زمانہ میں عظیم فتوحات ہوئیں، اور کِسریٰ وغیرہ مُلوک کے خزائن (بادشاہوں کے خزانے) مسلمانوں کے قبضہ میں آئے، اور امن وتمکین اور دین کو غلبہ حاصل ہوا"[1]۔

میرے محترم بھائیو! اللہ ربّ العالمین نے جماعتِ صحابہ سے جس وقت یہ وعدہ فرمایا، اس وقت مسلمان سیاسی وعسکری اعتبار سے بہت کمزور اور دنیا سے بہت پیچھے تھے، اللہ تعالی کے اس وعدے کے چند برس بعد، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے دَورِ خلافت میں دینِ اسلام کی جڑیں بہت مضبوط ہوگئیں، اور اسلام عرب کی حدود

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۸، النور، زیرِ آیت: ۵۵، ص۶۶۳، ۶۶۴۔

سے نکل کر ایشیا (Asia) اور افریقہ (Africa) تک پھیل گیا، یوں تقریبًا دس ۱۰ لاکھ مربّع میل تک مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ یہ اسلام کا وہ دَورِ عُروج تھا جب مسلمان حکومت، اِقتدار اور سیاسی وعسکری اعتبار سے بڑے طاقتور اور مضبوط تھے۔ پھر رفتہ رفتہ مسلمان حُبِّ دنیا اور بے عملی کا شکار ہوکر، اللہ تعالی کی معصیت ونافرمانی کے مُرتکب ہونے لگے، اور یُوں پستی وزوال اُن کا مقدّر بن گیا!۔

رزق کا وعدہ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اللہ تعالی کے وعدوں میں سے ایک وعدۂ رزق ہے، اللہ تعالی نے ہر ذی رُوح مسلمان، کافر اور چرند پرند کو رزق دینے کا وعدہ فرما رکھا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾[1] "تمہارا رزق آسمان میں ہے، اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾[2] "زمین پر چلنے والا کوئی اَیسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالی کے ذمّۂ کرم پر نہ ہو"۔ یعنی جس جاندار کا جب تک اور جتنا رزق لکھا ہے، وہ وعدے کے مطابق اُسے ضرور مل کر رہے گا؛ لہٰذا عقلمندی کا تقاضا ہے، کہ مال ودَولت اور پیسہ کمانے کو مقصدِ حیات نہ بنایا جائے، بلکہ اس میں میانہ رَوِی اختیار کی جائے، اور اللہ تعالی کی اِطاعت، فرمانبرداری اور اس کے اَحکام کی پیروی پر توجّہ دی جائے۔

---

(۱) پ۲٦، الذاریات: ۲۲.

(۲) پ۱۲، هُود: ٦.

مگر صد افسوس! کہ آج ہمارے شب و روز سُستی، کاہلی، غفلت، اور اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی نافرمانی میں گزر رہے ہیں۔ خدارا! اپنی حالت کو بدلیے، خواہشاتِ نفس کے پیچھے نہ پڑیں، اپنے اندر قناعت کی صفت پیدا کریں، اور قرآن وسنّت کی تعلیمات واَحکام پر عمل پیرا ہو کر اللہ ورسول کو راضی کر لیجیے!۔

موت کے بعد دوبارہ زندگی کا وعدہ

حضراتِ ذی وقار! کفّار ومشرکین کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں، کہ مرنے کے بعد مَنوں مٹّی تلے دَفن انسان کا بدن، گل سڑ کر کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن جاتا ہے، سوائے چند ہڈیوں کے کچھ باقی نہیں رہتا، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسی انسان کو پہلے کی طرح جسم اور گوشت پوست دے کر، ہوبہو دوبارہ زندہ کر دیا جائے؟! خالقِ کائنات عزّوجلّ نے انہیں جواب دیتے ہوئے، اور موت کے بعد دوبارہ زندگی کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾[۱] "جیسے پہلی بار اُسے بنایا تھا ویسے ہی دوبارہ کر دیں گے، یہ ہمارے ذِمّے وعدہ ہے، ہم اسے ضرور انجام دیں گے!"۔

"یعنی ہم نے جیسے پہلے عَدم (Non-Existence) سے بنایا تھا، ویسے ہی پھر معدوم (Non-Existent) کرنے کے بعد پیدا کر دیں گے، یا یہ معنی ہیں کہ جیسا ماں کے پیٹ سے برہنہ غیر مختون (بغیر ختنہ کے) پیدا کیا تھا، ایسا ہی مرنے کے بعد اٹھائیں گے"[۲]۔

---

(۱) پ۱۷، الأنبياء: ۱۰٤.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۷، الانبیاء، زیرِ آیت: ۱۰۴، صـ۶۱۶۔

میرے محترم بھائیو! عقیدۂ آخرت اور موت کے بعد دوبارہ زندگی کے منکِرین کے لیے غَور وفکر کا مقام یہ ہے، کہ جب انسان کا سِرے سے وُجود ہی نہیں تھا، اگر خالقِ کائنات انہیں اُس وقت وُجود وحیات دینے پر قادِر تھا، تواب دوبارہ زندہ کرنا اور نیا گوشت پوست اور وُجود عطا کرنا، اُس ذاتِ باری تعالی کے لیے کیسے مُشکِل ونامُمکِن ہوسکتا ہے؟!

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ۳ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ﴾[1] "کیا آدمی (کافر) یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اُس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے؟ کیوں نہیں! ہم قادِر ہیں کہ اس کے پور ٹھیک ٹھیک بنادیں"۔

"یعنی اس کی اُنگلیاں جیسی تھیں، بغیر فرق کے ویسی ہی کر دیں، اور اُن کی ہڈیاں اُن کے موقع پر پہنچادیں، جب چھوٹی چھوٹی ہڈیاں اس طرح ترتیب دے دی جائیں، توبڑی (ہڈیوں) کا کیا کہنا!"[2] وہ تو اس سے بھی آسان کام ہے!۔

لہذا جو لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، کہ موت کے بعد کوئی زندگی، حساب اور سزاو جزاء کا سلسلہ نہیں، وہ اپنے اس غافلانہ طرزِ عمل پر غور کریں، اور اپنے عقیدے کی اِصلاح کریں! توحید ورسالت، انبیاء وملائکہ، جنّت، دوزخ، عذابِ قبر، تقدیر، آخرت، اور ضروریاتِ دین پر کامل اِیمان رکھیں، نیک اعمال بجالائیں، اللہ تعالی کی رحمت سے پُر امید رہیں، اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہیں؛ کہ اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی، کامرانی، سعادت اور بھلائی ہے!۔

---

(۱) پ۲۹، القیامة: ۳، ٤.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۹، القیامة، زیرِ آیت: ۴، ص۱۰۶۹۔

دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے جو وعدے فرمائے، اُن میں سے ایک وعدہ دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(۱) "تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا!"۔ لیکن آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم لوگوں نے خالق کے بجائے (معاذاللہ) مخلوق کو رازق سمجھ رکھا ہے! اللہ ربّ العالمین کی بنسبت ہم نے اُس کی مخلوق سے زیادہ اُمیدیں باندھ رکھی ہیں! بارگاہِ الٰہی میں رُجوع کرنے اور سربسجود ہونے کے بجائے، ہم دنیاداروں کے در کی خاک چھان رہے ہیں! بحیثیت مسلمان یہ طرزِ عمل کسی طَور پر بھی مناسب نہیں، لہذا ہمیں چاہیے کہ اچھے بُرے حالات میں اپنے مالکِ حقیقی اور خالق ورازق کی طرف رُجوع کریں، اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کریں، اس سے مدد کا سوال کریں، اور اس بات کا پختہ یقین رکھیں کہ وہی حقیقی مددگار، اور دعائیں قبول کرنے والا ہے!۔

نعمتوں کے شکر اور ناشکری سے متعلق وعدہ

اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں جو وعدے فرمائے ہیں، اُن میں ایک وعدہ شکرِ نعمت پر زیادتیٔ نعمت، اور ناشکری پر عذاب کا وعدہ ووعید ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾(۲) "اگر اِحسان مانوگے (یعنی شکر کروگے) تو میں تمہیں مزید دُوں گا، اور اگر ناشکری کروتو میرا عذاب سخت تر ہے!"۔

---

(۱) پ۲٤، المؤمن: ٦٠.

(۲) پ۱۳، إبراهيم: ۷.

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج دنیا کی ہر آسائش وآرام اور سہولت میسّر ہونے کے باوُجود، ہم لوگ اللہ تعالی کا شکر ادا نہیں کرتے، آج ہمیں صحت و تندرستی، اچھا کھانا پینا، لباس، سفری سہولیات، پختہ مکانات، اے سی (AC)، فریج (Fridge)، موبائل فون (Mobile Phone)، انٹرنیٹ (Internet) اور اچھی مُلازمت جیسی بے شمار نعمتیں میسّر ہیں، مگر اللہ تعالی کی اِطاعت وفرمانبرداری کی صورت میں، ہم ان نعمتوں کا عملی طَور پر شکر ادا نہیں کرتے، بلکہ معمولی پریشانیوں اور مصیبتوں پر ناشکری کا اِظہار کرتے دِکھائی دیتے ہیں! بحیثیت مسلمان ہمیں یہ طرزِ عمل کسی طَور پر بھی زیب نہیں دیتا، لہذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی کی تمام میسّر نعمتوں پر اس کا شکر بجالائیں، اور ناشکری سے بچیں؛ کہ ناشکری مصیبتوں، پریشانیوں اور عذاب الٰہی کا باعث ہے!۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈالیں، قرآن وسنّت کی پابندی کریں، اعمالِ صالحہ بجالائیں، اِیفائے عہد پر کاربند رہیں، وعدہ خلافی سے بچیں، اللہ تعالی کا شکر ادا کریں، اور ناشکری سے کوسوں دُور رہیں!۔

دعا

اے اللہ! تیرے وعدوں کو پانے کے لیے ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، قرآن وسنّت کا پابند بنا، جنّت کا حقدار بنا، عذابِ جہنّم سے بچا، اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

مہنگائی کا طوفان ...اَسباب اور حل

(جمعۃ المبارک ۹ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ - ۳۱/۰۳/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

غریب عوام کی حالتِ زار

برادرانِ اسلام! گرانفروشی (مہنگائی) ایک ایسا مسئلہ ہے، جس کا سامنا یُوں تو آج پوری دنیا کر رہی ہے، لیکن غریب اور ترقّی پذیر ممالک کے لیے کورونا وائرس (Corona Virus) کے بعد سے اس پر قابو پانا مزید مشکل ہوگیا ہے، اگر وطنِ عزیز پاکستان کی بات کی جائے تو مہنگائی کی حالیہ طوفانی لہر نے غریب عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، کھانے پکانے کا تیل، چینی، آٹا، دالیں، سبزیاں، انڈے، گوشت، بجلی وگیس کے بل، بچوں کی اسکول فیس (School Fees)، اور پیٹرول (Petrol) وغیرہ سمیت متعدِّد اشیائے ضرورت، متوسّط طبقے کی پہنچ سے بھی دُور ہوتی جارہی ہیں، جبکہ مزدُور اور غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگ مہنگائی کی اس چکّی میں

کس طرح پِس رہے ہیں، اور انہیں کیسے کیسے مسائل کا سامنا ہے، اسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

آج کا غریب مہنگائی اور غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر خودکشی جیسے فعلِ حرام کا بھی مرتکب ہو رہا ہے، اپنے ہاتھوں سے اپنے بچوں کو زہر دے رہا ہے، لیکن مجال ہے کہ ہمارے نااہل حکمرانوں کی ہوَسِ اِقتدار میں کوئی فرق آیا ہو! یا اُن کی سیاسی مصروفیات اور موج مستیوں میں کوئی کمی واقع ہوئی ہو! وہ ہر چیز سے بے نیاز و بے خبر ہو کر صرف ایوانِ اِقتدار کی سیڑھیاں چڑھنے اُترنے، حُصولِ اقتدار کے لیے باہم رَسّہ کشی کرنے، اور اپنے سیاسی مخالفین کی کردار کشی میں مصروف نظر آتے ہیں، ان کے طرزِ عمل سے یوں لگتا ہے جیسے اپنے ملک کی غریب عوام اور ان کے مسائل میں انہیں کوئی دلچسپی ہے ہی نہیں۔

گراں فروشی کے حوالے سے اَسلاف کا طرزِ عمل

حضراتِ گرامی قدر! ہمارے اَسلاف حد سے زیادہ مہنگائی اور بے جا منافع خوری سے مسلمانوں کو پریشان کرنے کے ہرگز قائل نہیں تھے، وہ اپنے سامانِ تجارت کو معمولی نفع پر بیچتے، اور اپنے مسلمان بھائیوں کو تنگی سے بچا کر آسانی پیدا کرنے، اور انہیں خوش رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے؛ کہ اَیسا کرنا اسلامی تعلیمات میں سے ہے، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا»[1] "آسانی کرو سختی نہ کرو، اور لوگوں کو خوش کرو نفرت نہ دِلاؤ"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب العلم، ر: ٦٩، صـ١٧.

ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہ علیہم تو مہنگائی اور قحط سالی کے دَور میں اپنا سامانِ تجارت، مسلمانوں کو انتہائی سستا بلکہ بعض اَوقات مفت مہیا کرنے کی کوشش کیا کرتے، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانۂ خلافت میں جب قحط پڑا، تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک ہزار اُونٹوں پر مشتمل غلّہ (Grains) اور تمام کھانے پینے کی اشیاء، بھاری منافع ملنے کے باوُجود، مدینہ منوّرہ کے مسلمانوں میں مفت تقسیم فرما دیں[1]۔

مہنگائی کے خواہاں تاجروں کی مذمّت

حضراتِ ذی وقار! مہنگائی بڑھنے پر خوشی کا اِظہار کرنا انتہائی مذموم ہے، اور ایسا کرنے والے تاجر کو حدیثِ پاک میں بُرا کہا گیا ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «بِئْسَ الْعَبْدُ الْـمُحْتَكِرُ! إِذَا رَخَّصَ اللهُ الْأَسْعَارَ حَزِنَ، وَإِذَا غَلَّى فَرِحَ»[2] "غلّہ روکنے والا بندہ بہت بُرا ہے؛ کہ جب اللہ تعالی بھاؤ سستا کرے تو رنجیدہ ہوتا ہے، اور جب مہنگا کردے تو خوش ہوتا ہے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحمۃُ اللّٰہِ تَعالٰی علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہونا، اور ان کی خوشی پر ناراض ہونا، لعنتی لوگوں کا کام ہے، خوشی وغم میں مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہیے۔ غلّے کے ناجائز بیوپاریوں کا عام (طور پر) حال یہی ہوتا ہے، کہ اَرزانی (چیزیں سَستی

---

(١) انظر: "الرياض النضرة في مناقب العشرة" الباب ٣ في مناقب أمير المؤمنين عثمان بن عفّان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، الفصل ٩ في ذكر نبذ من فضائله، ٣/ ٤٣، ٤٤.

(٢) "شُعب الإيمان" فصل في ترك الاحتكار، ر: ١١٢١٥، ٧/ ٥٢٥.

ہونے کا) سُن کر اُن کا دل بیٹھ جاتا ہے، گِرانی (مہنگائی) کے لیے ناجائز عمل کرتے ہیں، اُلٹے وظیفے پڑھتے ہیں، لوگوں سے قحط کی دعائیں کراتے ہیں، نَعُوذ بِاللّٰہ! وقت پر بارش ہو تو اُن کے گھر صفِ ماتم بچھ جاتی ہے"[1]۔

مہنگائی اور بے برکتی کے چند اَسباب

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! تیزی سے بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے برکتی کے متعدّد اَسباب ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) بے جا ٹیکسوں (Taxes) کی بھرمار

مہنگائی کا ایک بڑا سبب ظالمانہ ٹیکسز (Cruel Taxes) ہیں، بنیادی طور پر ٹیکس دو ۲ طرح کے ہوتے ہیں: (۱) بلا واسطہ ٹیکس (Direct Tax)، (۲) بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax)۔ بلاواسطہ ٹیکس (Direct Tax) آمدنی پر لگتا ہے، جیسے اِنکم ٹیکس (Income Tax)، ویلتھ ٹیکس (Wealth Tax)، اور کارپوریٹ ٹیکس (Corporate Tax) وغیرہ، جبکہ بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax) اَشیاء کے استعمال پر عائد کیا جاتا ہے، جیسے سیلز ٹیکس (Sales Tax)، ویلیو ایڈڈ ٹیکس (Value Added Tax)، ایکسائز اور کسٹم ڈیوٹی (Excise and Customs Duty) وغیرہ!!

پاکستان میں مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ، اشیائے ضرورت پر ظالمانہ طور پر عائد کیے جانے والے یہی بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax) ہیں؛ کیونکہ ان

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" تجارتوں کا باب، غلّہ روکنے کا بیان، تیسری فصل، ۴/ ۳۲۱۔

بالواسطہ ٹیکسوں (Indirect Taxes) کے لاگو ہونے سے مُعاشی ترقی کا سفر سُستی کا شکار ہو جاتا ہے، ملکی پیداوار میں شدید کمی واقع ہوتی ہے، اَشیاء کی قیمتیں اصل قیمتوں سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں، اور عوام کی قوّتِ خرید اور پہنچ سے دُور ہو جاتی ہیں۔

اگرچہ بالواسطہ ٹیکس کا اِطلاق بلاامتیاز امیر وغریب دونوں پر ہوتا ہے، لیکن امیر کی بنسبت غریب آدمی اس ٹیکس سے کہیں زیادہ متاثر ہوتا ہے، اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ جنرل سیلز ٹیکس (General Sales Tax) کی مَد میں یہ ناحق ٹیکس (Tax) ایسے فقراء ومساکین اور بھکاری بھی دینے پر مجبور ہیں، جن کے پاس دو ۲ وقت کا کھانا بھی آسانی سے میسّر نہیں، بلکہ وہ اپنے گھر کا نظام زکات، فطرہ اور صدقہ وخیرات سے چلا رہے ہوتے ہیں!۔

(۲) ناحق ٹیکس وُصولی کا انجام

میرے محترم بھائیو! لوگوں پر بے جا اور ناحق ٹیکس (Tax) عائد کرنا، عوام پر ظلم وزیادتی ہے، ایسا کرنے والے کے لیے احادیثِ مبارکہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، حضرت سیّدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ»(۱) "(لوگوں سے ناحق) ٹیکس وُصول کرنے والا جنّت میں داخل نہیں ہوگا"۔

ناحق ٹیکس (Tax) وصولی جہنّم میں داخلے کا باعث ہے، حضرت سیّدنا رُوَیفع بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في السعاية على الصدقة، ر: ۲۹۳۷، صـ۴۲۷.

صَاحِبَ المَكْسِ فِي النَّارِ»[1] "(ناحق) ٹیکس وُصول کرنے والا جہنّم میں جائے گا"۔ لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ اپنی رِعایا و عوام پر بے جا ٹیکسوں (Taxes) کا بوجھ نہ ڈالیں، اُن کے لیے زیادہ سے زیادہ آسانی پیدا کریں، فوری طَور پر بالواسطہ ٹیکس (Indirect Tax) کو سِرے سے ختم کریں؛ تاکہ غریب عوام اور بے روزگار شہری متاثر نہ ہوں! اور اگر بالواسطہ ٹیکسوں (Indirect Tax) کو فوری طور پر ختم کرنا ممکن نہ ہو، تو اُسے کم سے کم ترین سطح پر ضرور لائیں؛ تاکہ غریب عوام کو کچھ ریلیف (Relief) ملے، ورنہ ہمارا وطنِ عزیز یونہی آئی ایم ایف (IMF) اور عالَمی بینک (World Bank) جیسے اِستحصالی اداروں کے چُنگل اور مَن مانیوں کا شکار ہوتا رہے گا، اور ملک کا غریب طبقہ اپنے حکمرانوں کی نااہلی اور بدعنوانی کے باعث بڑھنے والی مہنگائی کے بوجھ تلے دَبتا چلا جائے گا۔

(۳) غیر ضروری اِخراجات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مہنگائی کا ایک بڑا سبب غیر ضروری اِخراجات بھی ہیں۔ حکومت کے شاہانہ اِخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ اسے پورا کرنے کے لیے غریبوں، فقیروں اور مستحقینِ زکاۃ سے بھی ٹیکس (Tax) وُصول کرنا پڑتا ہے۔ ہر حکومت اپنے سیاسی مفادات کے حصول کے لیے پانچ ۵ سالہ منصوبے لاتی ہے، جو ایک طرح کے کاسمیٹک منصوبے (Cosmetic Projects) ہوتے ہیں، جنہیں دکھا کر عوام سے ووٹ (Vote) لیا جاتا ہے، نیز طویل المعیاد منصوبوں پر

(۱) "مُسند الإمام أحمد" حديث رُوَيفِع بن ثابت، ر: ۱۷۰۰۱، ۲۸/ ۲۱۱.

کوئی حکومت کام نہیں کرنا چاہتی؛ کیونکہ وہ کام ان کے پانچ ۵ سالہ دَور میں مکمل نہیں ہو سکے گا، اور اس کا کریڈٹ (Credit) اگلی کسی حکومت کو مل جائے گا، لہذا ظاہری دِکھاوے کے پروجیکٹس (Projects) کو ترجیح دی جاتی ہے، اور وسائل کا بے دریغ استعمال کر کے انہیں ضائع کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارا ملک بنیادی پیداوار میں خود کفیل ہونے کے باوُجود دیگر ممالک کا محتاج بن کر رہ گیا ہے، یہاں تک کہ ایک زرعی ملک ہونے کے باوُجود ہمیں غذائی اَجناس (Food Items) دیگر ممالک سے منگوانی پڑ جاتی ہیں۔

ستم بالائے ستم یہ کہ حکمرانوں کو تو عوام کا احساس نہیں، مگر خود عوام کو بھی کہاں اپنا احساس ہے؟ آج ہماری اکثریت فُضول خرچیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے، بڑے بڑے ہوٹلوں پر عمدہ کھانوں، مہنگے مہنگے فینسی کپڑوں، بیش قیمت سجاوَٹی سامان اور اشیاء پر ہماری کمائی کا ایک بڑا حصہ خرچ ہو رہا ہے، بجائے یہ کہ ہم اپنی فُضول خرچی اور اِسراف پر قابو پائیں، ہم ہر وقت مہنگائی کا رونا روتے رہتے ہیں۔

یاد رکھیے! دینِ اسلام میں فُضول خرچی کی بڑی مُمانعت بیان کی گئی ہے، اور اَیسا کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ﴾[1] "فُضول (یعنی ناجائز کام میں پیسہ) نہ اُڑا، یقیناً اُڑانے والے (فُضول خرچ کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں (کہ ان کی راہ چلتے ہیں)"۔

---

(۱) پ۱۵، بني إسرائيل: ۲٦، ۲۷.

اِعتدال و میانہ رَوِی ہی سب سے بہترین راستہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾[1] "وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں، نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں، اور ان دونوں کے بیچ اِعتدال پر رہیں"۔

(۴) جدید اور شاہانہ طرزِ زندگی

برادرانِ اسلام! مہنگائی کی ایک بڑی وجہ جدید اور شاہانہ طرزِ زندگی ہے، ہم لوگوں نے محدود ذرائع آمدَن کے باوُجود بے تحاشا غیر ضروری چیزوں کو اپنی ضرورت بنا لیا ہے، ہم لوگ مغربی ممالک (Western Countries) کی طرح ماڈرن لائف اسٹائل (Modern Lifestyle) اپنانا چاہتے ہیں، لندن وپیرس (London and Paris) جیسی شاہانہ اور پُر تعیش زندگی گزارنا چاہتے ہیں، اور اس کے لیے قرض لینے سے بھی گریز نہیں کرتے!۔

پُر آسائش طرزِ زندگی اور سامانِ تزیُن و تعیُش کی بے جا خریداری اور غیر ضروری طلب کے باعث، بازاروں میں چیزوں کی قلّت ہو رہی ہے، جبکہ نئے پیداواری ذرائع قائم نہیں کیے جا رہے، تاجر حضرات منہ مانگے دام وُصول کر رہے ہیں، جس سے مہنگائی کی شرح میں مسلسل اِضافہ ہو رہا ہے۔

(۵) ایندھن (Fuel) کا غیر ضروری استعمال

جانِ برادر! دن بدن بڑھتی مہنگائی کا ایک بڑا سبب ایندھن (Fuel) کا غیر ضروری استعمال بھی ہے، ایک وقت وہ تھا کہ جب لوگ صرف ضرورت کے تحت

---

(۱) پ۱۹، الفرقان: ٦٧.

سفر کیا کرتے، مہینوں اس کی تیاری اور منصوبہ بندی (Planning) کرتے تھے، سفر میں پیش آنے والے حالات، واقعات اور مُشاہدات کو "سفر نامہ" کی صورت میں قلمبند کیا کرتے؛ کیونکہ اس وقت سفر کرنا ایک بہت بڑا کام بلکہ معرکہ سمجھا جاتا تھا، جبکہ آج کے ترقی یافتہ دَور میں نت نئی سفری سہولیات اور ذرائع کے سبب، بلاوجہ اور غیر ضروری سفر کو ہم نے اپنی عادت بنا لیا ہے، یار دوستوں کی محفل میں بیٹھے بٹھائے اچانک گھومنے پھرنے اور آوارہ گردی کرنے کا پروگرام بن جاتا ہے، اور لوگ سیر و تفریح، پکنک (Picnic) اور لانگ ڈرائیو (Long Drive) کے نام پر گاڑی لے کر نکل پڑتے ہیں، سینکڑوں کلو میٹر (Hundreds of Kilometers) پر مشتمل غیر ضروری سفر کرتے ہیں، اور بے تحاشا ایندھن اور پیٹرول (Petrol) پُھونک ڈالتے ہیں، پھر اس اَمر پر غور کرنے کی ذرّہ برابر زحمت گوارہ نہیں کرتے کہ ہزاروں روپے کا جو پیٹرول (Petrol) ہم نے اپنے ایک غیر ضروری سفر پر ضائع کیا، وہ ہمارے اپنے ملک کی پیداوار نہیں، بلکہ اس کے لیے دیگر ممالک کو لاکھوں ڈالر (Millions of Dollars) دینے پڑتے ہیں، بھاری ٹیکس (Tax) ادا کرنا پڑتا ہے، جس سے ملکی معیشت کمزور ہوتی ہے، قومی خزانے پر بوجھ پڑتا ہے، اور مہنگائی میں تیزی سے اِضافہ ہوتا ہے۔

نیز وطن عزیز پاکستان میں زیادہ تر بجلی بھی تیل سے پیدا کی جاتی ہے، اس لیے بجلی کا بے دریغ استعمال اور ضائع کرنا بھی مہنگائی اور غیر ملکی قرضوں میں اِضافہ کا ایک بڑا سبب ہے، لہذا ایندھن اور پیٹرول (Petrol) کو ہرگز ضائع نہ کریں، غیر ضروری سفر اور سیر سپاٹوں سے اجتناب کریں کہ اس میں پیسے اور وقت دونوں کا ضائع کرنا ہے۔

(٦) سپلائی (Supply) کی قلّت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اشیائے ضروریّہ کا بازار میں وافر مقدار میں نہ پہنچنا، اور اس کی قلّت ہونا بھی مہنگائی کا ایک سبب ہے، جو چیز وافر مقدار میں مارکیٹ (Market) میں نہیں پہنچتی، جب اُس کی طلب زیادہ اور پیداوار کم ہوتی ہے، تو اس کی قیمت دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے۔

(۷) ناپ تول میں کمی

حضراتِ ذی وقار! مہنگائی کا ایک سبب ناپ تول میں کمی بھی ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «ما نقص قومٌ المكيالَ، إلّا ابتلاهُم الله ﷻ بالغَلاء، ونقصِ الثمرات»[1] "جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اللہ تعالی انہیں مہنگائی اور پھلوں کی کمی میں مبتلا کر دیتا ہے"۔

میرے محترم بھائیو! ناپ تول میں کمی کرنا، یا ڈنڈی مارنا، یا صاحبِ حق کو اس کے حق سے کم دینا، بروزِ قیامت ہلاکت، بربادی اور بڑے خسارے کا باعث ہے، ایسا کرنا اللہ تعالی کے غضب کو اُبھارتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۖ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓـئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾[2] "کم تولنے والوں کے لیے ہلاکت ہے، کہ وہ جب اَوروں سے ماپ

---

(١) "قرّة العيون" للسَمرقندي، الباب ٥ في عقوبة أكل الربا، ر: ٦٧، صـ٦٢.

(٢) پ٣٠، المطفِّفين: ١-٦.

کرلیں تو پورا لیں، اور جب انہیں ماپ یا تول کر دیں توکم کر دیں، کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے؟ ایک عظمت والے دن کے لیے! جس دن سب لوگ اللہ ربّ العالمین کے حضور (حساب کے لیے) کھڑے ہوں گے"۔

لہذا ناپ تول میں کمی ہرگز نہ کریں، ہمیشہ وَزن سے کچھ زیادہ دیا کریں؛ کہ تجارت میں ہمارے پیارے آقا ﷺ کا یہی اُسلوب رہا، اور اسی بات کی آپ ﷺ نے اپنی اُمّت کو بھی تلقین فرمائی، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا»[1] "جب تم وزن کرو توکچھ زیادہ کرلیا کرو!"[2]۔

(۸) اشیائے خورد ونوش کی ذخیرہ اندوزی

جانِ برادر! اَشیائے خورد ونوش (کھانے پینے کی چیزوں) کی ذخیرہ اَندوزی بھی مہنگائی کا ایک بڑا سبب ہے، تاجر حضرات ذاتی نفع کی خاطر کھانے پینے کی اشیاء اپنے گوداموں میں ذخیرہ کرکے، اُن کے دام بڑھنے کا انتظار کرتے ہیں، یہ عمل انتہائی مذموم اور انسانیت کے مُنافی ہے، نیز دینِ اسلام میں اس کی سخت مُمانعت ہے۔

حضرت سیّدنا معمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ»[3] "جو غلّہ روکے اُس نے نافرمانی کی"۔

---

(۱) "سُنن ابن ماجه" باب الرجحان في الوزن، ر: ۲۲۲۲، صـ۳۷۳.

(۲) دیکھیے: "تحسینِ خطابت ۲۰۲۲ء" اگست، تجارت کا نبوی اُسلوب، ۲/۸۴، ۸۵۔

(۳) "صحيح مسلم" باب تحريم الاحتكار في الأقوات، ر: ٤١٢٢، صـ۷۰۲.

حضرت سیّدنا مَعقل بن یَسار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو متعدّد بار یہ فرماتے سنا: «مَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْعَارِ الْمُسْلِمِينَ لِيُغْلِيَه عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ حَقًّا عَلَى الله أَنْ يُقْعِدَهُ بِعُظْمٍ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»(۱) "جس نے مسلمانوں پر اَشیائے ضروریّہ کو (بلاجواز) مہنگا کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالی اُس کا ٹھکانہ قیامت کے دن ضرور بڑی آگ میں بنائے گا"۔

قحط اور مہنگائی کا سبب بننا رحمتِ الٰہی سے دُوری کا باعث ہے

میرے محترم بھائیو! بازار میں مالِ تجارت پہنچنے سے پہلے ہی خرید لینا، اور اسے ذخیرہ کرکے مصنوعی قحط پیدا کرنا اور مہنگائی کا سبب بننا، اللہ تعالی کی رحمت سے دُوری اور پھٹکار کا باعث ہے، جبکہ اس کے برعکس قحط سالی کے زمانے میں، کھانے پینے کی اشیاء بازار میں فراہم کرکے قحط دُور کرنا، اور مہنگائی میں کمی لانے کی کوشش کرنا، رزق میں خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ، وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ»(۲) "بازار میں غلّہ لانے والا روزی دیا جائے گا، اور روکنے والا ملعون (اللہ کی رحمت سے دُور) ہے"۔ یعنی "جو تاجر باہر سے شہر میں غلّہ لائے، جس کی وجہ سے یہاں کا قحط دُور ہوجائے (اور مہنگائی میں کمی واقع ہوجائے) اللہ تعالی اُسے روزی (میں خیر وبرکت) دے، اور جو غلّہ کو ذخیرہ کرکے قحط پیدا کردے، اُس پر خدا کی پھٹکار ہو"(۳)۔

---

(۱) "مُسنَد الإمام أحمد" حديث معقل بن يسار رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، ر: ۲۰۳۱۳، ۳۳/ ٤۲٦.

(۲) "سنن ابن ماجه" باب الحكرة والجلب، ر: ۲۱۵۳، ۲/ ۷۲۸.

(۳) "مرآۃ المناجیح" تجارتوں کا باب، غلّہ روکنے کا بیان، دوسری فصل، ۳۱۸/۴۔

(۹) کیپٹل اِزم (Capitalism) کا مایا جال

میرے محترم بھائیو! مہنگائی میں مسلسل اِضافے کا ایک بڑا سبب، دنیا میں رائج موجودہ مُعاشی نظام ہے، اسے انگریزی اِصطلاح میں کیپٹل اِزم (Capitalism) کہتے ہیں۔اس مُعاشی نظام کی بنیاد، قرض اور سُودی لین دَین ہے، آئی ایم ایف(IMF)اور عالَمی بینک(World Bank) جیسے اِستحصالی ادارے، اس نظام کے ذریعے ساری دنیا کی صنعت و تجارت کنٹرول (Control) کرتے ہیں، نیز مَن مانا منافع حاصل کرکے ہماری ساری دَولت، شیرِمادَر سمجھ کر چُوس لیتے ہیں!!

(۱۰) کنزیومرازم (Consumerism) کا فروغ

حضراتِ ذی وقار! ہمارے وطنِ عزیز سمیت دنیا بھر میں موجود مہنگائی کا ایک بڑا سبب، کنزیومرازم(Consumerism) کا فروغ بھی ہے، مُعاشرے میں فرضِی ضرورت پیدا کر کے بازار میں اپنا مال اس طرح پیش کرنا، کہ جیسے اُسے خریدے بغیر چارہ ہی نہیں، یہ طریقۂ کار کنزیومرازم(Consumerism) کہلاتا ہے۔ آسان لفظوں میں سمجھنے کے لیے اپنی ہی مثال لے لیجیے: پہلے پہل سال میں صرف ایک بار عید کے موقع پر کپڑے سلواتے تھے، لیکن آج جس کے پاس تھوڑا بہت پیسہ آگیا، وہ ہر نئے فیشن کے کپڑے بنوانا ضروری سمجھتا ہے، بلکہ آن لائن (Online) خریداری بھی خُوب مزے سے کرتا ہے۔اسی طرح اپنے مکمل طرزِ زندگی پر غور کرتے چلے جائیے، تو بے شمار مثالیں سامنے آکر، خود ہی مسئلہ سمجھاتی چلی جائیں گی!۔

اس غیر ضروری اور بے تحاشا خریداری (Shopping) سے لوگ سمجھتے ہیں، کہ شاید ہم نے ترقی کر لی اور مُعاشی طور پر مضبوط ہو گئے ہیں، حالانکہ دَر حقیقت ہم پستی وزَوال کی طرف گامزن ہو رہے ہوتے ہیں!۔

لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ آن لائن خریداری (Online Shopping) اور مغربی ممالک (Western Countries) سے ہر چیز درآمد (Import) کرکے ہم صرف خریدار بن کر نہ رہیں، بلکہ اپنی اَشیائے ضرورت کو اپنے وطن میں خود تیار کریں، اور ضرورت کے مطابق ایکسپورٹ (Exports) بھی کریں، غیر ملکی قرضوں سے نَجات حاصل کریں، اسلامی تعلیمات کی رَوشنی میں اپنی مُعاشی پالیسیاں (Economic Policies) خود بنائیں؛ تاکہ ملکی معیشت میں بہتری آئے، عوام خوشحال ہو، اور مہنگائی میں کمی واقع ہو!۔

(۱۱) بجلی کی قیمت میں ہوش رُبا اِضافہ

حضراتِ گرامی قدر! مہنگائی میں اضافے کی ایک بڑی وجہ بجلی کی قیمت میں ہوش رُبا اِضافہ بھی ہے، توانائی کی قیمتوں میں اِضافہ کاروباری اور تجارتی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتا ہے، کارخانے بند ہو جاتے ہیں، فیکٹریوں (Factories) میں بنائی جانے والی اشیاء کی لاگت (Cost) میں اِضافہ ہو جاتا ہے، اس کے باعث تاجر حضرات کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی متاثِر ہوتے ہیں، اور مہنگائی کی صورت میں یہ بوجھ بھی انہیں اٹھانا پڑتا ہے۔

(۱۲) کرپشن اور بد عنوانی

جانِ برادر! وطنِ عزیز میں مہنگائی کا ایک بڑا سبب کرپشن وبد عنوانی (Corruption) بھی ہے، ہمارے حکمران، وُزراء، قومی وصوبائی اَسمبلی کے اراکین، جج، وکلاء، صحافی اور سکیورٹی فورسز (Security Forces) سے لے کر عام سرکاری ملازمین تک، کرپشن وبد عنوانی (Corruption) اور رشوَت کے لین دَین میں سر سے پاؤں تک ملوَّث ہیں، اور منصبی تقاضوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی بھی بَرت رہے ہیں، ان کا یہ مذموم عمل قومی خزانے میں بڑی کمی کا باعث بنتا ہے، ترقی کا عمل سُست رَوِی کا شکار ہوتا ہے، اور بیرونی قرضوں کا بوجھ بڑھتا جاتا ہے، جس کی وجہ سے شرحِ سُود اور مہنگائی میں اِضافہ ہو رہا ہے، اور عوام کا جینا مُحال ہوتا جارہا ہے!!۔

(۱۳) دو طبقاتی نظام اور اِشرافیہ کو حاصل مُراعات

حضراتِ ذی وقار! ہمارے وطن میں مہنگائی کا ایک اہم اور بڑا سبب دو ۲ طبقاتی نظام، اور اِشرافیہ (Elite Class) کو حاصل طرح طرح کی بے جا مُراعات ہیں۔ ہمارے حکمران اور اِشرافیہ ہر ماہ لاکھوں کروڑوں تنخواہ کی مَد میں وُصول کرتے ہیں، لیکن اس کے باوُجود انہیں مفت پیٹرول(Free Petrol)، مفت بجلی (Free Electricity)، مفت گیس (Free Gas)، مفت رہائش (Free Accommodation)، مفت ہوائی سفر (Free Air Traveling) اور نوکر چاکروں جیسی متعدّد سہولیات ومُراعات حاصل ہیں، جبکہ دوسری طرف عوام کا حال یہ ہے کہ خون پسینہ ایک کرکے بیس ۲۰ سے تیس ۳۰ ہزار روپے ماہانہ کمانے والا

شخص، اپنی ضرورت کی ہر چیز خود خرید تا ہے، پانی بجلی اور گیس (Gas) کے بل خود ادا کرتا ہے، مکان کا کرایہ اپنی جیب سے دیتا ہے، ملک کو قرضوں سے نَجات دلانے اور قومی خزانے کو بھرنے کے لیے ہر قسم کے بے جا ٹیکسز (Unnecessary Taxes) بھی ادا کرتا ہے، لیکن بدلے میں مُراعات تو دُور کی بات ہے، بنیادی ضروریات سے بھی محروم رکھا جاتا ہے۔

ہمارے وطن میں مُعاشی اَبتری اور بدحالی کا یہ عالَم ہے، کہ غریب اپنے بچوں کے لیے چھت مہیّا کرنے کے چکر میں اپنی ساری زندگی گزار دیتا ہے، لیکن ایک چھوٹا سا مکان تک نہیں بنا پاتا، شہری آبادی سے دُور جنگل بیابان میں نئی بننے والی کسی ہاؤسنگ سوسائٹی (Housing Society) میں پانچ ۵ مَرلے کا ایک چھوٹا سا پلاٹ (Plot) خریدنے کی کوشش کرے، تو اُس سے چالیس ۴۰ سے پچاس ۵۰ لاکھ طلب کیے جاتے ہیں، جبکہ دوسری طرف اسی ملک میں اِشرافیہ نوازی کا یہ عالَم ہے، کہ اَربوں روپے مالیت کی زمینیں انہیں اپنی عیّاشیوں اور مَوج مستیوں کے لیے مفت یا کوڑیوں کے مول تھالی میں رکھ کر پیش کر دی جاتی ہیں۔

میرے محترم بھائیو! اسلام آباد کا "گنز کلب" (Guns Club) بہتّر ۷۲ ایکڑ (Acres) پر مشتمل ہے، یہ اِشرافیہ (Elite Class) کا کلب ہے جو کہ نیشنل پارک (National Park) میں بنایا گیا ہے، حکومت نے عیّاشی کے اس اَڈّے کے قیام کے لیے ساری زمین کلب (Club) کو مفت فراہم کی۔ اسی طرح "وزیر اعظم ہاؤس" (Prime Minister's House) کے انتہائی قریب اور سرینا ہوٹل (Serena Hotel) کے پہلو میں اِشرافیہ (Elite Class) کے لیے دو سو چوالیس ۲۴۴ ایکڑ

(Acres) پر مشتمل "اسلام آباد کلب" (Islamabad Club) قائم کیا گیا، اور کلب (Club) کو یہ زمین ایک روپیہ فی ایکڑ (Acres) سالانہ کے حساب سے دی گئی[1]۔

لمحۂ فکریہ ہے کہ جو ملک دِیوالیہ ہونے کے قریب ہو، جس کے سر پر بیرونی قرضوں کی تلوار لٹک رہی ہو، اُس کی عوام کا مہنگائی کے مارے بُرا حال ہو، وہ قومی وسائل کے ساتھ ایسا کھلواڑ اور اِشرافیہ کے لیے اَربوں ڈالرز (Billions of dollars) کی مُراعات کا متحمل کیسے ہو سکتا ہے ؟!

"اقوامِ متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کی جانب سے حال ہی میں جاری کردہ رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں اِشرافیہ، کارپوریٹ سیکٹر (Corporate Sector)، جاگیرداروں اور اسٹیبلیشمنٹ (Establishment) کو دی گئی اِقتصادی مُراعات ایک اندازے کے مطابق، ۱۷.۴ ارب ڈالر (Dollar) یا ملکی معیشت کا تقریبًا چھ ٦ فیصد ہیں، اور ملک میں مُراعات حاصل کرنے والا سب سے بڑا شعبہ کارپوریٹ سیکٹر (Corporate Sector) ہے، جو مجموعی طور پر ۴.۷ ارب ڈالرز (Dollars) کی مُراعات یا سبسڈیز (Subsidies) حاصل کر رہا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی پارلیمان (Parliament) میں جاگیرداروں اور کارپوریٹ مالکان (Corporate Owners) کی بھرپور نمائندگی ہے، اور زیادہ تر بڑی سیاسی جماعتوں کے امیدوار جاگیردار یا کاروباری طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب بھی

---

(۱) دیکھیے: "اسلام آباد کلب: دھوتی سے آگے" روزنامہ ۹۲، ڈیجیٹل ایڈیشن ۲۴ جنوری ۲۰۲۳ء۔

مُراعات ختم کرنے کی بات آتی ہے، تو غریب عوام کو دی جانے والی مُراعات اور سبسڈیز (Subsidies) کے خاتمے پر بحث کی جاتی ہے، جبکہ اِشرافیہ کو ملنے والی مُراعات زیرِ بحث ہی نہیں آتیں؛ کیونکہ پارلیمان (Parliament) میں موجود نمائندگان طبقۂ اِشرافیہ (Elite Class) سے تعلق رکھتے ہیں"[1]۔

(۱۴) سیاستدانوں کا پروٹوکول (Protocol)

حضراتِ گرامی قدر! ہمارے حکمرانوں، وزیروں، مُشیروں، ججوں اور بیورو کریٹس (Bureaucrats) کی سکیورٹی (Security) اور شاہانہ پروٹوکول (Luxury Protocol) بھی، مہنگائی کے بڑے اَسباب میں سے ہے۔ سرکاری اَعداد و شمار کے مطابق "صدرِ مملکت، وزیرِ اعظم، وُزراء، مُشیران و معاونین کی سکیورٹی اور پروٹوکول (Security and Protocol) کا سالانہ خرچ، ۴۵ کروڑ ۴۳ لاکھ روپے ہے، عدلیہ کا خرچ ۳۰ کروڑ ۴۵ ہزار روپے، اور اسلام آباد پولیس کا سکیورٹی (Security) کی مد میں خرچ ۹۵ کروڑ ۴۶ لاکھ روپے ہے۔

اسی طرح اگر بلحاظِ آبادی پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کی بات کی جائے، تو گورنر اور وزیرِ اعلیٰ پنجاب کی سکیورٹی اور پروٹوکول (Security and Protocol) پر سالانہ ۴۲ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے، جبکہ پنجاب کے سابق وُزراء اور بیوروکریٹس (Bureaucrats) کی سکیورٹی (Security) پر سالانہ ۱۰ کروڑ ۵۸ لاکھ ۷۰ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ نیز لاہور میں عدلیہ کا سکیورٹی اور پروٹوکول

(۱) دیکھیے: "اِشرافیہ کی مُراعات اور غریب کا پسینہ" روزنامہ جنگ ڈیجیٹل ایڈیشن ۸ جون ۲۰۲۲ء۔

(Security and Protocol) کی مَد میں سالانہ خرچ ایک اَرب ۱۴کروڑ ۳۱لاکھ روپے ہے، صوبے میں سکیورٹی اور پروٹول(Security and Protocol) کے دیگر اِخراجات ۸۳ کروڑ ۳۶ لاکھ روپے ہیں، یوں (صرف لاہور کے) مجموعی اِخراجات ۲اَرب ۵۰کروڑ روپے سے زائد بنتے ہیں"[1]۔

میرے عزیز ہم وطنو! اگر ہم نے پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے، اور مہنگائی سے نَجات حاصل کرنی ہے، تو ہمیں اپنی اِشرافیہ کے طور طریقوں کو بدلنا ہوگا، اُن کی مُراعات واپس لیناہوں گی، اور آئینِ پاکستان کی رُو سے اس بات کو یقینی بناناہوگا کہ "تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں"[2] اور کوئی بھی شخص حکمِ شریعت سے بالاتر نہیں۔

یقین جانیے! اگر ان خطوط پر ہم اپنی ملکی پالیسی(Domestic Policy) بنانے اور اُسے نافذ کرنے میں کامیاب ہو گئے، تو ہمارا وطن دن دُگنی رات چَوگنی ترقی کرے گا، ورنہ خاکم بدَہن! وطنِ عزیز "اسلامی جُمہوریہ پاکستان" کے بجائے اِشرافیہ جُمہوریہ پاکستان بن کر رہ جائے گا!۔

مہنگائی سے نَجات پانے کے طریقے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مہنگائی کا علاج اور اس سے نَجات پانے کے متعدّد طریقے ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) ایضاً۔

(۲) "اسلامی جُمہوریہ پاکستان کا دُستور" باب اوّل، بنیادی حقوق، آرٹیکل ۲۵، صـ۱۴۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی اِطاعت وفرمانبرداری اور توکُّل

خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ پر توکُّل اور اس کی اِطاعت و فرمانبرداری، رزق کی تنگی اور مہنگائی سے نَجات کا بہترین ذریعہ ہے۔ "حلیۃ الاولیاء" میں مذکور ہے کہ حضرت ابو حازِم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کی: "اے ابو حازِم! تم دیکھتے نہیں کہ مہنگائی کس قدر بڑھ گئی ہے؟" (یعنی ہماری رَہنمائی فرمائیں کہ اِن حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟) حضرت ابو حازِم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہیں کس بات کا غم ہے؟ یقیناً جو ذات ہمیں کشادگی والے حالات میں رزق دیتی تھی، وہی ذات اب تنگی اور مہنگائی والے حالات میں بھی رزق دے گی"[1]۔ یعنی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، بس اللہ تعالی کی نافرمانی سے بچتے ہوئے، اس کی اِطاعت وفرمانبرداری میں لگے رہو، اور اس پر توکُّل کرو!۔

(۲) توبہ، استغفار اور نیک اعمال کی کثرت

حضراتِ محترم! توبہ، اِستِغفار اور نیک اعمال کی کثرت بھی تنگی، مصیبت اور مہنگائی سے نَجات، اور رزق میں برکت کا سبب ہے، حضرت سیِّدنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجاً، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجاً، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ»[2] "جو اِستِغفار کی کثرت کرے گا، اللہ تعالی اُسے ہر تنگی و مصیبت سے نکالے گا، اور ہر غَم سے نَجات عطا فرمائے گا، اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہو گا"۔

---

(١) "حلية الأولياء" سلَمة بن دينار ...إلخ، ٣/ ٢٣٩.
(٢) "سنن أبي داود" كتاب الوتر، باب في الاستِغفارِ، ر: ١٥١٨، صـ٢٢٤.

یاد رکھیے! مہنگائی سمیت دنیا کی تمام مصیبتوں، غموں اور مسائل سے نَجات کا سب سے بہترین حل توبہ واِستغفار ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں اظہارِ نَدامت کرتے ہوئے اپنے گناہوں کا اقرار کریں، آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم واِرادہ کریں، اور سچی توبہ کریں؛ کہ ایسا کرنا ہمارے گناہوں کی بخشش، قحط سے نَجات، اور رزق میں برکت کا سبب ہے، اور اسی بات کی نصیحت حضرت سیّدنا نُوح علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی اُمّت کو فرمائی، جسے قرآنِ حکیم میں یوں بیان فرمایا: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾[۱] "تو میں (حضرت سیّدنا نُوح علیہ الصلاۃ والسلام) نے کہا کہ اپنے رب سے مُعافی مانگو، یقیناً وہ بڑا مُعاف فرمانے والا ہے، تم پر مُوسلادھار بارش بھیجے گا، اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا، اور تمہارے لیے باغ بنادے گا، اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا"۔

(۳) مَوت کی یاد

جانِ برادر! مَوت کی یاد اور آخرت کا خَوف بھی مہنگائی کے غم سے نَجات پانے کا ایک بہترین طریقہ ہے، حضرت ابو العباس سُلَمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت بِشر بن حارِث رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا کہ "جب تمہیں مہنگائی کا حد سے بڑھ جانا فکر میں ڈالے، تو تم اپنی مَوت کو یاد کرلیا کرو؛ کہ یہ (مَوت کا غم اور اس کی یاد) تم سے مہنگائی کا غم دُور کردے گی"[۲]۔

---

(۱) پ۲۹، نُوح: ۱۰- ۱۲.
(۲) "حلية الأولياء" بِشر بن الحارث ...إلخ، ۸/ ۳۴۷.

(۴) اللہ تعالی پر توکُّل

عزیزانِ مَن! مہنگائی ختم کرنے کا ایک بہترین طریقہ اللہ تعالی پر توکُّل بھی ہے، اگر ہم ذاتِ باری تعالی پر توکُّل کریں، زیادہ مال ودَولت اور نفع کمانے کے چکر میں نہ پڑیں، اپنے گھروں میں اشیائے ضروریّہ کا اَنبار نہ لگائیں، اور صرف حسبِ ضرورت چیز خریدیں، تو اس سے بھی مہنگائی کا بڑی حد تک خاتمہ کیا جاسکتا، اس پر قابُو پایا جاسکتا ہے، ضرورت صرف اس اَمر کی ہے کہ ہم اللہ تعالی پر بھروسا رکھیں، اور اس بات کا کامل یقین رکھیں کہ جو رزق ہمارے مقدّر میں لکھا جاچکا ہے، وہ ہمیں ہر حال میں مل کر ہی رہے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[1] "جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لیے نَجات کی راہ نکال دے گا، اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾[2] "یقیناً اللہ تعالی ہی بڑا رزق دینے والا، قوّت اور قدرت والا ہے"۔

حضرت سیّدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: «هَلُمُّوا إِلَيَّ» "میرے پاس جمع ہو جاؤ!" جب لوگ متوجہ ہوکر بیٹھ گئے تب مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ جِبْرِيلُ نَفَثَ فِي رَوْعِي: أَنَّهُ لَا تَمُوتُ نَفْسٌ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَلَيْهَا،

---

(۱) پ۲۸، الطلاق: ۲، ۳.

(۲) پ۲۷، الذاريات: ۵۸.

فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَأْخُذُوهُ بِمَعْصِيَةِ اللهِ؛ فَإِنَّ اللهَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ»(۱) "یہ رب العالمین کے قاصِد حضرت جبریل ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ کوئی جاندار اپنا رزق مکمل کیے بغیر نہیں مرے گا، اگرچہ وہ اس تک دیر سے پہنچے، تو اللہ تعالی سے ڈرو! اور اچھے انداز سے رزق طلب کرو، رزق پہنچنے میں تاخیر کہیں تمہیں اللہ تعالی کی نافرمانی میں مبتلا نہ کردے! کہ یقیناً جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے وہ اس کی فرمانبرداری سے ہی ملتا ہے"۔

(۵) رزق کمانے میں میانہ رَوِی اختیار کرنا

برادرانِ اسلام! رزق کمانے میں میانہ رَوِی اختیار کرنا بھی مہنگائی ختم کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے؛ کیونکہ زیادہ نفع کی حرص ولالچ کے باعث چیزیں مہنگی، اور لوگوں کی پہنچ سے دُور ہو جاتی ہیں، اور انہیں تکلیف پہنچانے کا باعث بنتی ہیں، لہذا ہمیں یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے، کہ لاکھ کوشش کے باوُجود بھی کوئی انسان اپنے مقدّر سے زیادہ مال، دَولت اور رزق حاصل نہیں کر سکتا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا﴾(۲) "زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالی کے ذمّۂ کرم پر نہ ہو"۔ جس جاندار کا جب تک اور جتنا رزق لکھا ہے، وہ وعدے کے مطابق اُسے ضرور مل کر رہے گا!۔

لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مال ودَولت اور پیسہ کمانے کو مقصدِ حیات ہرگز نہ بنائے، بلکہ اس میں میانہ رَوِی اختیار کرے؛ کہ بحیثیت مسلمان ہمیں

---

(۱) "مُسند البزّار" مسند حذيفة بن اليمان رضي الله عنهما، ر: ۲۹۱٤، ۷/ ۳۱٤.
(۲) پ۱۲، هُود: ٦.

ایسا کرنے کا حکم ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ؛ فَإِنَّ نَفْساً لَنْ تَمُوْتَ حَتّى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا، وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ»[1] "اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور روزی کمانے میں میانہ رَوی اختیار کرو؛ کیونکہ کوئی بھی شخص اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا، اگرچہ اس میں دیر ہو جائے، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی کماؤ، جو حلال ہے اُسے لے لو، اور جو حرام ہے اُسے چھوڑ دو"۔

(٦) فُضول خرچی اور اِسراف سے اجتناب

میرے محترم بھائیو! فُضول خرچی اور اِسراف سے اجتناب بھی مہنگائی پر قابو پانے کا ایک مؤثر اور بہترین طریقہ ہے، اگر ہم اپنی اس بُری خصلت پر قابو پالیں تو غربت، اِفلاس اور مہنگائی سے نَجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ عام مُشاہدے کی بات ہے کہ ہم خریداری کرتے وقت اپنی ضرورت سے زیادہ چیزیں خریدتے اور بے جا مال ودَولت خرچ کرتے ہیں، شادی بیاہ کے مَوقع پر کھانا ضائع کرتے ہیں، اور مہندی وغیرہ میں ناچ گانے جیسی متعدِّد غیر شرعی رُسومات پر لاکھوں خرچ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے!۔

یاد رکھیے! بے مقصد اور غیر ضروری طَور پر پیسے کا ضائع کرنا، اللہ عزّوجلّ کو ہرگز پسند نہیں، اور ایسے لوگ اللہ ربّ العالمین کو سخت ناپسند ہیں، اِرشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾[2] "بے جا خرچ مت کرو، یقیناً بے جا

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتابُ التجارة، ر: ٢١٤٤، صـ٣٦١.
(٢) پ٨، الأنعام: ١٤١.

خرچ کرنے والے اللہ تعالی کو پسند نہیں!"۔

حضرت سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: «إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثاً: (١) قِيلَ وَقَالَ، (٢) وَإِضَاعَةَ المَالِ، (٣) وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ»[1] "یقیناً اللہ تعالی نے تمہارے لیے تین ۳ کاموں کو ناپسند فرمایا ہے: (۱) فُضول بات، (۲) مال ضائع کرنا (۳) اور بہت مانگتے رہنا (یا سوال کرنا)"۔ لہذا اپنے مال ودَولت کا دُرست استعمال کریں، اسے ناجائز وحرام کاموں کے بجائے، نیک اور اچھے کاموں میں خرچ کریں۔

"صحیح بخاری" میں ہے، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا، فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلاَ مَخِيْلَةٍ»[2] "بغیر فُضول خرچی اور تکبُّر کیے کھاؤ، پیو، پہنو اور خیرات کرو"۔ لہذا یقین جانیے! اگر ہم اپنی فضول خرچی اور اِسراف کی عادت پر قابو پالیں، اپنے مُعاملات میں اِعتدال ومیانہ رَوی اختیار کریں، اور غیر ضروری اِخراجات سے دُور رہیں، تو ہمارے مالی حالات میں کافی سُدھار پیدا ہو سکتا ہے، اور موجودہ دَور میں تیزی سے بڑھتی ہوئی مہنگائی پر بھی کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

(۷) مہنگی اشیاء کے متبادِل کی تلاش

حضراتِ گرامی قدر! مہنگائی ختم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے، کہ جس چیز کی قیمت میں اِضافہ ہو جائے اس کا استعمال ترک کرکے اس کا متبادِل تلاش کیا جائے، حضرت سیّدنا امام غزالی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم رحمہ اللہ تعالی

(١) "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، ر: ١٤٧٧، صـ٢٤٠.
(٢) المرجع نفسه، كتاب اللباس، صـ١٠٢٠.

اپنے مریدوں سے کھانے کی اشیاء کے بھاؤ پوچھا کرتے، تو آپ سے کہا جاتا کہ ان کی قیمتیں حد سے بڑھ گئی ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ (مہنگائی سے نَجات کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرماتے کہ "انہیں خریدنا چھوڑ دو، خود ہی سستی ہو جائیں گی"[1]۔

(۸) صرف ضروری اشیاء کی خریداری پر اِکتفاء کریں

حضراتِ ذی وقار! ضروری اَشیاء کی خریداری پر اِکتفاء کرکے بھی مہنگائی پر کسی حد تک قابُو پایا جاسکتا ہے، لوگوں کے سامنے مہنگائی کا رونا رونے کے بجائے ہمیں چاہیے کہ اپنے غیر ضروری اِخراجات پر قابو پائیں، اور صرف ضرورت کی چیز خریدیں، آئے روز گوشت، پیزا (Pizza)، مرغّن غذائیں، اور دیگر بازاری تیار غیر معیاری (Junk Foods) کھانے کے بجائے سبزیوں دالوں (Vegetables and Pulses) کو ترجیح دیجیے، مہنگے آئی فونز (iPhones) کے بجائے سادہ موبائل فون (Mobile Phone) سے کام چلائیے، اور خریداری کرتے وقت صرف وہ چیز خریدیں جس کے بغیر گزارہ مشکل ہو!!۔

(۹) اسلامی اُصولِ تجارت کی پابندی

حضراتِ محترم! تاجر حضرات کی جانب سے اسلامی اُصولِ تجارت کی پابندی بھی مہنگائی ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے، اگر تاجر حضرات اپنی اشیاء بیچتے وقت ان میں موجود عیب کی نشاندہی کریں، اور فروخت کی جانے والی چیز کی کوالٹی (Quality) کے حساب سے پیسے لیں، بلاوجہ قیمتوں میں اِضافہ نہ کریں، ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کریں، اور اپنے گاہکوں (Customers) کو دھوکا نہ دیں، تو

---

(١) "إحياء علوم الدين" كتاب كسر الشهوتَين، الفائدة التاسعة، ٣/ ٩٥.

اس سے بھی مہنگائی میں کافی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے، لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دَور میں دھوکا دینا، اور عیب زَدہ مال کو مہنگے داموں بیچنے کو، فنکاری اور اچھے سیل مین (Salesman) کی پہچان تصوُّر کیا جاتا ہے، حالانکہ ایسا کرنا حرام وگناہ ہے، اور حدیثِ پاک میں اس کی بڑی سخت مُمانعت بیان کی گئی ہے۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غلّے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اور اپنا دستِ مبارک اُس ڈھیر میں ڈالا تو اُنگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی، غلّے والے سے پوچھا: «مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» "اے غلّے والے یہ کیا ہے؟" دکاندار نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! بارش کے باعث کچھ تری آگئی ہے، نبئ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟! مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي!»(۱) "تو تم نے بھیگے ہوئے غلّے کو اُوپر کیوں نہیں کر دیا؟؛ کہ لوگ اسے دیکھ لیں! جو دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں!"۔

میرے محترم بھائیو! دھوکا دہی کرنے والے تاجروں سے حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اِظہارِ لاتعلقی بڑی سخت وعید ہے، لہذا تاجروں اور کاروباری حضرات کو چاہیے کہ بازار میں صرف معیاری اشیاء فروخت کریں، مال میں ملاوَٹ اور جعلسازی ہرگز نہ کریں، ناپ تول میں کمی نہ کریں، ہمیشہ سچ بولیں، اپنا مال بیچنے کے لیے جھوٹی قسمیں نہ کھائیں، خریداروں کے ساتھ خوش اَخلاقی سے پیش آئیں، بے جا منافع خوری سے گریز کریں، اپنی چیز لوگوں کو سستے داموں فروخت کریں، اور مصنوعی قلّت پیدا کر کے مہنگائی کے ذریعے لوگوں کو پریشان نہ کریں!۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتابُ الإيمان، ر: ۲۸٤، صـ۵۷.

(۱۰) سادَہ طرزِ زندگی

حضراتِ گرامی قدر! مہنگائی کم کرنے کا ایک مؤثِر طریقہ سادَہ طرزِ حیات بھی ہے، اسلامی تعلیمات میں اس کی بڑی اہمیت ہے، اور اکانومی (Economy) پر بھی اس کے بڑے اچھے اور گہرے اثرات مرتَّب ہوتے ہیں، اگر ہم لوگ سادگی اپنا لیں، غیر ضروری اشیاء کا استعمال ترک کر دیں، مہنگے مہنگے لباس پہننا چھوڑ دیں، نت نئے ماڈل (Model) کے آئی فونز (iPhones)، قیمتی فرنیچر (Expensive Furniture)، بڑی بڑی ٹی وی ایل ای ڈیز (TV LEDs)، گاڑیاں، ضرورت سے زائد بنگلے (Bungalows)، اور بڑے بڑے شادی ہالوں (Wedding Halls) میں شادی کی تقریبات، اور اَنواع واَقسام کے کھانوں کا استعمال ترک کر دیں، اور ان کے جگہ سستے کھانوں اور سادہ لباس کو ترجیح دیں، بے جا سجاوَٹوں اور نُمائشی دعوتوں سے اجتناب کریں، اپنے طرزِ زندگی کو بدلیں، اور سادگی اختیار کرلیں، تو ہماری مُعاشی حالت میں کافی سُدھار پیدا ہو سکتا ہے، اور مہنگائی پر قابو پاکر غربت کو کافی حد کم کیا جاسکتا ہے۔

وقت کا تقاضا اور ہمارے حکمرانوں کی ذمّہ داری

لیکن ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہمارے حکمران اور ایلیٹ کلاس (Elite Class) اس نیک کام میں پہل کریں؛ کیونکہ پُر تعیُّش طرزِ زندگی اور مُعاشی نظام کی تباہی کے ذمّہ دار سب سے زیادہ یہی لوگ ہیں، انہوں نے اپنی کرپشن، وبد عنوانی (Corruption) اور لُوٹ کھسوٹ سے وطنِ عزیز کو تباہی کے دہانے پہ لا کھڑا کیا ہے، اس پاک سرزمین پر بسنے والا ہر شہری، اور نیا پیدا ہونے والا ہر بچہ، غیر ملکی قرضوں کا اَسیر بنا دیا گیا ہے، ہمارے قومی اداروں کو یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں گِروی رکھا جا رہا ہے، لیکن اس کے باوُجود ہمارے نا اہل حکمران اور نام نہاد اِشرافیہ اپنی موج مستیوں،

سیاسی اُکھاڑ پچھاڑ، اور ذاتی مفادات کی جنگ میں مسلسل مصروف ہیں، جبکہ دوسری طرف غریب مہنگائی کی چکّی میں پِس رہا ہے، اس کی غربت میں مسلسل اِضافہ ہو رہا ہے، کم آمدنی والے لوگ ہماری غفلت اور طبقاتی تقسیم کی وجہ سے مزید غربت کا شکار ہو رہے ہیں، ہم غریب مزدوں کا حق صحیح طور پر اَدا نہیں کرتے، انہیں ان کی محنت کا پورا صِلہ نہیں دیتے، ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُن کی محنت کو کم پیسوں میں خرید کر خود زیادہ بچت ونفع کماتے، اس کے باعث غریب محنت کشوں کے چولہے بند ہو رہے ہیں، غریب آدمی اپنے بچوں سمیت خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہا ہے، مائیں اپنے ہاتھوں سے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو زہر دے رہی ہیں، الاَمان الاَمان!۔

حکمرانوں سے رِعایا کے حقوق کے بارے میں پُوچھ گچھ ہونی ہے!

لہذا ہمارے حکمران اور دیگر اصحابِ اختیار لوگ اُس وقت سے ڈریں جب روزِ محشر اُن سے اُن کی رِعایا (عوام) اور ماتحت لوگوں کے بارے میں پُوچھا جائے گا، حساب ہوگا! حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: فَالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ فَهُوَ رَاعٍ عَلَيْهِمْ، وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْؤُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ، وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[1].

"تم میں سے ہر ایک حاکم ہے، اور اُس سے اُس کی رِعایا کے بارے میں

(١) "صحيح البخاري" كتاب العِتق، ر: ٢٥٥٤، صـ٤١٢.

سوال ہوگا، پُوچھا جائے گا! * تو لوگوں کا امیر جواُن پر حاکم ہے، اس سے اُس کی رِعایا کے بارے میں سوال ہوگا * ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم و نگہبان ہے، اور اس سے اس کے اہل وعِیال کے بارے میں سوال ہوگا * عورت اپنے شَوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر نگہبان ہے، اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا * غلام (ومُلازِم) اپنے آقا (ومالک) کے مال کا نگہبان ہے، اور اس سے بھی اس بارے میں پوچھا جائے گا، لہذا جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم و نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کی رَعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) بازپُرس ہوگی !!"۔

رِعایا کے حقوق کی پامالی کی سزا

حضراتِ گرامی قدر! آج جو لوگ مَسندِ اقتدار پر براجمان ہوکر اِقتدار کے مزے لُوٹ رہے ہیں، انہیں یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ مَنصب وحکمرانی ایک اَمانت ہے، اور اس میں خِیانت کرنے والے کی سزا بروزِ قیامت جنّت سے محرومی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «لَا يَسْتَرْعِي اللهُ عَبْداً رَعِيَّةً، يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ»[1] "اللہ تعالی جب کسی بندے کو رِعایا کا نگران (حاکم) بناتا ہے، اور وہ اس حال میں مرے کہ اپنی رِعایا کے حقوق پامال کرتا ہو، تو اللہ تعالی اُس پر جنّت حرام کر دیتا ہے"۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہمارے حکمرانوں پر لازم ہے کہ * رِعایا کے حقوق کا خاص خیال رکھیں * اپنے عوام کی حق تلفی نہ کریں * ان کے لیے

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٣٦٤، صـ٧٣.

مشکلات کا باعث نہ بنیں * ان پر بے جا ٹیکس (Tax) نہ لگائیں * زیادہ مہنگائی نہ ہونے دیں * لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ آسانیاں پیدا کریں * انہیں مشکلات اور تنگی کا شکار نہ ہونے دیں * سرکاری اداروں میں بے جا اِخراجات کو کنٹرول (Control) کریں * کرپشن وبدعنوانی (Corruption) پر قابو پائیں * اپنے پروٹوکول (Protocol) میں کمی کریں * سرکاری وسائل کا بے جا استعمال نہ کریں * سادہ طرزِ حکمرانی اختیار کریں * سرکاری وسائل پر شاہانہ طرزِ زندگی گزارنے والے سیاستدانوں اور سرکاری مُلازموں کو دی جانے والی اِضافی مُراعات ان سے واپس لیں * اور عوام کی حق تلفی سے بچیں بچیں بچیں!!

دعا

اے اللہ! ہمیں رزقِ حلال کی فراوانی کے اسباب اختیار کرنے، اور کثرت سے توبہ واِستغفار کی سعادت نصیب فرما، ہمارے رزقِ حلال میں وسعتیں برکتیں عطا فرما، ہمیں اسلامی طریقے کے مُطابق تجارت اور کاروبار کی توفیق عطا فرما، رزقِ حلال کمانے اور حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرما، حرام اور ناجائز اشیاء کی تجارت سے بچا، ہمارے حکمرانوں کو اپنی رِعایا کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کا جذبہ، سوچ اور توفیق عطا فرما، انہیں اپنی عوام کی حق تلفی سے محفوظ فرما، ہمیں توکُّل وقناعت کی صفت سے مزیَّن فرما، سادگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما، اور تیزی سے بڑھتی ہوئی مہنگائی اور ذخیرہ اندوزی سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

اللہ دیکھ رہا ہے!

(جمعۃ المبارک ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ - ۰۷/۰۴/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے

برادرانِ اسلام! انسان چاہے خلوَت میں ہو یا جلوَت میں، اکیلے ہو یا لوگوں کے جُھرمٹ میں، چھپ کر عمل کرے یا ظاہر میں، الغرض جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالی اس کے ہر عمل سے باخبر اور اس کا نگہبان ہے، دلوں کے پوشیدہ راز جانتا ہے، زمین وآسمان میں کوئی ذرّہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں، نیک اعمال پر جزاء دیتا ہے، اور گنہگاروں کو توبہ کے لیے ڈھیل دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾[1] "اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے" مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن میں یہ بات راسخ کر لے، کہ میرا کوئی عمل اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں، لہٰذا چاہیے کہ اپنے

(١) پ ٤، النِساء: ١.

مالکِ حقیقی جَلَّ جَلَالُہٗ کی یاد کو ہر وقت اپنے دل میں بسائے رکھے، اور یقینِ کامل رکھے کہ مجھے "اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے!"۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾(۱) "اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"۔ ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾(۲) "یقیناً اللہ تمہارے کام جانتا ہے"۔

اللہ تعالی شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے

عزیزانِ محترم! اللہ ربّ العالمین ہماری شہ رَگ سے بھی زیادہ قریب ہے، اور ہمارا حال ہم سے زیادہ جانتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝۱۶ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝۱۷ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾(۳) "یقیناً آدمی کو ہم نے پیدا کیا، اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اُن کا نفس ڈالتا ہے، اور ہم دل کی رَگ سے بھی زیادہ اُس کے نزدیک ہیں (یعنی ہم بندے کے حال کو خود اُس سے زیادہ جانتے ہیں)، جب اس سے لیتے ہیں دو ۲ لینے والے (یعنی انسان کا ہر عمل لکھنے والے دو ۲ فرشتے)، ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں، جب بھی بندہ اپنی زبان سے کوئی (اچھی یا بُری) بات نکالتا ہے اُسے لکھنے کے لیے اس کے پاس ایک مُحافظ (فرشتہ) تیار بیٹھا ہوتا ہے"۔

---

(۱) پ ۳، البقرة: ۲٦٥.
(۲) پ ۱٤، النحل: ۹۱.
(۳) پ ۲٦، ق: ۱٦-۱۸.

اللہ تعالی ہمارے سب کام دیکھ رہا ہے

حضراتِ گرامی قدر! ہم جہاں کہیں اور جس حال میں بھی ہوں، اللہ تعالی ہمارے سب کام دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾[1] "وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو، اور اللہ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے"۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: «عَالِمٌ بِكُم أينَما كُنتم!»[2] "تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے"۔

حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ مِن أفضل إيمانِ المَرءِ أَن يعلمَ أَنَّ اللهَ تعالى مَعَه حَيْثُ كَان!»[3] "آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے، کہ وہ اس بات کا یقین رکھے کہ جہاں بھی ہو، اللہ تعالی اُس کے ساتھ ہے!"۔

فکرِ آخرت کا حکم

میرے محترم بھائیو! خدانخواستہ اگر دل میں گناہ کرنے کا خیال پیدا ہو، تو خود کو ذہن نشین کروائیں کہ اللہ تعالی ہمارے دلوں کی کیفیت، خیالات اور ہر گناہ سے آگاہ ہے، لہذا اگر ہم نے اللہ تعالی کی معصیت و نافرمانی اور گناہ کیا، تو بروزِ قیامت اس کے باعث ہماری سخت پکڑ ہوگی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾[4]

---

(١) پ ٢٧، الحديد: ٤.
(٢) "الدرّ المنثور" پ ٢٧، الحديد، تحت الآية: ٤، ٨/ ٤٩.
(٣) المرجع نفسه.
(٤) پ ٢٨، الحشر: ١٨.

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر جان دیکھے کہ کَل کے لیے کیا آگے بھیجا، اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

حافظ ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ اللہ تعالی کے فرمان: "ہر جان دیکھے کہ کَل کے لیے آگے کیا بھیجا!" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اپنا مُحاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا مُحاسبہ کیا جائے، اور دیکھو کہ تم نے کَل بروزِ قیامت مالک کی بارگاہ میں حاضری کے لیے، اعمالِ صالحہ کا کونسا ذخیرہ تیار کر رکھا ہے؟! تم جان لو کہ وہ تمہارے تمام اعمال اور اَحوال سے خوب آگاہ ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، تمہارے چھوٹے بڑے سب اعمال اس کے سامنے ہیں"[1]۔

ہر عمل اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش ہوگا

حضراتِ محترم! اللہ کریم کی رحمت نیک بندوں کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، آج انسان جو بھی عمل کرتا ہے، بروزِ قیامت اسے دیکھے گا، اور اس پر ذرّہ برابر بھی ظلم وزیادتی نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال مُلاحظہ فرما رہا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾[2] "قیامت کے دن ہم عدل وانصاف کی ترازُو رکھیں گے، تو کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے برابر ہو تو ہم اسے بھی لے آئیں گے، اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں"۔

(١) "تفسير القرآن العظيم" پ٢٨، الحشر، تحت الآية: ١٨، ٤/ ٣٤٨.

(٢) پ ١٧، الأنبياء: ٤٧.

اس تصوُّر سے ایک سچے مسلمان کے دل کے تمام گوشے خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی یاد سے معمور ہو جاتے ہیں، اور رَگ رَگ میں یہ بات سما جاتی ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے! اللہ دیکھ رہا ہے! تو دنیا کی حوَس، لالچ اور دیگر گناہوں کی چاہت اس کے دِل سے نکل جاتی ہے، قلب و ذہن پر پڑے پردے دُور ہو جاتے ہیں، اللہ کے نُور سے اس کا دِل رَوشن و منوّر ہو جاتا ہے۔

حضرت سیّدنا لقمان کی وصیت

عزیزانِ محترم! حضرت سیّدنا لقمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے نے پُوچھا کہ ابا جان! اگر تنہائی میں چُھپ کر گناہ کیے جائیں تو رب تعالی کیسے جانے گا؟ اس کے جواب میں آپ نے اپنے بیٹے کو جس طرح سمجھایا، اسے اللہ تعالی نے قرآنِ پاک میں یوں بیان فرمایا: ﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ﴾[1] "اے میرے بیٹے! بُرائی اگر رائی کے دانے برابر ہو، پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو، یا آسمان وزمین کے کسی حصے میں، اللہ اسے بھی لے آئے گا، یقیناً اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے"۔ یعنی نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو، اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جائے، بروزِ قیامت بندے پر ظاہر کر دی جائے گی، اس کا حساب ضرور ہو گا، یعنی اللہ تعالی ہر جگہ ہر حال میں تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے! ؏

چُھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ — وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے!

---

(۱) پ ۲۱، لُقمان: ۱۶.

اَرے او مُجرِم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے، کیا ہونا ہے![1]

عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو!

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ اپنی ساری مخلوق سے باخبر ہے، وہ ہمیں دیکھتا بھی ہے اور ہماری باتیں سنتا بھی ہے، اور ہماری دلی کیفیات سے بھی واقف ہے، لہذا ہر ایک کو چاہیے کہ جلوَت وخلوَت میں اللہ تعالی کی اِطاعت کرے، اور اُن چیزوں سے دُور رہے جن سے اللہ ربّ العالمین نے منع فرمایا ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پُوچھا گیا کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا: احسان یہ ہے: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»[2] "کہ تم اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تمہیں یہ کیفیت نصیب نہیں، تو یہی یقین پیدا کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے!"۔

امام ابنِ حجر عسقلانی رَحِمَہُ اللہ فرماتے ہیں کہ احسان کے پہلے مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ "مسلمان کے دل پر معرفتِ الٰہیہ کا اس قدر غلبہ ہو، اور وہ مُشاہدۂ حق میں اس طرح کھو جائے کہ گویا اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہے"، اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ معرفتِ الٰہیہ کے اس مقام پر اگرچہ نہ ہو کہ اللہ کو دیکھے، مگر اس کے ذہن میں ہر وقت یہ بات موجود رہے کہ "وہ جو بھی عمل کر رہا ہے، اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے!"[3] اس طرح عبادت کے دو۲ درجے ہوگئے: **ایک** یہ کہ "عبادت کے وقت یہ خیال جما رہے کہ ہم اللہ تعالی کو دیکھ

---

(۱) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، راہ پُرخار ہے کیا ہونا ہے، صـ۱۶۷۔
(۲) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ۵۰، صـ۱۲.
(۳) "فتح الباري" كتاب الإيمان، تحت ر: ۵۰، ۱/۱۴۸.

رہے ہیں"۔ **دوسرا** درجہ یہ ہے کہ "اللہ تعالی ہمیں دیکھ رہا ہے"، جب ایک مسلمان کو یہ درجہ نصیب ہو جائے گا کہ اللہ تعالی ہمارے ظاہر وباطن کو دیکھ رہا ہے، آنکھوں کی چوری سے لے کر سینے کے اندر تک مطّلع ہے، دل کی دھڑکنوں کے ساتھ خطرات بھی اس سے پوشیدہ نہیں، تو پھر دل میں بغاوَت، سرکشی، حکم عدولی، اِطاعت چھوڑنے اور اس کے آداب وشرائط میں کمی کرنے کا، یا کسی گناہ کا خیال بھی نہیں آسکے گا۔

"حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے فرمایا، کہ اللہ تعالی کو دیکھتے رہا کرو! اس نے اس کی وضاحت کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: ہمیشہ اس طرح رہو کہ گویا تم اللہ تعالی کو دیکھ رہے ہو"[1] یعنی ہمیشہ اپنے اعمال پر اللہ تعالی کو نگہبان تصوُر کیے رہو!۔

حضراتِ ذی وقار! رمضان المبارک میں ایک ماہ لگاتار روزوں کی مشق سے، رمضان شریف گزر جانے کے بعد بھی کچھ کھاتے پیتے وقت اچانک خیال آتا ہے، کہ میرا تو روزہ ہے، اور یہ کیفیت بعدِ رمضان بھی کئی دنوں تک باقی رہتی ہے، بالکل اسی طرح جب مسلمان ہر وقت یہ تصوُر رکھے گا کہ "مجھے اللہ دیکھ رہا ہے" تو جب کسی ممنوع چیز کی طرف قدم بڑھے گا، یہ تصوُر اس کے اُٹھے ہوئے قدم روک کر اسے گناہ سے بچا لے گا۔

اللہ تعالی سے دلوں کے راز پوشیدہ نہیں

عزیزانِ مَن! مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالی اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے، لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ آدمی ہمیشہ اللہ تعالی سے ڈرتا رہے، گناہوں سے سچی توبہ

(١) "إحياء علوم الدّين" كتاب المُراقبة والمُحاسبة، المقام ١، ٤/ ٤٢١.

کرے، اپنی ہر سانس اور حرکت کا مُحاسبہ کرے؛ تاکہ روزِ قیامت کی پریشانی ورُسوائی سے محفوظ رہے، ربِّ ذو الجلال ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ﴾[1] "جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے، تو اس سے ڈرتے رہو!"۔

گنہگاروں کو اللہ جَلَّ جَلالُہ کی تنبیہ

حضراتِ ذی وقار! بعض لوگ معصیت ونافرمانی میں اس قدر بے خَوف اور حد سے بڑھ جاتے ہیں، کہ اعلانیہ گناہوں کا نہ صرف خود اِرتکاب کرتے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی نیک اعمال سے روکتے، اور ان کی راہ میں رکاوَٹ بنتے ہیں، اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے، فرشتے ہر قول وفعل کو اُن کے نامۂ اعمال میں لکھ رہے ہیں، انہیں ایک دن موت آنی ہے اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، اَیسوں کو بطورِ تنبیہ اللہ رب العزّت ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى﴾[2] "کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے!"۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ خود کو اللہ تعالی کی نافرمانی اور گناہوں سے بچائے، شراب نوشی، رشوَت ستانی اور ناپ تول میں کمی سے کوسوں دُور بھاگے، اور اللہ تعالی کی مخلوق کو تنگ کرنے سے اجتناب برتے! اللہ جَلَّ جَلالُہ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾[3] "یقیناً تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں"۔

علّامہ اسماعیل حقّی رحمہ اللہ تعالی تفسیر "رُوح البیان" میں فرماتے ہیں کہ "اس آیتِ مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے، کہ مجرمِ اللہ تعالی سے چُھپ نہیں سکتے، اللہ عزّوجلّ

(۱) پ ۲، البقرۃ: ۲۳۵.
(۲) پ ۳۰، العَلَق: ۱٤.
(۳) پ ۳۰، الفجر: ۱٤.

اپنے بندوں کے اعمال کا نگہبان ہے، انہیں ان کے اعمال کے مطابق سزا و جزاء دے گا، بندے اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے، اس کی گرفت اور مُحاسبہ سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا"[۱]۔ علّامہ کاشفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی سب کو دیکھتا سب کی سنتا ہے، اس سے کوئی بھی شَے پوشیدہ نہیں"[۲]۔

اللہ تعالی سینوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہے

میرے محترم بھائیو! تنہائی یا رات کے اندھیرے میں بھی کسی بُرے کام کا اِرتکاب نہ کریں، اپنے دل و دماغ کو پراگندہ خیالات سے پاک رکھیں؛ کہ اللہ تعالی ہماری چھپی باتوں، اور دل کے ارادوں سے بھی خوب واقف ہے اور سب دیکھ رہا ہے؛ کیونکہ اس کا علم ہر چیز پر غالب وحاوی ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾[۳] "اللہ جانتا ہے چوری چُھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "نگاہوں کی خِیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا، اور ممنوعات پر نظر ڈالنا ہے، اور دِلوں کے راز، سب چیزیں اللہ تعالی کے علم میں ہیں"[۴] لہذا کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ کا اِرتکاب نہ کریں؛ کہ نہ جانے کس گناہ کے باعث اللہ تعالی ہم سے ناراض ہوجائے، اور بروزِ قیامت ہماری پکڑ ہوجائے!۔

---

(۱) "رُوح البيان" پ ۳۰، الفجر، تحت الآية: ١٤، ١٠/ ٤٢٧، ملخّصاً.
(۲) انظر: "رُوح البيان" تحت الآية: ١٤، ١٠/ ٤٢٧، نقلاً عن الكاشفي.
(۳) پ ٢٤، المؤمن: ١٩.
(۴) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۲۴، المؤمن، زیرِ آیت: ۱۹، ص۸۶۶۔

گناہوں پر دلیری

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! انسان روزانہ بڑی دیدہ دلیری سے گناہ اور نافرمانی کا اِرتکاب کرتا ہے، اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا، کہ ایک ایسی ذات ہمیں دیکھ رہی ہے، جسے نہ نیند آتی ہے نہ اُونگھ آتی ہے، اللہ ربّ العالمین آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی خُوب جانتا ہے، مگر ہم گناہ ونافرمانی کرتے ہوئے لوگوں سے توڈرتے ہیں کہ ہمیں کہیں کوئی دیکھ نہ لے، لیکن ہمیں اس بات کی کوئی پروا نہیں ہوتی، اور نہ شرمندگی ونَدامت کا احساس ہوتا ہے کہ ربِّ کائنات جلّ جلالہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا﴾[1] "وہ لوگوں سے توچھپتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چُھپ سکتے، اللہ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے، اور اللہ ان کے کاموں کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے"۔ یہ آیت مبارکہ تقویٰ وطہارت کی جڑ ہے، اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں، تو گناہ کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی، اللہ تعالی اپنے علم وقدرت سے ہر وقت ہمارے ساتھ ہے، اس سے شرم وحیاء زیادہ ہونی چاہیے۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں، اس نے اپنے علم وقدرت سے ساری کائنات کو اپنے اِحاطے میں لے رکھا ہے۔

---

(۱) پ ۵، النساء: ۱۰۸.

کوئی دیکھے نہ دیکھے، اللہ تو دیکھ رہا ہے!

عزیزانِ مَن! ایک رات حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں، لوگوں کی خبرگیری میں مصروف تھے کہ آپ کو تھکاوَٹ محسوس ہوئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی گھر کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگالی، اسی دَوران کسی خاتون کو اپنی بیٹی سے یہ کہتے سنا، کہ بیٹی! جاؤ اٹھو اور دودھ میں پانی ملادو، بیٹی نے کہا: اماں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب نے اس سے منع فرمایا ہے! ماں نے کہا کہ بیٹی جاؤ تم دودھ میں پانی ملادو، حضرت عمر تو ہمیں نہیں دیکھ رہے، اس لڑکی نے جواب دیا کہ اماں حضرت عمر اگرچہ ہمیں نہیں دیکھ رہے، لیکن ان کا رب تو دیکھ رہا ہے! حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نیک لڑکی کا جواب بہت پسند آیا، آپ نے اپنے غلام اَسلم سے فرمایا: «يَا أسلمُ! علّمِ البابَ واعرفِ الموضعَ» "اے اَسلم! اس دروازہ کی شناخت رکھنا، اور یہ جگہ بھی یاد رکھنا" پھر وہاں سے آگے چل دیے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «يَا أسلمُ! امضِ إلَى ذلكَ الموضعِ فانظرْ مَن القائلةُ، ومَن المقولةُ لها، وهلْ لهمْ مِنْ بعلٍ!» "اے اَسلم! وہاں جا کر معلوم کرو کہ وہ کون دو۲ عورتیں تھیں جو آپس میں بات کر رہی تھیں؟ اور کیا ان کے ہاں کوئی مرد ہے؟" حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت اَسلم رحمہ اللہ تعالیٰ معلومات لے کر واپس آئے، اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ وہ لڑکی کنواری اور غیر شادی شدہ ہے، اور وہ عورت اُس کی ماں ہے، اور ان کے ہاں کوئی مرد نہیں۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچوں کو بلایا اور اُن کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا، پھر فرمایا: «هلْ فيكمْ مَنْ يحتاجُ إلَى امرأةٍ أزوِّجهُ؟ ولوْ كانَ

بأبيكمْ حركةٌ إلَى النساءِ، مَا سبقهُ أحدٌ منكمْ إلَى هذهِ الجارية» "کیا تم میں سے کسی کو عورت کی حاجت ہے تو میں اس کی شادی کرادُوں؟ اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی حاجت ہوتی، تو تم میں سے کوئی بھی اس لڑکی سے (اس کی نیک نامی کے باعث) نکاح کرنے میں، مجھ پر سبقت نہ لے سکتا!" حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر اور حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عرض کی: ہم شادی شدہ ہیں، جبکہ آپ کے بیٹے حضرت سیّدنا عاصم بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں لہذا آپ میری شادی کرادیں۔ اپنے بیٹے کی رضا مندی جان کر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اُس لڑکی کو پیغامِ نکاح بھیجا، اور حضرت سیّدنا عاصم رضی اللہ تعالی عنہ سے اُس کی شادی کرادی، بعد میں اسی نیک خاتون کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی، جو حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ کی والدہ بنیں!"[1]۔

خود اپنا مُحاسبہ کیجیے

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنا مُحاسبہ کرتا رہے -ان شاء اللہ- اس کے سبب گناہوں سے بچنے میں کامیابی نصیب ہوگی، قیامت کے دن حسرتوں میں کمی ہوگی، اور جس نے دنیا میں اپنا مُحاسبہ نہیں کیا، وہ آخرت میں حسرت کا شکار ہوگا، قیامت کے دن اسے حساب کے لیے زیادہ دیر تک رُکنا پڑے گا، حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا»[2] "دنیا میں اپنا مُحاسبہ کرلو، اس سے پہلے کہ آخرت میں تمہارا حساب ہو" یعنی روزِ قیامت کی پکڑ سے

---

(١) انظر: "سيرة ومناقب عمر بن عبد العزيز الخليفة الزاهد" صـ١٠.
(٢) "سنن الترمذي" أبواب صفة القيامة، تحت ر: ٢٤٥٩، صـ٥٦٠.

پہلے ہی گناہوں سے سچی توبہ کرلو، نیک اعمال پر استقامت حاصل کرلو، ورنہ آخرت میں نَدامت وشرمندگی اُٹھانی پڑے گی، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت ضرور اپنا مُحاسبہ کرے، کہ آج میں نے نیک عمل کتنے کیے؟! اور کہاں کہاں رب تعالی کی نافرمانی ہوئی؟! حضرت سیّدنا وَہب بن منبّہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: «حقٌّ علَى العاقلِ أَنْ لا يَشْغلَ عَن أَربعِ سَاعاتٍ: سَاعةٌ يُناجِي فيها رَبَّه، وسَاعةٌ يُحاسِبُ فِيها نَفسَه»[1] ...الحدیث، "عقلمند پر لازم ہے کہ وہ چار ۴ اوقات سے غافل نہ ہو، ان اوقات میں سے ایک وقت اپنے رب تعالی سے مُناجات کے لیے مخصوص کرے، اور ایک مخصوص وقت خود اپنا مُحاسبہ کرنے کے لیے نکالے"۔

اللہ ورسول سے ہمارے راز پوشیدہ نہیں

حضراتِ محترم! مصطفی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب مسلمانوں کے لشکر کے ہمراہ غزوۂ تبوک سے مدینہ منوّرہ کی طرف واپس ہوئے، تو اس غزوہ سے پیچھے رہ جانے اور بہانے بنانے والے منافقین، راستے ہی میں آپ سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے، اور مختلف قسم کے حیلے بہانے کرنے لگے، کہ ہم فُلاں فُلاں مجبوری کے باعث جہاد میں شریک نہیں ہو سکے! اللہ تعالی نے ان بہانے باز منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾[2] "اللہ ورسول تمہارے کام دیکھیں گے، پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے، وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے"۔ یعنی

---

(١) "شُعب الإيمان" باب في تعديد نعم الله ...إلخ، ر: ٤٦٧٧، ٤/ ١٦٩١.
(٢) پ ١١، التوبة: ٩٤.

بارگاہِ رسالت میں اپنے بارے میں تمہیں کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں، وہاں شیخی کام نہیں آتی، انہیں تو ہر شخص کی حقیقت کا پتا چل جاتا ہے، ان کی بارگاہ میں شیخی بگھارنے کے بجائے مُعافی چاہو، بہانے وعُذر کے بجائے توبہ کرو؛ کیونکہ عملی گناہ کی مُعافی، عملی تَوبہ اور اچھے اعمال سے ہوگی۔

حضرت سیّدنا فرقد سنجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں، کہ مُنافِق جب دیکھتا ہے کہ اُسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ گُناہ کر ڈالتا ہے، افسوس! کہ وہ اِس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں، مگر اللہ دیکھ رہا ہے اس بات کا لحاظ نہیں کرتا"[1]۔

اللہ تعالی ظاہر وباطن سے آگاہ ہے

جانِ برادر! کائنات میں کوئی ایسی جگہ نہیں جو اللہ تعالی سے پوشیدہ ہو، نیز اللہ ربّ العالمین ظاہر کے ساتھ ساتھ ہمارے باطن سے بھی آگاہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾[2] "کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں"۔

حضرت سیّدنا ابو عثمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ "جب تم لوگوں کے لیے (وعظ کی) مجلس کا اِنعقاد کرو، تو اپنے نفس اور دل کے لیے واعظ بن جاؤ، کہ کہیں مجلس میں لوگوں کی آمد تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے؛ کیونکہ لوگ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں، جبکہ رب تعالی تمہارے باطن کو دیکھ رہا ہے"[3]۔

---

(١) "إحياء علوم الدين" كتاب المُراقبة والمُحاسبة، المقام ١، ٤/ ٤٢٢.
(٢) پ ١، البقرة: ٧٧.
(٣) "إحياء علوم الدين" كتاب المُراقبة والمحاسبة، المقام ١، ٤/ ٤٢١.

حضرتِ سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ "کسی بزرگ کا ایک نَوجوان شاگرد تھا، وہ بزرگ اس کی بڑی تعظیم کیا کرتے، اسے دوسروں سے مقدّم رکھا کرتے تھے، ان کے دیگر شاگردوں نے پوچھا کہ آپ اس کی اتنی عزّت کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ بزرگ نے کچھ پرندے منگوائے، اور اپنے ان شاگردوں کو ایک ایک پرندہ دے کر فرمایا، کہ اسے ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو، سب لوگ اپنا اپنا ذبح کیا ہوا پرندہ لے کر واپس بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، مگر وہ نوجوان زندہ پرندہ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے واپس آیا، بزرگ نے پوچھا کہ دوسروں کی طرح تم نے پرندہ کیوں ذبح نہیں کیا؟ اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو؛ کیونکہ اللہ تعالی تو مجھے ہر جگہ دیکھ رہا ہے، یہ جواب سن کر لوگ سمجھ گئے کہ آخر یہ نَوجوان کیوں زیادہ قابلِ احترام ہے"[1]۔

گناہ سے بچنے کے تین طریقے

برادرانِ اسلام! ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کی معصیت ونافرمانی سے بچنا ہے، اور گناہوں سے اجتناب کرنا ہے، لیکن اس کے باوُجود اگر شیطان بہکانے میں کامیاب ہو جائے، اور دل گناہ کی طرف مائل ہو جائے، تو اپنی توجّہ ان تین ۳اُمور کی طرف مبذول کریں؛ کہ ان کے سبب گناہوں سے بچنے میں بہت مدد ملے گی: (۱) جلوَت وخلوَت میں اللہ تعالی دیکھ رہا ہے، (۲) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں، (۳) اور ہر ایک کو مَوت کا مزہ چکھنا ہے۔

---

(۱) المرجع نفسه.

(۱) جلوَت وخلوَت میں اللہ تعالی دیکھ رہا ہے

عزیزانِ محترم! جلوَت ہو یا خلوَت اللہ تعالی ہمیں دیکھ رہا ہے، اور ہماری ہر بات حتی کہ انتہائی خفیف سرگوشی کو بھی سُن رہا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾[۱] "اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، جہاں کہیں تین ۳ شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے، اور پانچ ۵ کی (سرگوشی ہو) تو چھٹا وہ، اور نہ اس سے کم کی اور نہ زیادہ کی، مگر یہ کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں، پھر انہیں قیامت کے دن بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا، یقیناً اللہ سب کچھ جانتا ہے"۔

(۲) فرشتے ہمارے اچھے بُرے اعمال لکھ رہے ہیں

حضراتِ گرامی قدر! جہاں ایک طرف اللہ تعالی ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے، اور سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہیں دوسری طرف خالقِ کائنات عزّوجلّ کے حکم سے اس کے فرشتے ہمارے اچھے بُرے تمام اَعمال واَقوال کو ایک رجسٹر (Register) میں بطورِ ریکارڈ (Record) تحریر کررہے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ﴾[۲] "کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم اُن کی آہستہ باتیں اور اُن کی مُشاوَرت نہیں سنتے! ہاں کیوں نہیں (یعنی

(۱) پ ۲۸، المجادلة: ۷.
(۲) پ ۲۵، الزخرف: ۸۰.

یقیناً سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے (بھی) اُن کے پاس لکھ رہے ہیں!"۔

اعمال نامہ لکھنے کا حکم

حضراتِ ذی وقار! جو لوگ غفلت کا شکار ہو کر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہیں، اور گناہوں بھری زندگی گزار رہے ہیں، انہیں یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ کراماً کاتبین (نیکیاں اور گناہ لکھنے والے فرشتے) ہمارے ہر عمل کو اپنے پاس تحریر کر رہے ہیں، کہ کل بروزِ قیامت اُن کے اِقرار واِعتراف کے سِوا کوئی چارہ اور فرار کی راہ نہیں ہوگی۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾[1] "ہمارا یہ نَوِشتہ (اعمال نامہ) تم پر حق بولتا ہے، ہم لکھ رہے تھے جو تم نے کیا" یعنی ہم نے فرشتوں کو تمہارے اعمال لکھنے کا حکم دیا تھا۔

(۳) ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے

میرے محترم بھائیو! ہر انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو بار بار باوَر کرائے، کہ مَوت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا ذائقہ ہر ذی رُوح (جاندار) کو چکھنا ہے؛ کہ اس تصوُّر کے باعث گناہوں سے بچنے میں بڑا مدد ملے گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾[2] "ہر جان کو مَوت چکھنی ہے، اور تمہارے بدلے (یعنی اعمال کے صِلے) تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا، اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے"۔

---

(۱) پ ۲۵، الجاثية: ۲۹.

(۲) پ ٤، آل عمران: ۱۸۵.

دل کا سُکون وچَین

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! "اللہ دیکھ رہا ہے" اس تصوُر کے سبب انسان اللہ تعالی کی یاد میں رہتا ہے، اور یُوں اللہ کی یاد کے سبب وہ گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ دلی اطمینان، سُکون وچَین بھی حاصل کر لیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ﴾[1] "وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے سُکون وچَین پاتے ہیں، سن لو اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چَین ہے"۔ گویا گناہ سے انسان کا دل بے چَین ہوتا ہے، اور جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اسے چَین وسُکون نصیب ہوتا ہے، لہذا ہر گھڑی اپنے دل کو یادِ الٰہی سے معمور رکھیں، گناہوں سے کوسوں دُور بھاگیں، اور ہمیشہ یہ تصوُر قائم رکھیں کہ "اللہ دیکھ رہا ہے" اللہ تعالی کی رحمت سے اُمیدِ واثق ہے کہ اس تصوُر کی بدَولت گناہوں سے بچنے میں مدد ملے گی، اور نیک اعمال کی طرف رغبت بڑھے گی، ان شاء اللہ تعالی!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں ہر دم اپنی یاد کی توفیق عطا فرما، ہمیں گناہوں سے بچا، نیک اعمال کی توفیق عطا فرما، ہمارے ظاہر وباطن اور قول وفعل کے تفاوُت کو ختم فرما، ہمیں اعمالِ صالحہ کا جذبہ وسعادت عطا فرما، اپنی مَوت کو یاد رکھنے اور اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما، اور فکرِ آخرت کی سوچ عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

---

(۱) پ ۱۳، الرَعد: ۲۸.

بخل کی مذمّت اور اس کا علاج

(جمعۃ المبارک ۲۳رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۴/۱۴ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

بخل وکنجوسی کا لُغوی واِصطلاحی معنیٰ

برادرانِ اسلام! بخل کے لُغوی معنیٰ "روکنے" کے ہیں، جبکہ اِصطلاحِ شرع میں اس سے مُراد یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا شرعًا، عادۃً یا مُروّۃً لازم ہو، وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہے"[1]۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ بخل کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں سے روک دینا بخل ہے، اور جہاں روکنا چاہیے وہاں خرچ کرنا فُضول خرچی ہے، ان دونوں کے درمیان اِعتدال کا راستہ ہے، اور وہی محمود (ومطلوب) ہے"[2]۔

(١) "المفرَدات في غريب القرآن" باب الباء، صـ١٠٩، مُلخّصاً. "التعريفات" باب الباء، صـ٤٢، ٤٣، مُلخّصاً.

(٢) "إحياء علوم الدين" كتاب ذمّ البخل ...إلخ، بيان حدّ السخاء ...إلخ، ٣/ ٢٥٩.

بخل وکنجوسی کی مُمانعت

عزیزانِ محترم! بخل و کنجوسی انتہائی مذموم صفت ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں اس کی مُمانعت بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾[1] "جواُس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالی نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی، وہ ہرگز اُسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے، عنقریب جس میں بخل کیا وہ بروزِ قیامت اُن کے گلے کا طَوق ہوگا!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمہ اللہ تعالی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "بخل کے معنی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں، کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے، اسی لیے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آرہی ہے، "ترمذی شریف" کی حدیث میں ہے کہ "بخل اور بد خُلقی یہ دو ۲ خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں"، اکثر مُفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکات کا نہ دینا مُراد ہے" مزید فرماتے ہیں کہ "بخاری شریف" کی حدیث میں ہے، کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکات ادا نہ کی، بروز قیامت وہ مال سانپ بن کر اُس کو طوق کی طرح لپٹے گا، اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں"[2]۔

دردناک عذاب کی وعید

حضراتِ گرامی قدر! جو لوگ بخل سے کام لیتے ہوئے اپنے مال کی زکات ادا نہیں کرتے، بلکہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں، اَیسوں کے لیے

---

(۱) پ ٤، آل عمران: ۱۸۰.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۴، آلِ عمران، زیرِ آیت: ۱۸۰، صـ۱۴۶۔

دردناک عذاب کی وعید ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾[1] "وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ! جس دن وہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اُس سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغیں گے (اور کہیں گے:) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا، اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو!"۔

زکات کی ادائیگی میں کوتاہی کا انجام

عزیزانِ مَن! بخل وکنجوسی کے باعث زکات کی ادائیگی میں کوتاہی برتنا، عذابِ الٰہی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ -يَعْنِي شِدْقَيْهِ- ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ! أَنَا كَنْزُكَ!»[2] "جسے اللہ تعالی نے مال دیا اور اُس نے زکات ادا نہیں کی، اُس کا وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا، جس کے سر پر دو ۲ کالے نشان ہوں گے، قیامت کے دن وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اُس کے دونوں جبڑے پکڑ

(۱) پ۱۰، التوبة: ۳٤، ۳۵.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ر: ۱٤۰۳، صـ۲۲٦.

کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں! میں تیرا خزانہ ہوں!"۔

ناپسندیدہ بندے

جانِ برادر! اللہ تعالی بخل (کنجوسی) کرنے والے اور اس کی ترغیب دینے والے کو ناپسند فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾[1] "وہ جو آپ بخل کریں اور اَوروں سے بخل کو کہیں، اور جو منہ پھیرے تو یقیناً اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا"۔

بخل وکنجوسی... ایک انتہائی مذموم صفت

حضراتِ ذی وقار! بخل وکنجوسی انتہائی مذموم صفت ہے، خالقِ کائنات اسے سخت ناپسند فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا﴾[2] "تم فرماؤ! اگر تم لوگ میرے رب کی رحمتوں کے خزانے کے مالک ہوتے، تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں، اور آدمی بڑا کنجوس ہے!"۔

بخل کی رَوِش

میرے محترم بھائیو! بحیثیت قوم بخل کی رَوِش اپنانا، اللہ جَلَّ جَلالُہٗ کی ناراضگی، اور اپنی ذِلّت ورُسوائی کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖؕ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا

(١) پ٢٧، الحديد: ٢٤.

(٢) پ١٥، الإسراء: ١٠٠.

اَمۡثَالَکُمۡ﴾[1] "ہاں ہاں یہ جو تم ہو! بُلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، تو تم میں سے کچھ لوگ بخل کرتے ہیں! اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے، اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو، اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سِوا اَور لوگ بدل لے گا، پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے" لہٰذا میرے بھائیو! ہمیں اس رَوِش کو ترک کر کے میانہ رَوِی کی عادت اپنانی ہوگی!۔

عذابِ جہنّم کا باعث

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! بخل و کنجوسی کی عادت اپنانا، مال ودَولت جمع کرنا اور وقتِ ضرورت اُسے راہِ خدا میں خرچ نہ کرنا، عذابِ جہنّم کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَةِ﴾[2] "جس نے مال جوڑا اور گِن گِن کر رکھا، کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اُسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا، ہرگز نہیں ضرور وہ روندھنے والی (جہنّم) میں پھینکا جائے گا"۔

بخیل و کنجوس ... جہنّم سے قریب ہے

حضراتِ گرامی قدر! بخیل شخص مال ودَولت کی حرص ولالچ میں اپنی عزّت، شُہرت اور اپنا دِین سب گنوا بیٹھتا ہے، اللہ ورسول اس سے ناراض ہوتے ہیں، وہ جنّت سے دُور اور جہنّم سے قریب ہوتا ہے، اس کے اپنے پرائے ہو جاتے ہیں، دوست اَحباب رُوٹھ جاتے ہیں، اور ایک وقت آتا ہے کہ جب وہ دنیا میں تنہا رہ جاتا ہے، کوئی اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے

(۱) پ۲٦، محمد: ۳۸.
(۲) پ۳۰، الهمزة: ۲- ٤.

روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ، قَرِيبٌ مِنَ الجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ. وَالبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ، بَعِيدٌ مِنَ الجَنَّةِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ!»[1] "سخی اللہ سے قریب ہوتا ہے، جنّت سے قریب ہوتا ہے، لوگوں سے قریب ہوتا ہے، اور جہنّم سے دُور ہوتا ہے۔ جبکہ بخیل اللہ تعالی سے دُور ہوتا ہے، جنّت سے دُور ہوتا ہے، لوگوں سے دُور ہوتا ہے، جہنّم سے قریب ہوتا ہے"۔

بخل وکنجوسی باعثِ ہلاکت ہے

برادرانِ اسلام! بخل، کنجوسی اور تنگ دِلی، ہلاکت، خون خرابہ اور عزّت وناموس کی بربادی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَاتَّقُوا الشُّحَّ؛ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ»[2] "بخل اور تنگدلی سے بچو؛ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل اور تنگدلی نے ہلاک کر دیا، اس چیز نے انہیں خونریزی اور حرام کو حلال کرنے پر اکسایا"۔

بخیل شخص کبھی کامل مؤمن نہیں ہو سکتا

عزیزانِ محترم! بخیل شخص کبھی کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ: (١) البُخْلُ (٢) وَسُوءُ الخُلُقِ»[3]

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في السخاء، ر: ١٩٦١، صـ٤٥٥.
(٢) "صحيح مسلم" باب تحريم الظلم، ر: ٦٥٧٦، صـ١١٢٩.
(٣) "سنن الترمذي" باب ما جاء في البخل، ر: ١٩٦٢، صـ٤٥٥، ٤٥٦.

"دو۲ خصلتیں مؤمن میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں: (۱) بُخل (۲) اور بد خُلقی"۔

جنّت میں داخلے سے محرومی

جانِ برادر! بخیل و کنجوس شخص جنّت میں داخل نہیں ہو گا، حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ: (١) خَبٌّ (٢) وَلَا بَخِيلٌ (٣) وَلَا مَنَّانٌ!»[1] "(۱) فریبی (۲) بخیل (۳) اور احسان جتانے والا، جنّت میں داخل نہیں ہوں گے"۔

ایک اَور مقام پر یہی روایت کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ یوں مذکور ہے: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ: (١) بِخَيْلٌ (٢) وَلَا خَبٌّ (٣) وَلَا خَائِنٌ (٤) وَلَا سَيِّئُ الْمَلَكَةِ!»[2] "(۱) بُخل کرنے والا، (۲) فریبی، (۳) خِیانت کرنے والا (۴) اور اپنے ماتحت سے بدسُلوکی کرنے والا، جنّت میں داخل نہیں ہوں گے"۔

دنیا وآخرت میں ہلاکت کا باعث

میرے محترم بھائیو! بُخل وکنجوسی دنیا وآخرت میں ہلاکت کا باعث ہے، حضرت سیّدنا عَمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے، اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «صَلَاحُ أَوَّلِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالتَّقْوَى، وَهَلَاكُ آخِرِهَا بِالْبُخْلِ وَالْفُجُورِ»[3] "اس اُمّت کے پہلے پہل لوگ تقویٰ وپرہیزگاری کے ذریعے سلامتی پائیں گے، جبکہ آخری زمانے کے لوگ بُخل اور بدکاری کے سبب ہلاکت میں مبتلا ہوں گے"۔

---

(١) المرجع نفسه، ر: ١٩٦٣، صـ٤٥٦.

(٢) "شُعب الإيمان" ٧٤- الجود والسخاء، ر: ١٠٣٦٤، ١٣/ ٣٠٠.

(٣) المرجع نفسه، ر: ١٠٣٥١، صـ٢٩١.

انسان کی دو بُری عادتیں

حضراتِ محترم! حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ ختمِ نبوّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالی شان ہے: «شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ: (١) شُحٌّ هَالِعٌ (٢) وَجُبْنٌ خَالِعٌ»[1] "آدمی کی یہ عادتیں بہت بُری ہیں: (۱) رُلا دینے والا بخل (۲) اور ذلیل کرنے والی بُزدلی"۔

بخیلوں کا بلاحساب جہنّم میں داخلہ

عزیزانِ مَن! بخل کتنی بُری صفت ہے کہ اس کے بارے میں بطورِ تنبیہ یہاں تک فرمایا گیا، کہ مالدار بخیل کو بلاحساب جہنّم میں داخل کیا جائے گا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «سِتَّةٌ يدْخلُونَ النَّار بِلَا حِسَاب: (١) الْأُمَرَاءُ بالجُور (٢) وَالْعَربُ بالعصبيّة (٣) والدهاقين بِالْكِبرِ (٤) والتُجّار بِالكَذِبِ (٥) والفقراءُ بِالْحَسَدِ (٦) والأغنياءُ بالبُخل»[2] "چھ۶ قسم کے لوگ بلاحساب آگ میں داخل ہوں گے: (۱) حکمران اپنی ناانصافی کے سبب، (۲) عرب اپنی عصبیت کے باعث، (۳) احمق تکبُّر کی وجہ سے، (۴) تاجر جھوٹ کے سبب، (۵) غریب حسد کی بنا پر، (۶) اور مالدار بخل کی وجہ سے"۔

بخل جہنّم کے ایک درخت کا نام ہے

حضراتِ گرامی قدر! بخل جہنّم کے ایک درخت کا نام ہے، جو اس درخت کی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے، وہ درخت اسے اپنی طرف جہنّم میں کھینچ لیتا ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

---

(١) "سنن أبي داود" باب في الجرأة والجبن، ر: ٢٥١١، صـ٣٦٤.
(٢) "الفردوس بمأثور الخطاب" باب السين، ر: ٣٤٩١، ٢/ ٣٢٩.

نے ارشاد فرمایا: «وَالْبُخْلُ شَجَرَةٌ مِنْ شَجَرِ النَّارِ، أَغْصَانُهَا مُتَدَلِيَاتٌ فِي الدُّنْيَا، مَنْ أَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا قَادَهُ ذَلِكَ الْغُصْنُ إِلَى النَّارِ»[1] "بخل جہنّم کے درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے، جس کی ٹہنیاں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں، جس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی، وہ ٹہنی اُسے جہنّم میں کھینچ لے گی"۔

جاہل سخی عبادت گزار بخیل سے بہتر ہے

حضراتِ ذی وقار! عبادت گزار بخیل کی بنسبت، جاہل سخی اللہ تعالی کو زیادہ پسند ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «وَالجَاهِلُ السَّخِيُّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ، مِنَ الْعَابِدِ الْبَخِيلِ»[2] "اللہ تعالی کو جاہل سخی، عبادت گزار بخیل سے زیادہ پسند ہے"۔

"مُکاشَفۃ القلوب" میں ہے کہ "حضرت سیّدنا یحییٰ عَلَيْهِ السَّلَام نے ابلیس (شیطان) سے پوچھا کہ تجھے کونسا آدمی پسند اور کونسا ناپسند ہے؟ ابلیس نے کہا کہ مجھے مؤمن بخیل پسند ہے، مگر گنہگار سخی پسند نہیں، سیّدنا یحییٰ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَام نے فرمایا کہ وہ کیوں؟ ابلیس نے کہا: اس لیے کہ بخیل (کنجوس) کو تو اس کا بخل ہی لے ڈُوبے گا، مگر فاسق سخی کے متعلق مجھے خطرہ ہے، کہ کہیں اللہ تعالی اس کی سخاوت کے باعث اس پر رحمت فرما کر اس کی حالت بدل دے! پھر ابلیس نے جاتے ہوئے کہا کہ اگر آپ یحییٰ (نبی) نہ ہوتے تو میں (راز کی یہ باتیں) کبھی نہ بتاتا"[3]۔

---

(١) "شُعب الإيمان" ٧٤- الجود والسخاء، ر: ١٠٣٧٥، ١٣/ ٣٠٨.
(٢) المرجع نفسه، ر: ١٠٣٥٥، صـ٢٩٣.
(٣) "مُكاشَفة القلوب" الباب ٢٥ في الزكاة والبخل، صـ٨٧، ٨٨.

سلام کرنے میں بخل کرنا

جانِ برادر! بخل کا مطلب صرف مال ودَولت خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لینا ہی نہیں، بلکہ نیک کام نہ کرنا، یا اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام نہ کرنا بھی بخل ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ»(۱) "لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے، جو سلام کرنے میں بھی بخل کرے"۔

حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجنے میں بخل سے کام لینا

عزیزانِ محترم! حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک سُن کر پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر دُرود وسلام نہ بھیجنا بھی بخل ہے، حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «البَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ»(۲) "بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذِکر کیا جائے، اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے"۔

بخل کے دینی ودنیاوی نقصانات

برادرانِ اسلام! بخل بہت بُری اور مذموم صفت ہے، اس کے متعدّد دینی ودُنیاوی نقصانات ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) بخیل کبھی کامل مؤمن نہیں بن سکتا، (۲) بخل ایمان سے روکنے اور کفر کی طرف لے جانے کا باعث ہے، (۳) بخل جنّت سے محرومی اور جہنّم میں لے جانے کا باعث ہے، (۴) بخل کی وجہ سے ایک مسلمان، کامل مؤمن بننے سے محروم رہتا

---

(١) "مُسند أبي يعلى" مسند أبي هريرة، ر: ٦٦٤٩، ١٢/ ٥٢٧.
(٢) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ٣٥٤٦، صـ٨٠٨.

ہے، (۵) بخل خونریزی اور دنیا وآخرت میں ہلاکت کا باعث ہے، (۶) بخل کے باعث انسان راہِ خدا میں خرچ کرنے کے اجر وثواب سے محروم رہتا ہے، (۷) بخل عزّت وناموس کی بربادی اور حرام کو حلال ٹھہرانے کا باعث ہے، (۸) بخل کے باعث انسان زکات جیسے اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، (۹) بخل کی وجہ سے دِلوں میں نِفاق اور رشتوں میں دُوریاں پیدا ہوتی ہیں، (۱۰) اور بخل کے باعث لالچ، حرص، نفرت، کدُورت، تنگدلی اور تنگ ظرفی جیسی متعدّد سماجی بُرائیوں میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے سبب مُعاشرے میں انسان کو ذِلّت ورُسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہٰذا حتّی الاِمکان اس مذموم صفت سے بچیں، اور اِیثار، قربانی اور سخاوت کا مُظاہرہ کریں۔

بخل کے اَسباب اور اُن کا علاج

حضراتِ گرامی قدر! بخل وکنجوسی کے متعدّد اسباب ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

"(۱) بخل کا پہلا سبب تنگ دستی کا خوف ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھے، کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی بلکہ اِضافہ ہوتا ہے۔

(۲) بخل کا دوسرا سبب مال سے محبت ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قبر کی تنہائی کو یاد کرے، کہ میرا یہ مال قبر میں میرے کسی کام نہ آئے گا، بلکہ میرے مرنے کے بعد وُرَثاء اسے بے دردی سے خرچ کریں گے۔

(۳) بخل کا تیسرا سبب نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خواہشاتِ نفسانی کے نقصانات اور اُس کے اُخروی انجام کا بار بار مُطالعہ کرے۔

(۴) بخل کا چوتھا سبب بچوں کے رَوشن مستقبل کی خواہش ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندۂ مؤمن اللہ تعالی پر بھروسہ رکھے، اور اپنے اعتقاد ویقین کو مزید پختہ کرے، کہ جس رب تعالی نے میرا مستقبل بہتر بنایا، وہی خالقِ کائنات میرے بچوں کے مستقبل کو بھی بہتر بنانے پر قادِر ہے۔

(۵) بخل کا پانچواں سبب آخرت کے مُعاملے میں غفلت ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غَور کرے، کہ جو مال ودَولت میں نے راہِ خدا میں خرچ کیا، مرنے کے بعد وہ یقیناً مجھے نفع دے گا، لہذا اس فانی مال سے خُوب نفع اٹھانے کے لیے، اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے"[1]۔

(٦) بخل کا مؤثر اور بنیادی علاج یہ ہے کہ بخل کے اَسباب پر غَور کر کے انہیں دُور کرنے کی کوشش کی جائے، اپنے دل کو مال کی محبت اور نفسانی خواہشات سے پاک کیا جائے، نیز اپنے مُعاملات میں قناعت، صبر اور میانہ رَوِی اختیار کی جائے؛ کہ دینِ اسلام ہمیں ہر مُعاملے میں ہمیشہ اِعتدال ومیانہ رَوِی کا حکم دیتا ہے، نیز بخل وکنجوسی اور اِسراف سے منع کرتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا﴾[2] "اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ، اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھا رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا!"۔

صدر الاَفاضل مفتی سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یہ تمثیل (بطورِ مثال) ہے، جس سے اِنفاق یعنی خرچ کرنے میں اِعتدال

---

(١) "إحياء علوم الدين" كتاب ذَم البخل وذَم حُب المال، بيان علاج البخل، ٣/ ٢٧٦- ٢٧٨. "باطنی بیماریوں کی معلومات" بخل کے پانچ اسباب اور اُن کا علاج، صـ۱۳۱، ۱۳۲۔

(٢) پ١٥، بني إسرائيل: ٢٩.

ملحوظ رکھنے کی ہدایت منظور ہے، اور یہ بتایا جاتا ہے کہ نہ تو (کنجوسی سے) اس طرح ہاتھ روکو کہ بالکل خرچ ہی نہ کرو، اور یہ معلوم ہو گویا کہ ہاتھ گلے سے باندھ دیا گیا ہے، دینے کے لیے ہِل نہیں سکتا، ایسا کرنا توسببِ ملامت ہوتا ہے؛ کہ بخیل کنجوس کو سب بُرا کہتے ہیں، اور نہ (ہی) ایسا ہاتھ کھولو کہ اپنی ضروریات کے لیے بھی کچھ باقی نہ رہے"[1]۔

بخل سے بچنے کی دعا

میرے محترم بھائیو! بخل ایمان کے لیے کس قدر خطرناک اور بُری صفت ہے! کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اللہ کی پناہ چاہی، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے دعا کی: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ البُخْلِ»[2] "اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں"۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! بخل کے باعث اللہ ورسول ناراض ہوتے ہیں، بخل وکنجوسی جنّت سے محرومی کا باعث ہے، انسان اس مذموم صفت کی وجہ سے جہنّم کے گڑھے میں پہنچ سکتا ہے، اگر دنیاوی اعتبار سے دیکھیں، تو بخل انسان کے اپنوں کو بے گانہ بنا دیتا ہے، باہم اُلفت، محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات کو ختم کر دیتا ہے، انسان صرف مال کا ہو کر رہ جاتا ہے، اس کے دماغ میں صرف یہی دُھن سوار رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مال جمع کر لیا جائے، بخیل شخص اپنے مال کو بوقتِ ضرورت اپنی جان پر بھی خرچ کرنے سے اجتناب کرتا ہے، اور اس فکر

---

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۵، بنی اسرائیل، زیرِ آیت: ۲۹، صـ۵۳۱۔

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الدعوات، باب التعوُّذ من البُخْل، ر: ٦٣٧٠، صـ١١٠٦.

میں رہتا ہے کہ کہیں اس کا مال کم نہ ہوجائے!۔

یاد رکھیے! یہ دنیا اور اس کا مال واَسباب سب عارضی وفانی ہے، ایک دن ہم سب کو مَوت آنی ہے، لہذا دنیا کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کریں، بخل وکنجوسی کی عادت کو ترک کریں، مُعاملات میں اِعتدال ومیانہ رَوِی اپنائیں، اپنے مال کو حسبِ ضرورت اپنے اہل وعِیال پر خرچ کریں، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد وکَفالت کریں، اور راہِ خدا میں زیادہ سے زیادہ خرچ کر کے اپنی آخرت کو بہتر بنائیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بخل وکنجوسی کی عادت سے بچا، دین ودنیا کے تمام مُعاملات میں اِعتدال اور میانہ رَوِی کی توفیق عطا فرما، کفایت شِعاری اور سادگی کی دَولت سے مالا مال فرما، اور لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے کام کرنے کی توفیق مَرحمت فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

جنّت اور اُس کی نعمتیں

(جمعۃ المبارک ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ - ۲۱/۰۴/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

جنّت کا آسائش وآرام

برادرانِ اسلام! ہر مسلمان کی کوشش اور ہر مؤمن کی آرزُو اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی اور جنّت میں داخلہ ہے؛ کیونکہ جنّت امن وسلامتی کا مقام، عقلمندوں اور بُرد باروں کی قیام گاہ ہے۔ جنّت کی کشادگی آسمانوں اور زمین سے بھی زیادہ ہے، اس میں جو نعمتیں ہیں انہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے ان کی حقیقت کو سنا، اور نہ کسی عام آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا، اس کی مٹّی زعفران کی ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یاقُوت کی ہیں، اس کے محلّات کی ایک اینٹ سونے کی تو دوسری چاندی کی ہے، جو اس میں داخل ہو گا وہ ایسی نعمتیں پائے گا جو کبھی ختم ہونے والی نہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا، وہاں کبھی کسی کو مَوت نہیں آئے گی، وہاں کبھی کسی کا لباس میلا نہیں ہو گا، کبھی

کسی کی جوانی ختم نہیں ہوگی، جنّت میں ایسی نہریں اور پھل ہیں جن کی حقیقت اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح نہیں، نہ دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے، جنّت میں داخل ہونے والوں سے اللہ تعالی فرمائے گا: ﴿يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾[۱]

"اے میرے بندو! آج نہ تم پر کوئی خَوف ہے نہ تمہیں کوئی غم، وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے، داخل ہو جاؤ جنّت میں تم لوگ اور تمہاری اَزواج ہنسی خوشی (جہاں تمہاری خاطر تواضُع ہوگی)۔ ان پر دَورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور مختلف قسم کے جام کا، اور اس میں جو جی چاہے، اور جس سے آنکھ کو لذّت پہنچے، اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ اور یہ ہے وہ جنّت جس کے تم وارِث کیے گئے اپنے اعمال سے، تمہارے لیے اس میں بہت سے میوے ہیں کہ ان میں سے کھاؤ"۔

عزیزانِ محترم! مفسّرینِ کرام اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "جنّتیوں کی وہاں (جنّت میں) ایسی خاطر مَدارت ہوگی، جس کا اَثر اُن کے چہروں پر نمودار ہوگا، غرضیکہ رب تعالی اپنی شان کے لائق انہیں عطا فرمائے گا، اور خادِم لڑکے سونے کے پیالوں میں پاکیزہ شراب بھر کر انہیں پیش کریں گے، چونکہ جنّتی لوگ حلقے

(۱) پ۲۵، الزُخرف: ۶۸-۷۳.

بنا کر بیٹھا کریں گے، لہٰذا خادِم لڑکے ان حلقوں میں گردش کریں گے، جنّتی جس چیز کی خواہش کرے گا کھائے گا، اور وہ کبھی بُری چیز چاہے گا ہی نہیں؛ کہ جنّت میں نفسِ اَمّارہ نہیں ہوگا، جنّت میں خوبصورت باغ ونہروں اور حسین بیویوں، بلکہ دیدارِ جنابِ مصطفی ﷺ، اور دیدارِ جمالِ پروَردگار سے آنکھ کو لذّت پہنچے گی، جو کہ تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے، رب تعالی ہم سب کو نصیب کرے! کہ یہ لوگ دنیا میں دیدارِ حضور ﷺ کے لیے ترس گئے تھے، اور عشقِ الٰہی کی آگ میں جلتے بھنتے تھے، اب یہ لوگ جنّت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ انہیں فنا ہے اور نہ جنّت کی نعمتیں فنا ہوں گی، جبکہ دنیا کے پھل تو مَوسم میں ہی ہوتے ہیں، مگر وہاں ہمیشہ رہیں گے، رب تعالی فرماتا ہے: ﴿ اُكُلُهَا دَآئِمٌ ﴾[1] "جنّت کے میوے ہمیشہ ہیں" جنّتی جنّت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس سے دو ۲ مسئلے معلوم ہوئے: **ایک** یہ کہ جنّت محض رب کے کرم سے ملے گی، لہٰذا اسے وراثت فرمایا جو اپنی کمائی کی نہیں ہوتی، **دوسرے** یہ کہ اس وراثت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں، جنّت کے درخت سدا بہار ہیں، ان کے پھلوں میں کمی نہیں آتی، ایک پھل توڑا کہ دوسرا اس کی جگہ اسی وقت نمودار ہو جائے گا، وہاں کوئی چیز مضِر (نقصان دہ) نہیں ہوگی، کسی سے پرہیز نہیں ہوگی، اور باوُجود خوب کھانے کے وہاں کچھ کمی نہیں آئے گی، لہٰذا یہاں ﴿ مِنْهَا ﴾ "ان میں سے کھاؤ" فرمایا گیا"[2]۔

---

(۱) پ۱۳، الرَّعد: ۳۵.

(۲) "تفسیر نور العرفان" صـ۷۸۸، ملخصًا۔

جنّت کی لازوال نعمتیں

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «قَالَ اللهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ» "اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے جنّت میں ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا" «وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ» "نہ کسی کان نے اُن کے بارے میں سنا" «وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ» "نہ کسی انسان کے دل پر اُس کا خیال گزرا" «فاقرؤا إن شئتُم:» "اس موقع پر چاہو تو یہ آیت پڑھو: «﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾»[1] "تو کسی کو نہیں معلوم جو ہم نے اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کے لیے چُھپا رکھی ہے!"۔

جنّت کے پاکیزہ محلّات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! جنّت اللہ تعالی کی ایک عظیم ولازوال نعمت ہے، اس میں پاکیزہ محلّات، باغات اور بہتی نہریں ہیں جو اہلِ ایمان کو عطا کی جائیں گے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَعَدَ اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[2] "اللہ تعالی نے مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ مکانوں کا وعدہ بسنے کے باغات میں، اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے، یہی بڑی مراد پانا ہے"۔

(١) "صحيح البخاري" كتاب بدءِ الخَلق، ر: ٣٢٤٤، صـ٥٤١.
(٢) پ١٠، التوبة: ٧٢.

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[1] "وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغات میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغات میں ہیں، یہی بڑی کامیابی ہے!"۔

نبئ کریم ﷺ نے جنّت کے محلّات کے اَوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا»[2] "دو ۲ جنتوں میں برتن اور تمام اشیاء چاندی کی ہیں، اور دو ۲ جنّتوں کے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہیں"۔

جنّت کے بالاخانے

عزیزانِ مَن! جنّت خالقِ کائنات جَلّ جَلالُہ کی مہربانیوں، کرم نوازیوں، رحمتوں اور فضل کی جگہ ہے، ہمیں اِن نعمتوں کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرنی ہے؛ کیونکہ منزلِ مقصود تک وہی پہنچتا ہے جو سفر کی صُعوبتیں، تکلیفیں اور مشکلات کو برداشت کرتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾[3] "لیکن جو اپنے رب سے ڈرے، اُن کے لیے بالاخانے (بلند عمارتیں) ہیں اُن پر بالاخانے بنے، اُن کے نیچے نہریں جاری ہیں"۔

(۱) پ۲۸، الصَف: ۱۲.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٤٤٨، صـ٩٢.
(۳) پ۲۳، الزُمر: ۲۰.

جنّت کی نہریں

حضراتِ ذی وقار! دودھ اور شہد کی نہریں بھی جنّت کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے، جس شخص نے ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کیے، اور گناہوں سے خود کو بچائے رکھا، اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ وہ اسے داخلِ جنّت فرما کر ان نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًاؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّاؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾[1] "جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں باغات میں لے جائیں گے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے، اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی؟!"۔

نعمتوں سے بھرپور باغات

میرے محترم بھائیو! جنّتیوں کو رہنے کے لیے جو محلّات اور پاکیزہ مکانات عطا کیے جائیں گے، اُن کی ایک خُوبی یہ ہے کہ اُن کے اِرد گرد نہایت سرسبز وشاداب، خوبصورت اور جنّت کی نعمتوں سے بھرپور باغات، نیز دودھ اور شہد کی نہریں ہیں، جنہیں دیکھ کر جنّتیوں کو راحت اور خوشی ملے گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾[2] "بسنے کے باغات جن میں جائیں گے، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، انہیں وہاں ملے گا جو چاہیں گے، پرہیزگاروں کو اللہ ایسا ہی صِلہ دیتا ہے!"۔

---

(١) پ٥، النساء: ١٢٢.

(٢) پ١٤، النحل: ٣١.

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ﴾[1] "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کے لیے چین کے باغات ہیں"۔

جنّتی باغوں میں مہمان نوازی

جانِ برادر! جنّت ہمیشہ رہنے والا اور آرام وآسائش کا مقام ہے، جسے اللہ کریم نے اپنے متّقی بندوں کے لیے تیار کررکھا ہے، خالقِ کائنات عزّوجلّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴾[2] "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، فردوس کے باغوں میں اُن کی مہمانی ہے"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "فردَوس جنّت کے تمام درَجات میں سب سے اعلیٰ وسب سے اونچا مقام ہے، اُس کے اوپر عرشِ الٰہی ہے، جہاں سے اُس میں نہریں آتی ہیں۔ مہمانی کا لفظ اس لیے فرمایا کہ وہاں جنّتی مؤمنوں کی خاطر تواضُع مہمانوں کی طرح کی جائے گی، مگر حقیقت میں اہلِ جنّت کواِن نعمتوں کا دائمی مالک بنادیا جائے گا"[3]۔

سونے کے کنگن اور عمدہ ریشمی کپڑے

حضراتِ محترم! سونے کے کنگن اور عمدہ ریشمی کپڑے جنّتیوں کا زیور اور لباس ہوں گے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهِمُ الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ یَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡهَا عَلَی الۡاَرَآئِكِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴾[4] "ان کے لیے بسنے کے

---

(۱) پ ۲۱، لُقمان: ۸.

(۲) پ۱۶، الکَهف: ۱۰۷.

(۳) "تفسیر نور العرفان" پ۱۶، الکہف، زیرِ آیت: ۱۰۷، ص۴۸۵۔

(٤) پ۱۵، الکَهف: ۳۱.

باغات ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز (یعنی عمدہ قسم کے ریشم) کے پہنیں گے، وہاں پر تختوں پر تکیہ لگائے، کیا ہی اچھا ثواب اور جنّت کیا ہی اچھی جگہ ہے آرام کی!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُـؤۡلُـؤًا‌ ؕ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ﴾[۱] "یقیناً اللہ انہیں داخل کرے گا جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، بہشتوں (جنّتوں) میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن اور موتی، اور وہاں ان کا لباس ریشم ہے"۔

دنیا کے پھلوں سے صورۃً مُشابہ پھل اور پاکیزہ بیویاں

برادرانِ اسلام! جنّت میں دنیا کے پھلوں سے صورۃً مُشابہ پھل اور پاکیزہ بیویاں بھی جنّت کی اُن بڑی نعمتوں میں سے ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا‌ ۙ قَالُوۡا هٰذَا الَّذِىۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا‌ ؕ وَلَهُمۡ فِيۡهَآ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ‌ۙ وَّهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾[۲] "جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، انہیں خوشخبری دے کہ اُن کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا، صورت دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا، اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا، اور اُن کے

---

(۱) پ۱۷، الحجّ: ۲۳.
(۲) پ۱، البقرة: ۲۵.

لیے ان باغوں میں ستھری بیبیاں (حُوریں) ہیں، اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے!"۔

غموں اور اندیشوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نَجات

عزیزانِ محترم! غموں اور اندیشوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نَجات بھی جنّت کی نعمتوں میں سے ایک ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴾[1] "کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے، کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ نہ کرے گا! اُن سے تو کہا گیا کہ جنّت میں جاؤ! نہ تم کو اندیشہ نہ کچھ غم!" لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ فرائض وواجبات کی پابندی کرے، گناہوں سے اجتناب برتے، اور اللہ تعالی کی رحمت سے پُر امید رہے!۔

ہمیشہ کے لیے جنّت میں ٹھکانہ

حضراتِ گرامی قدر! رحمتِ الٰہی سے جنّت میں جانا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا، کرم بالائے کرم اور بہت بڑی نعمت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ﴾[2] "جو خوش نصیب ہوئے وہ جنّت میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں، مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا، یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی!"۔

فُضول، بیہودہ اور لَغو باتوں سے نَجات

حضراتِ ذی وقار! فُضول، بیہودہ اور لَغو باتوں سے نَجات بھی جنّت کی نعمتوں میں سے ایک ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ

(۱) پ۸، الأعراف: ٤٩.
(۲) پ۱۲، هُود: ۱۰۸.

عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ۝۶۱ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ۝۶۲ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا﴾[1]

"بسنے کے باغات جن کا وعدہ رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا، یقیناً اس کا وعدہ آنے والا ہے، وہ اس میں کوئی بے کار بات نہ سنیں گے مگر سلام، اور ان کے لیے اس میں ان کا رزق ہے صبح وشام، یہ وہ باغ ہے جس کا وارِث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے!"۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ اللہ ورسول کی اِطاعت وفرمانبرداری کریں، اپنا قیمتی وقت ذِکر واَذکار، درود شریف اور عبادت میں گزاریں، بیہودہ گفتگو اور لَغو باتوں سے بچیں؛ تاکہ ربِ کریم کی جنّت میں خیر سے داخل ہو جائیں۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ۝۳۱ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ۝۳۲ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝۳۳ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ۝۳۴ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ۝۳۵ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا﴾[2] "یقیناً ڈر والوں کے لیے کامیابی کی جگہ ہے، باغات اور انگور، اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی، اور چھلکتا جام، اس جنّت میں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں نہ جھٹلانا، یہ صِلہ ہے تمہارے رب کی طرف سے نہایت کافی عطا!"۔

مَن چاہی مُرادوں کا پورا ہونا

میرے محترم بھائیو! مَن چاہی مُرادوں اور خواہشات کا پورا ہونا بھی جنّت کی نعمتوں میں سے ایک ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ

(۱) پ۱٦، مریم: ٦١-٦٣.
(۲) پ۳۰، النبأ: ۳۱-۳٦.

الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِیْرًا۝۱۵ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا﴾[1] "تم فرماؤ: کیا یہ بھلا یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا وعدہ ڈر والوں کو ہے؟! وہ ان کا صِلہ اور انجام ہے، ان کے لیے وہاں مَن مانی مُرادیں ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے، تمہارے رب کے ذِمّے وعدہ ہے مانگا ہوا!"۔

جنّت کے میوے، پاکیزہ مشروبات، باغات اور حُوریں

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! جنّت کے میوے، پاکیزہ مشروبات، راحت وچَین کے باغات، اور پاکیزہ کردار کی حامل بیویاں (حُوریں) جنّت کی وہ اعلیٰ نعمتیں ہیں جو ہر جنّتی کو عطا کی جائیں گی۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ۝۴۰ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌۙ۝۴۱ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَۙ۝۴۲ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِۙ۝۴۳ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۝۴۴ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍۭۙ۝۴۵ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَۚۖ۝۴۶ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ۝۴۷ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌۙ۝۴۸ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾[2] "مگر جو اللہ کے چُنے ہوئے بندے ہیں ان کے لیے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے: میوے اور ان کی عزّت ہوگی، چَین کے باغوں میں تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے، ان پر دَورہ ہوگا نگاہ کے سامنے بہتی (پاکیزہ) شراب کے جام کا، سفید رنگ پینے والوں کے لیے لذّت، نہ اس میں خمار (نشہ) ہے، اور نہ اس سے ان کا سر پھرے، اور ان کے پاس ہیں جو شَوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی، بڑی آنکھوں والیاں، گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے!"۔

---

(۱) پ۱۸، الفرقان: ۱۵، ۱۶.
(۲) پ۲۳، الصافّات: ۴۰-۴۹.

جنّتی حُور کا مقام

حضراتِ گرامی قدر! جنّتی حُور کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ اس بارے میں حضرت سیّدنا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «لَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلى أَهْلِ الْأَرْضِ، لأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلأَتْهُ رِيحاً، وَلَنَصِيفُهَا عَلى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا»[۱] "اگر جنّت کی کوئی عورت (حُور) اہلِ زمین کی طرف جھانک لے، تو زمین وآسمان کی درمیانی فضا جگمگا کر خوشبو سے معطّر ہو جائے، اور جنّت کی حُور کے سر کا دوپٹہ بھی دنیا اور اس کی تمام تر اشیاء سے بہتر ہے"۔

جنّت کی نعمتیں بیان کرتے ہوئے اللہ ربّ العالمین نے ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ ۙ۝۱۷ فٰكِهِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ۝۱۹ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ۝۲۰ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ ۝۲۱ وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ۝۲۲ یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِیْهَا وَ لَا تَاْثِیْمٌ ۝۲۳ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ﴾[۲] "یقیناً پرہیزگار باغات اور چین میں ہیں، اپنے رب کے دَین پر شاد شاد ہیں، اور انہیں ان کے رب نے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ کھاؤ اور پیو خوشگواری سے صِلہ اپنے اعمال کا، تختوں

---

(۱) "صحیح البخاري" کتاب الجهاد والسِیر، ر: ۲۷۹٦، صـ۴٦۳.
(۲) پ۲۷، الطُور: ۱۷-۲۴.

پر تکیہ لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں۔ اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حُوروں سے، اور جو ایمان لائے اور ان کی اَولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی، اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی، سب آدمی اپنے کیے (اعمال) میں گرفتار ہیں، اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں، ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی ہے نہ گنہگاری، اور ان کے خدمتگار لڑکے ان کے گرد پھریں گے، گویا وہ چُھپا کر رکھے گئے موتی ہیں!"۔

جنّت کے باغات اور بڑا فضل

جانِ برادر! دنیا میں اچھے بُرے کام کرنے والے ہر شخص کو اس کے اعمال کا صلہ ضرور دیا جائے گا، اگر کسی کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا، اور وہ دنیا میں مخلوقِ خدا پر ظلم وستم کرتا رہا، اللہ تعالی کی معصیت ونافرمانی کا مرتکِب ہوتا رہا، تو اُسے جہنّم میں ڈالا جائے گا، اور اگر بندہ مؤمن ہوا اور اس کے اعمال اچھے ہوئے، تو اُسے جنّت اور اس کی نعمتیں عطا کی جائیں گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ﴾[1] "تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں (اعمال) سے سہمے ہوں گے، اور وہ ان پر پڑ کر رہیں گی، اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، وہ جنّت کی پھلواریوں میں ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں، یہی بڑا فضل ہے!"۔

---

(۱) پ۲۵، الشُّورى: ۲۲.

جنّت کے ہر میوے کی دو قسمیں

برادرانِ اسلام! جنّت کی اَن گنت نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ اس کے ہر میوے کی دو۲ مختلف قسمیں اور ذائقے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾[1] "جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لیے دو۲ جنّتیں ہیں، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے! بہت سی ڈالوں والیاں، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے! ان میں دو۲ چشمے بہتے ہیں، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے! ان میں ہر میوہ دو۲ دو قسم کا، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے! ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا اَستر قنادیز (ریشم) کا، اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چُن لو، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے! ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شَوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، ان سے پہلے انہیں کسی آدمی اور جن نے نہ چُھوا، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے! گویا وہ لعل اور یاقُوت اور مونگا ہیں، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے!"۔

(۱) پ۲۷، الرحمن: ٤٦-٥٩.

لہذا ہر صاحبِ ایمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالی کے عذاب اور اس کے جاہ وجلال سے ڈرے، اور اُس کے اَحکام کا پابند رہے؛ تاکہ اللہ تعالی کی رِضا وخوشنودی حاصل کر کے، محض اس کے فضل وکرم سے جنّت کا حقدار ٹھہر سکے!۔

جنّت کی تھوڑی سی جگہ بھی دنیا ومافیہا سے بہتر

عزیزانِ محترم! جنّتیوں کے لیے جنّت میں ان کی طلب وخواہش اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا پورا پورا سامان ہے، جنّت کی تھوڑی سی جگہ بھی دنیا ومافیہا (دنیا اور اس میں موجود ہر شَے) سے بہتر ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا»[1] "جنّت میں چابک رکھنے کی جگہ بھی، دنیا اور اس میں موجود ہر شَے سے بہتر ہے"۔

جنّت کی سب سے بڑی نعمت

حضراتِ گرامی قدر! جنّت کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے، کہ اہلِ جنّت کو جنّت میں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوگا، حضرت سیّدنا صُہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ فرماتے ہیں: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، قال ﷺ: يَقُولُ اللهُ تبارك وتعالى: تُرِيْدُوْنَ شَيْئاً أَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئاً أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلى رَبِّهِمْ عزّ وجلّ»[2] "جب تمام جنّتی

(١) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسِير، ر: ٢٨٩٢، صـ٤٧٨.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٤٤٩، صـ٩٢.

جنّت میں چلے جائیں گے" نبیِّ کریم ﷺ نے مزید فرمایا: "تو اُس وقت اللہ تعالی ان سے فرمائے گا کہ کیا جنّت کے بعد تمہاری کوئی خواہش باقی ہے جسے پورا کر دُوں؟ جنّتی لوگ عرض کریں گے کہ اے باری تعالی! کیا تُو نے ہمارے چہرے رَوشن نہیں کیے؟ کیا تُو نے ہمیں جنّت عطا نہیں کی؟ کیا تُو نے ہمیں دوزخ سے نَجات نہیں دی؟ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: پھر اللہ تعالی ان کے اور اپنے درمیان سے حجاب اُٹھا دے گا، اور جنّتی اللہ تعالی کا دیدار کر لیں گے، پھر انہیں رب تعالی کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوگی!"۔

متّقی و پرہیزگار لوگوں کا ٹھکانہ

حضراتِ ذی وقار! متّقی و پرہیزگار لوگوں کا ٹھکانہ جنّت ہے، جس میں باغات اور نہریں ان کا مقدّر ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ﴾[1] "یقیناً پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں!"۔

جنّت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ

جانِ برادر! حضرت سیّدنا عبد اللہ بن قَیس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں، سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُولُهَا سِتُّونَ مِيلاً، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُوْنَ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضاً»[2] "مؤمن کے لیے جنّت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا، اس کا طُول ساٹھ ۶۰ میل ہوگا، اس میں ایمان والے کے اہل بھی ہوں گے، مؤمن ان کا چکر لگائے گا، اور اس

---

(۱) پ۲۷، القمر: ٥٤.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الجنّة وصفة ...إلخ، ر: ۷۱٥۸، صـ۱۲۳۳.

کے آر پار ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکیں گے"۔

جنّت کا موسم اور ماحول

میرے محترم بھائیو! جنّت اور اس کی نعمتوں کا تفصیلی بیان کرتے ہوئے، ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىٕكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا﴾ "جنّت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے، نہ اُس میں دُھوپ دیکھیں گے نہ سخت سردی" ﴿وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا﴾ "اس کے سائے اُن پر جُھکے ہوں گے، اور اس میں پھلوں کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیے گئے ہوں گے" ﴿وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَاۡ﴾ "اُن پر چاندی کے برتنوں اور کُوزوں کا دَور ہوگا، جو شیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے" ﴿قَوَارِيْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا﴾ "کیسے شیشے چاندی کے! ساقیوں نے انہیں پورے اندازے پر رکھا ہوگا" ﴿وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا﴾ "اُس میں وہ جام پلائے جائیں گے جن کا مزاج اَدرک مائل ہوگا" ﴿عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا﴾ "جنّت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں" ﴿وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا﴾ "اُن کے آس پاس ہمیشہ رہنے والے لڑکے خدمت میں پھریں گے، جب تُو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے" ﴿وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا﴾ "جب تو ادھر نظر اُٹھائے ایک چَین دیکھے اور بڑی سلطنت" ﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ "اُن کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے، اور انہیں چاندی کے کنگن

پہنائے گئے، اور انہیں اُن کے رب نے ستھری شراب پلائی" ﴿اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾[1] "(اُن سے فرمایا جائے گا کہ) یہ تمہارا اِصلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی!"۔

جنّت کس چیز سے بنی ہے؟

حضراتِ ذی وقار! نبئ کریم ﷺ نے جنّت کو مُلاحظہ فرمایا اور اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو اس کی خبر بھی دی، چنانچہ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! جنّت کس چیز سے بنی ہے؟ ارشاد فرمایا: «لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ، وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْيَاقُوْتُ، وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ، مَنْ يَدْخُلُهَا يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ، وَيَخْلُدُ لَا يَمُوْتُ، ولَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ، وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ»[2] "ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے کی، اس کا گارا نہایت خوشبودار مشک ہے، اس کے کنکر موتی اور یاقُوت ہیں، اس کی مٹّی زعفران کی ہے، جنّت میں جو داخل ہوگا نعمتوں میں رہے گا، کبھی مایوس نہ ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اسے موت نہیں آئے گی، نہ ان کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ہی ان کی جوانی ختم ہوگی!"۔

جنّت کا درخت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! جنّت اور اس کی نعمتوں کا حال بیان کرتے ہوئے نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي

---

(١) پ٢٩، الدَّهر: ١٣-٢٢.
(٢) "سنن الترمذي" أبواب صفة الجنّة، ر: ٢٥٢٦، صـ٥٧٣، ٥٧٤.

ظِلِّهَا مِئَةَ سَنَةٍ»[1] "جنّت میں ایک ایسا درخت ہے، جس کے سائے میں اگر کوئی سوار سو۱۰۰ سال تک چلے، تب بھی وہ سایہ ختم نہ ہو"۔

جنّت کے اَحوال اور اِنعام واِکرام

میرے محترم بھائیو! اللہ ربّ العالمین جنّت کا اَحوال اور جنّتی انعام واِکرام کا ذکر فرماتا ہے: ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ﴾ "اَحوال اُس جنّت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے، اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی متغیّر نہیں ہوتا" ﴿وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ﴾ "ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا" ﴿وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾ "ایسی (پاکیزہ) شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذّت ہے" ﴿وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى﴾ "اور اس میں صاف ستھرے شہد کی نہریں ہیں" ﴿وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾ "ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں" ﴿وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾[2] "اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت کا انعام!"۔

حصولِ جنّت کے لیے کوشش کا حکم

جانِ برادر! قرآنِ کریم میں بخشش اور حصولِ جنّت کے لیے کوشش کا حکم دیا گیا ہے، اِرشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾[3] "دَوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان (وُسعت) میں سب آسمان وزمین ہیں، پرہیزگاروں کے لیے تیار کر رکھی ہے!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب بدءِ الخَلق، ر: ٣٢٥٢، صـ٥٤٢.
(٢) پ٢٦، محمد: ١٥.
(٣) پ٤، آل عمران: ١٣٣.

اہلِ جنّت کے معمولات

عزیزانِ محترم! جو نعمتیں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے جنّتی لوگ پائیں گے، اُن کے بارے میں رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ، وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْتحميْدَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ»(۱) "جنّتی جنّت میں کھائیں گے پیئیں گے، وہ نہ اس میں رفع حاجت کریں گے، نہ ناک صاف کریں گے، نہ پیشاب کریں گے، اُن کا کھانا مُشک کی طرح خوشبودار ڈکار کی صورت میں تحلیل ہو جائے گا، اُن کو تسبیح اور حمد کا اِلہام کیا جائے گا جس طرح آدمی کا سانس آتا جاتا ہے"۔

جنّت میں گھر کیسے بنائیں؟

حضراتِ ذی وقار! بلاشبہ اللہ تعالی نے جنّت کے مکانات مزیَّن کر رکھے ہیں، اور اپنے بندوں سے ان مکانات کی تعریف ومدح بیان فرماتا ہے؛ تاکہ وہ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں، ان تک رَسائی کے لیے پہلا ذریعہ اللہ عزّوجلّ پر ایمان لانا، اور نیک اعمال کی کوشش کرنا ہے، ربِ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾(۲) "تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب پہنچائیں، مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی کی، ان

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الجنّة وصفة ...إلخ، ر: ۷۱۵٤، صـ۱۲۳۲.
(۲) پ۲۲، سبأ: ۳۷.

کے لیے دُگنا صِلہ ہے ان کے عمل کا بدلہ، اور وہ بالا خانوں (بلند عمارتوں) میں امن وامان سے ہیں"۔ یعنی سوائے نیک مؤمنوں کے کسی کے لیے سببِ قربت نہیں، اور ان کے لیے جتنا خدا چاہے نیکیاں زیادہ ہوں، اور وہ جنّت کے مَنازِلِ بالا میں ہر خوف وتکلیف سے اَمن میں ہوں گے"[1]۔

دعا میں جنّت الفردَوس مانگنے کی تلقین

عزیزانِ مَن! جنّت الفردَوس سب جنّتوں سے بلند تر ہے، اور اسی سے جنّت کی نہریں جاری ہوتی ہیں، لہٰذا جب الله تعالی کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرو تو جنّت الفردَوس مانگو۔ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ؛ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ، وَأَعْلَى الْجَنَّةِ» "جب الله تعالی سے مانگو تو جنّت الفردَوس مانگو؛ کیونکہ وہ سب جنّتوں کے درمیان اور سب سے بلند وبالا ہے" (راوی کہتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: «وفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ»[2] "اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اور اسی سے جنّت کی نہریں جاری ہوتی ہیں"۔

اہلِ ایمان سے جنّت کا وعدہ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! الله ربّ العالمین نے ایمان پر استقامت اور ثابت قدمی کا مُظاہرہ کرنے والوں سے جنّت کا وعدہ فرمایا ہے، اِرشادِ باری تعالی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓىٕكَ

(۱) "تفسیر ابن کثیر" پ۲۲، سبأ، تحت الآیة: ۳۷، ۳/ ۵٤۳، ملتقطاً.
(۲) "صحیح البخاري" کتاب الجهاد والسِیر، ر: ۲۷۹۰، صـ٤٦٢.

﴿أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءَۢ بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ﴾[1] "یقیناً جنہوں نے کہا کہ "ہمارا رب اللہ ہے" پھر اس بات پر ثابت قدم رہے، نہ اُن پر کوئی خَوف ہے نہ انہیں کوئی غم! وہ اہلِ جنّت ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ اُن کے اعمال کا بدلا ہے!"۔

لہٰذا اپنے ایمان پر ثابت قدمی کا مُظاہرہ کریں، قرآن وسنّت کے اَحکام کی پابندی کریں، زیادہ سے زیادہ نیک اعمال انجام دیں، گناہوں سے بچیں، تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کریں، اللہ ربّ العالمین سے جنّت الفردَوس کا سوال کریں، جہنّم سے پناہ مانگیں، اور دنیا کو آخرت پر ہرگز ہرگز ترجیح نہ دیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں ایمان پر ثابت قدمی عطا فرما، ہمیں فرائض وواجبات کا پابند بنا، قرآن وسنّت کے اَحکام پر استقامت عطا فرما، ہم سب کو جنّت الفردَوس اور اس کی نعمتوں سے مالا مال فرما، اور اُس کے حصول کے لیے نیک اعمال پر کاربند رہنے کا جذبہ اور سوچ عنایت فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) پ۲٦، الأحقاف: ۱۳، ۱٤.

مسلم دنیااور سائنسی افکار

(جمعۃ المبارک ۰۷ شوّال المکرّم ۱۴۴۴ھ - ۲۸/۰۴/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

سائنس (Science) کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! سائنس (Science) لاطینی زبان کے لفظ (Scientia) سے مشتق ہے، اس کا معنی ومفہوم غیر جانبداری سے حقائق کا اُن کی اصلی شکل میں باقاعدہ مُطالعہ کرنا، اور اپنی عقل، مُشاہدات اور تجربات کی رَوشنی میں کسی چیز کو جاننے کا طریقہ ہے[1]۔ اس کے نتائج کبھی بھی حتمی اور قطعی نہیں ہوتے، بلکہ یہ صرف اُس وقت تک کے حقائق ہوتے ہیں جب تک کوئی نئی دریافت (Discovery) نہ آ جائے۔ سائنسدان بھی اپنے علم کی یہی تعریف کرتے ہیں، اور اسے کبھی بھی حتمی اور قطعی قرار نہیں دیتے۔ لہذا بحیثیت مسلمان سب سے پہلے اس بات کو ذہن

(۱) "سائنس کیا ہے؟" سائنس، ص۷، ملخصًا۔

نشین کرنا، اور اُسے ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے، کہ سائنس انسانی تجربات ومُشاہَدات کا نتیجہ ہے جو کہ محدود اور غیر قطعی ہوتا ہے، اور اس (سائنس) میں ہر لمحہ خطا اور تبدیلی کے ساتھ ساتھ ترقی کا اِمکان بھی باقی رہتا ہے، جبکہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جو قطعی ہے، اس میں کوئی شک اور کسی تبدیلی کا اِمکان نہیں، البتہ ہمارے سمجھنے اور تاویل میں غلطی کا اِمکان ضرور رہتا ہے، لہذا سائنس اور قرآن کا کوئی تقابُل یا مُوازَنہ ہو ہی نہیں سکتا، اور ایسا کرنا یقیناً بڑی خطا اور گمراہی کا سبب بنتا ہے!۔

سائنسی نظریات سے متعلق طبقاتی تقسیم

عزیزانِ محترم! ہمارا مُعاشرہ سائنس (Science) سے متعلق تین ۳ مختلف طرح کے طبقات میں بٹا ہوا ہے: **ایک طبقہ** وہ ہے جو یکسر سائنس (Science) کو تسلیم نہیں کرتا، اور اسلام اور سائنسی نظریات کو باہم متصادِم جانتا ہے۔ **دوسرا طبقہ** وہ ہے جو سائنس (Science) سے اس قدر مرعوب ہے، کہ تمام اسلامی تعلیمات کو کھینچ تان کر سائنس (Science) سے ثابت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ جبکہ **تیسرا طبقہ** وہ ہے جو سائنس (Science) کی صرف اُن توجیہات کو قبول کرتا ہے جو اسلام کے قطعی عقائد اور اَحکام سے متصادِم نہ ہوں، نیز سائنس کی وہ توجیہات جو اسلام کے قطعی عقائد و اَحکام سے متصادِم ہوں انہیں یکسر مسترد کر دیتا ہے۔ اوّلُ الذِکر دونوں طبقات اِفراط وتفریط کا شکار ہیں، جبکہ تیسرا طبقہ انتہائی معتدِل سوچ کا حامل ہے، اور ایک حقیقی مسلمان کی سوچ ایسی ہی ہونی چاہیے[1]۔

---

(۱) دیکھیے: "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱" ستمبر، اسلام میں سائنس کا تصوُّر اور مسلم اِیجادات، ۲/۱۸۸۔

قرآنِ حکیم سائنس کی کتاب نہیں

حضراتِ گرامی قدر! قرآنِ حکیم اور کسی سائنسی تحقیق میں باہم مُماثلت محض ایک اتفاق ہے، لہذا قرآنِ حکیم اور سائنس (Science) کا باہم مُوازَنہ کرنے والوں کو یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہیے، کہ قرآنِ پاک کوئی سائنسی کتاب (Scientific Book) نہیں، بلکہ وہ اللہ رب العالمین کی کتاب ہے۔ نیز قرآنِ پاک کی تعلیمات سے مُماثِل کوئی سائنسی نظریہ ممکن ہے چند سالوں بعد تبدیل ہو جائے، لیکن قرآنِ حکیم کی تعلیمات اور اس میں بیان کردہ عقائد ونظریات حتمی ہیں، اُن میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں، لہذا مسلمان کے نزدیک سائنس کے صرف انہی نظریات کو قبول کیا جائے گا جو دینِ اسلام کے مطابق ہوں، بصورتِ دیگر انہیں رَد کر دیا جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ فزکس (Physics) کے مشہور نوبل انعام یافتہ (Nobel Prize Winner) سائنسدان "البرٹ آئن سٹائن" (Albert Einstein) کا یہ مشہور قول کہ "سائنس مذہب کے بغیر لنگڑی ہے، اور مذہب سائنس کے بغیر اندھا ہے"[۱] کُلّی طور پر ایک مسلمان کے لیے ہرگز قابلِ قبول نہیں؛ کیونکہ سائنس کی حُدود وقُیود متعیّن کرنے کے لیے مذہب کی ضرورت تو بہرصورت ہے، لیکن مذہب کو اپنی حقّانیت ثابت کرنے کے لیے سائنس کی ضرورت بھی نہیں"[۲]۔

---

(۱) دیکھیے: "قرآن اور جدید سائنس" آزاد دائرۃ المعارف وکیپیڈیا۔

(۲) دیکھیے: "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱" ستمبر، اسلام میں سائنس کا تصوُر اور مسلم اِیجادات، ۱۸۹/۲۔

کائنات کے اَسرار ورُموز سے آگاہی

رفیقانِ ملّت ِاسلامیہ! اللہ تعالی کی بنائی ہوئی یہ کائنات، بے شمار ولامحدود حقائق، مَعارِف اور عُلوم سے بھری ہوئی ہے، انسانی غور وفکر کے نتیجہ میں اس کے بعض رازوں سے پردہ اٹھ چکا ہے، اور بہتوں سے اٹھنا ابھی باقی ہے، اس بارے میں اللہ ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾(۱) "ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں، اور خود ان کے آپے میں، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ یقیناً وہ حق ہے، کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں!"۔

تخلیقِ انسانی کا مرحلہ وار بیان

عزیزانِ مَن! قرآنِ حکیم میں انسانی تخلیق کو مرحلہ وار بیان کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا﴾(۲) "ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹّی سے، پھر پانی کی بُوند سے، پھر خون کی پھٹک سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، نقشہ بنی اور بے بنی؛ تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں، اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں، ایک مقرّرہ میعاد تک، پھر تمہیں

---

(۱) پ ۲۵، فصّلت: ۵۳.
(۲) پ۱۷، الحجّ: ۵.

نکالتے ہیں ایک بچہ؛ پھر اس لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، اور تم میں سے کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے، اور کوئی سب میں نکمی عمر (بڑھاپے) تک ڈالا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے "یعنی بڑھاپے کے باعث عقل وحواس جاتے رہتے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں تخلیقِ انسانی کو مرحلہ وار بیان کیا گیا ہے، جس کے بارے میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْماً، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ»[(۱)] "تم میں سے ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس ۴۰ دن رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن جمے ہوئے خون کی صورت میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے، پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے، وہ اس میں رُوح پُھونک دیتا ہے، پھر اسے چار ۴ کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: (۱) اس (شخص) کا رزق، (۲) اس کی مدّتِ حیات، (۳) اس کا عمل (۴) اور اس کا بدبخت یا نیک بخت ہونا"۔

چاند سورج کی اپنے اپنے مدار میں گردش

حضراتِ گرامی قدر! سورج اور چاند اپنے اپنے مدار (Orbit) میں گردش کرتے ہیں، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾[(۲)] "وہی ہے جس نے رات دن

(۱) "صحيح مسلم" كتاب القدر، ر: ٦٧٢٣، صـ١١٥١.
(۲) پ ۱۷، الأنبياء: ۳۳.

بنائے اور سورج اور چاند، ہر ایک، ایک گھیرے (مَدار) میں پیر (تیر) رہا ہے!"۔

گردشِ شمس وقمر کے بارے میں ایک اَور مقام پر مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾[1] "تمہارے لیے سورج اور چاند مسخَّر کیے جو برابر چل رہے ہیں، اور تمہارے لیے رات اور دن کو مسخَّر کیا"۔

زمین کے نہ ہلنے کی وجہ

میرے محترم بھائیو! زمین ہمیں ہلتی ہوئی محسوس کیوں نہیں ہوتی؟ اور اس پر چلنے والا انسان گرتا کیوں نہیں؟ خالقِ کائنات عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾[2] "زمین میں ہم نے لنگر ڈالے؛ تاکہ انہیں لے کر نہ کانپے، اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں؛ تاکہ کہیں وہ راہ پائیں!"۔

خلا میں تیرتے سیاروں کے باہم نہ ٹکرانے کی وجہ

حضراتِ ذی وقار! خَلا میں تیرتے ہوئے سیّارے اور چاند سورج باہَم ٹکراتے کیوں نہیں؟ اس کی توجیہ یہ ہے کہ سورج وچاند سمیت تمام سیارے اپنے اپنے مخصوص مَدار (Orbit) میں گردش کر رہے ہیں، اور ایک سیّارہ اپنے مدار سے نکل کر دوسرے سیّارہ کے مدار میں داخل نہیں ہوسکتا، لہذا یہ سب آپس میں ٹکرانے سے محفوظ رہتے ہیں، اللہ تعالی نے سیّاروں کی اپنے اپنے مدار میں گردش کے بارے میں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ

(۱) پ ۱۳، إبراهيم: ۳۳.
(۲) پ ۱۷، الأنبياء: ۳۱.

سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ﴾[۱] "سورج کے لیے ممکن نہیں کہ چاند کو پکڑ لے، اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے سکتی ہے، اور ہر ایک، ایک گھیرے (مدار (Orbit)) میں پیَر رہا ہے"۔

بادَل بننے، بارش برسنے اور اَولے پڑنے کی قرآنی توجیہ

جانِ برادر! بادَل کیسے بنتے ہیں؟ بارش کیسے برستی ہے؟اور اَولے کیسے پڑتے ہیں؟ اس بارے میں خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ ؕ یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾[۲] "کیاتُو نے نہ دیکھا کہ اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادَل کو، پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے، پھر انہیں تہہ پر تہہ کر دیتا ہے، توتُو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے، اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اَولے، پھر ڈالتا ہے انہیں جس پر چاہے، اور پھیر دیتا ہے انہیں جس سے چاہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھ لے جائے! اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی، یقیناًاس میں نگاہ والوں (یعنی غور وفکر کرنے والوں) کوسمجھنے کا مقام ہے!"۔

میرے محترم بھائیو! مذکورہ بالا سطور میں کائنات سے متعلق اُن چند حقائق کو بیان کیا گیا جن کے متعلق سب سے پہلے قرآنِ حکیم نے آگاہی وشُعور بخشا، اور بعد

(۱) پ ۲۳، یس: ٤٠.
(۲) پ ۱۸، النور: ٤٣، ٤٤.

میں برسہابرس کی تحقیق اور ٹھوکریں کھانے کے بعد سائنس (Science) بھی اس کی تائید پر مجبور ہوگئی، لہٰذا اگر کبھی مستقبل میں کسی ایسی چیز سے متعلق سائنس کی تحقیق ایک بار پھر تبدیل ہو جائے جس کا حتمی اور یقینی بیان کلام اللہ شریف میں موجود ہے، اور وہ تحقیق قرآن وسنّت سے متصادِم ہو، تو ایسی سائنسی تحقیق کو کسی طَور پر قبول نہیں کیا جائے گا۔ البتہ جو سائنسی تحقیق اور کائنات میں غور وفکر، دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے کیا جائے اُس کی مُمانعت ہرگز نہیں، بلکہ وہ مطلوب ومحمود ہے۔

دنیاوآخرت میں کامیابی کی بنیادی کلید

عزیزانِ محترم! دنیاوآخرت میں کامیابی کے لیے، کائنات میں غور وفکر، جُزوِ لازم اور بنیادی کلید (چابی) کی حیثیت رکھتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَوَ لَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ ۟ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾(۱) "کیا انہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا، کہ اللہ تعالی نے پیدا نہ کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، مگر حق اور ایک مقرّرہ میعاد سے"۔

عجائباتِ دنیامیں غوروفکر کاحکم

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے اپنی قدرت کے نظارے دیکھنے، اور عجائباتِ دنیا میں غور وفکر کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنۡشِیُٔ النَّشۡاَۃَ الۡاٰخِرَۃَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾(۲) "تم فرماؤ کہ زمین میں سفر کرکے دیکھو! اللہ کیسے پہلے بناتا ہے، پھر اللہ

(۱) پ۲۱، الرُوم: ۸.
(۲) پ ۲۰، العنکبوت: ۲۰.

دوسری اٹھان اٹھاتا ہے (یعنی دوبارہ زندگی دیتا ہے) یقیناًاللہ سب کچھ کر سکتا ہے!"۔

چند مسلم سائنسدان اور ان کی اِیجادات

عزیزانِ محترم! ایک وقت تھا جب مسلمان علمی وفکری میدان میں سب سے آگے تھے، مسلمانوں کو علوم وفنون اور سائنسی تجربات کا کس قدر شَوق تھا،اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ دنیاکی تاریخ میں سب سے پہلے قائم ہونے والی درسگاہیں مسلمانوں نے بنائیں، اسلام پھیل جانے کے بعد انہی جامعات سے مسلم علمائے کرام، ماہر وحاذِق اَطباء، مفکرین، اور ایسے سائنسدان نکلے جنہوں نے علمی وفکری میدان میں نہ صرف مسلمانوں کالوہا منوایا،بلکہ اقوامِ عالَم کی سہولت، اور انسانیت کی خدمت کے پیشِ نظر بڑی اہم اِیجادات بھی کیں، اور علمی وتحقیقی مقالے (Theses)اور کتابیں بھی تحریر کیں!۔

(۱) جابر بن حیّان

حضراتِ ذی وقار!عالَمی شہرت یافتہ سائنسدانوں میں جابر بن حیّان کے نام سے کون واقف نہیں!وہ ایک عظیم مسلم سائنسدان تھے،انہیں بابائے کیمسٹری (Father Of Chemistry)بھی کہاجاتا ہے،مشرِق سے مغرب تک ہر مسلم وغیر مسلم سائنسدان اُن کی خدمات کا اعتراف کرتا ہے، انہوں نے آکسیڈیشن (Oxidation)، بُخارات (Evaporation)،عملِ کشید(یعنی مائع کو بُخارات میں تبدیل کرنے،اور بُخارات کو مائع میں تبدیل کرنے) جیسے کیمیا (Alchemy) کے بنیادی عوامل سے متعلق تحقیق، اور گندھک کے تیزاب (Sulfuric Acid)جیسی اہم اِیجادات کیں[۱]۔

---

(۱) "نامور مسلم سائنسدان" باب ۲، جابر بن حیّان، صـ۵۳- ۵۷، ملخصًا۔

(۲) عبد المالک اصمعی

عزیزانِ مَن! عبد المالک اصمعی ایک نامور مسلم سائنسدان اور ادیب تھے، علمِ حیاتیات (Biology) اور علمِ حیوانات (Zoology) میں انہیں کمال مہارت تھی، انہوں نے علمِ حیوانات پر پانچ ۵ کتابیں تحریر کر کے سائنسی معلومات کے ذخیرہ میں گرانقدر اِضافہ کیا، ان کتابوں کے نام یہ ہیں: (۱) کتاب الخیل (گھوڑا) (۲) کتاب الاِبل (اونٹ) (۳) کتاب الشاۃ (بھیڑ بکریاں) (۴) کتاب الوُحوش (جنگلی درندے) (۵) اور خلق الانسان (تخلیقِ انسانی)۔ اہلِ مغرب عبد المالک اصمعی کی ان تصانیف کو زولوجیکل سائنس (Zoological Science) میں ایک اہم پیش رَفت تسلیم کرتے ہیں[۱]۔

(۳) ابو القاسم زَہراوی

حضراتِ ذی وقار! ابو القاسم زَہراوی اَندُلس (اسپین) سے تعلق رکھنے والے ایک مشہور مسلم سائنسدان گزرے ہیں، انہوں نے دو سو ۲۰۰ سے زائد سرجری کے آلات (Surgical Instruments) اِیجاد کیے، یورپ سمیت دنیا بھر میں سرجری کے لیے جو آلات استعمال کیے جاتے ہیں، وہ کم و بیش آج بھی وہی ہیں، جو ابو القاسم زَہراوی کے اِیجاد کردہ ہیں[۲]۔

(۴) ابنِ سینا

میرے محترم بھائیو! ابنِ سینا (Ibn-e-Sina) فزکس (Physics) کا ماہر، وہ پہلا شخص تھا جس نے یہ کہا کہ رَوشنی کی رفتار لامحدود نہیں، بلکہ اس کی ایک

---

(۱) "مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات" "عبد المالک اصمعی، علمی خدمات اور کارنامے، ص۲۸۔

(۲) دیکھیے: "مسلمان سائنسدانوں کی اِیجادات" دنیا نیوز ڈیجیٹل ایڈیشن، ۸ ستمبر ۲۰۱۸ء۔ "نامور مسلم سائنسدان" باب ۲۶، ابو القاسم زَہراوی، ص۲۲۳- ۲۲۶، ملخصًا۔

معیّن رفتار ہے، اس نے زہرہ سیّارے (Venus Planets) کو بغیر کسی آلہ کے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا، اس نے سب سے پہلے آنکھ کی فزیالوجی (Physiology) اور اناٹومی (Anatomy) بیان کی، اس نے آنکھ کے اندر موجود تمام رگوں اور پٹھوں کو تفصیل سے بیان کیا، اس نے یہ بھی بتایا کہ سمندر میں پتھر کیسے بنتے ہیں، اور سمندر کے مُردہ جانوروں کی ہڈیاں پتھروں کی شکل کیسے اختیار کرلیتی ہیں؟[۱]۔

(۵) عطارُد الکاتب

حضراتِ محترم! عطارُد الکاتب کا نام بھی کسی تعارُف کا محتاج نہیں، انہوں نے علمِ مَعدنیات (Metallurgy) کو اپنی تحقیقات کا مرکز بنایا، پتھروں کی ماہیت معلوم کی، ان کے اثرات اور خصوصیات کا پتہ لگایا، ان کی طاقت اور قوّت کی جانچ کی، اور ان کی شناخت کے طریقے بتائے[۲]۔

(۶) ابو بکر محمد بن زکریارازی

عزیزانِ محترم! اپنے وقت کے عظیم طبیب (Doctor) اور سائنسدان ابوبکر محمد بن زکریارازی نے، جراثیم (Germs) اور انفیکشن (Infection) کے مابین تعلق معلوم کیا، جو میڈیکل ہسٹری (Medical History) میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے علاوہ ایتھانول (Ethanol) اور الکوحل (Alcohol) جیسی اہم اِیجادات بھی انہی کی مرہونِ منت ہیں[۳]۔

---

(۱) دیکھیے: "مسلمان سائنسدانوں کی اِیجادات" دنیانیوز ڈیجیٹل ایڈیشن، ۸ستمبر ۲۰۱۸ء۔
(۲) "مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات" عطارُد الکاتب، علمی خدمات اور کارنامے، صـ ۳۰۔
(۳) دیکھیے: "مسلمان سائنسدانوں کی اِیجادات" دنیانیوز ڈیجیٹل ایڈیشن، ۸ستمبر ۲۰۱۸ء۔

(۷) ابن الہیثم

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! علمِ بصریات (Optics) میں دنیا کی سب سے اہم اور جامع تصنیف "کتاب المَناظر" مسلم سائنسدان ابن الہیثم (Ibn al-Haytham) نے تحریر کی، انہوں نے آتشی شیشے (Burning Glass) اور کُرَوی عَدَسے (Spherical Lens) بنائے، لینس (Lens) یا عَدَسوں کو بڑا کرنے کی صلاحیت کی تشریح کی، عَدَسوں سے متعلق آپ کی تحقیق کی بنیاد پر یورپ میں مائیکرو سکوپ (Micro Scope) اور ٹیلی سکوپ (Tele Scope) کی اِیجاد ممکن ہوئی[۱]۔

دنیا کا سب سے پہلا پِن ہول کیمرہ (Pin Hole Camera) بھی انہی کی ایجاد ہے، اس سلسلے میں انہوں نے اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے کہا، کہ رَوشنی جس سوراخ سے تاریک کمرے میں داخل ہوتی ہے، وہ سوراخ جتنا چھوٹا ہوگا، تصویر (Picture) بھی اتنی ہی عمدہ بنے گی۔ اسی طرح دنیا کا سب سے پہلا کیمرہ آبسکیورہ (Camera Obscura) بھی مسلم سائنسدان ابن الہیثم ہی کی اِیجاد ہے[۲]۔

(۸) عباس ابنِ فرناس

حضراتِ گرامی قدر! عباس ابنِ فرناس اسپین کے نامورَ مسلم سائنسداں تھے، انہوں نے دنیا کا سب سے پہلا پلینی ٹیریم (Planetarium) قُرطُبہ میں نویں صدی عیسوی میں بنایا، یہ شیشے کا تھا، انہوں نے اس میں آسمان کی پروجیکشن

---

(۱) دیکھیے: "مسلمان سائنسدانوں کی اِیجادات" دنیا نیوز ڈیجیٹل ایڈیشن، ۸ ستمبر ۲۰۱۸ء، ملتقطاً۔
"نامورَ مسلم سائنسدان" باب ۲۸، ابن الہیثم، ص ۲۳۲ – ۲۳۹، ملتقطاً۔

(۲) "مسلمان سائنسدانوں کی چند اہم دریافتیں اور اِیجادات، ایک جائزہ" ۱۲ اپریل ۲۰۱۹ء۔

(Projection) اس طور سے کی کہ ستاروں، سیّاروں، کہکشاؤں کے علاوہ، بجلی اور بادَلوں کی کڑک بھی سنائی دیتی تھی[۱]۔

(۹) محمد بن موسیٰ خوارزمی

میرے عزیز دوستو! الجبرا (Algebra) پر دنیا کی پہلی کتاب "الکتاب المختصر فی حساب الجبر والمقابلۃ" مشہور عراقی سائنس داں محمد بن موسیٰ خوارزمی نے لکھی، انہوں نے اس کتاب میں ا سے ۹ اور صِفر کے اَعداد بھی پیش کیے، اس سے پہلے لوگ ہندسوں کے بجائے حروف کا استعمال کرتے تھے[۲]۔ مذکورہ بالا کتاب انگریزی میں "The Compendious Book on Calculation by Completion and Balancing" کے نام سے معروف ہے!۔

(۱۰) ابواِسحاق زرقالی

برادرانِ اسلام! ابواِسحاق زرقالی اَندلُس کے مانے ہوئے اسٹرونامیکل آبزَروَر (Astronomical Observer) تھے، انہوں نے ایک خاص اُصطرلاب (Astrolabe) "الصفیحہ" کے نام سے بنایا، جس سے سورج کی حرکت کا مشاہَدہ کیا جا سکتا تھا، انہوں نے اس اُصطرلاب (Astrolabe) پر ایک آپریٹنگ مینوئیل (Operating Manual) بھی تحریر کیا، جس میں اس سائنسی حقیقت کا انکشاف کیا، کہ آسمانی کُرے بَیضوی مدار (Elliptical Orbit) میں گردش کرتے ہیں، یہی اعتراف صدیوں بعد غیر مسلم سائنسدان کیپلر (Kepler) نے بھی کیا[۳]۔

---

(۱) ایضًا۔

(۲) ایضًا۔

(۳) "نامور مسلم سائنسدان" باب ۲۵، الزرقالی، ۲۲۱ تا ۲۲۲، ملخصًا۔

(۱۱) الجرازی

جانِ برادر! مسلم انجینئر الجرازی کا شمار بھی مسلم سائنسدانوں میں ہوتا ہے، انہوں نے شافٹ (Shaft) نامی ایک ایسی ڈیوائس (Device) تیار کی، جسے جدید عہد کی مشینری میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے، یہ اِیجاد انسانی تاریخ کی اہم ترین مکینیکل اِیجادات (Mechanical Inventions) میں سے ایک ہے، اس کے ذریعے پانی کو کنویں کی تہہ سے اوپر لایا جاتا ہے، والوز (Valves) اور پسٹن (Pistons) بھی الجزاری ہی کی ایجاد ہیں، انہیں روبوٹکس کا بانی (Founder of Robotics) بھی قرار دیا جاتا ہے[۱]۔

(۱۲) حَسن الرماہ

حضراتِ گرامی قدر! حَسن الرماہ ملکِ شام کے نامور مسلم سائنسدان تھے، انہوں نے ملٹری ٹیکنالوجی (Military Technology) پر ۱۲۸۰ء میں ایک شاندار کتاب لکھی، اس کتاب میں انہوں نے راکٹ (Rocket) کا ڈائی گرام (Diagram) بھی پیش کیا، اس راکٹ کا ماڈل امریکہ کے نیشنل ایئر اینڈ سپیس میوزیم (National Air and Space Museum) واشنگٹن (Washington) میں موجود ہے، مزید برآں یہ کہ اس کتاب میں گن پاؤڈر (Gun Powder) بنانے کے اَجزائے ترکیبی بھی دیے گئے ہیں[۲]۔

میرے محترم بھائیو! مسلم سائنسدانوں اور اُن کی سائنسی خدمات کی فہرست

---

(۱) "مسلم سائنسدانوں کی رَوشن اِیجادات" ڈان نیوز ڈیجیٹل ایڈیشن۔

(۲) "مسلمان سائنسدانوں کی چند اہم دریافتیں اور اِیجادات، ایک جائزہ" ۱۲ اپریل ۲۰۱۹ء۔

اس قدر طویل ہے، کہ اُن سب کا اِحاطہ اس مختصر سی تحریر میں ممکن نہیں، چند سائنسدانوں اور اُن کی اِیجادات بھی صرف اس نقطۂ نظر سے ذکر کی گئی ہیں، کہ ہم احساس کرتے ہوئے اپنے علمی وفکری جُمود کو ختم کریں، اور اس میدان میں دیگر اَقوام سے آگے بڑھ کر ملک، ملّت اور انسانیت کی بھرپور خدمت انجام دیں!۔

مسلم مُعاشرے میں علمی اِنحطاط ...آخر کیوں؟

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اگر اَقوامِ عالَم پر نظر ڈالیں تو آپ پر یہ افسوسناک حقیقت آشکار ہوگی، کہ مسلمان مسلسل علمی اِنحطاط کا شکار ہورہے ہیں، تعلیمی حوالے سے عالمی رینکنگ(International Ranking) میں ہم روز بروز نیچے جارہے ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہماری اکثریت نے کبھی یہ سوچنے کی بھی زحمت گوارہ نہیں کی، کہ آخر مسلم مُعاشرے پر ہی علمی وفکری جُمود کیوں طاری ہے؟ ہمارے مُعاملات ہی دن بدن کیوں اُلجھ رہے ہیں؟ اور اسلامی دنیا کا علمی اِنحطاط اور فکری جُمود آخر کب ختم ہوگا؟!

ہمارے علمی وفکری اور سائنسی جُمود کے اَسباب

حضراتِ گرامی قدر! جب ہم اپنے علمی وفکری اور سائنسی جُمود پر غور کرتے ہیں، تو اس کے متعدّد اَسباب سامنے آتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ترکِ قرآن

برادرانِ اسلام! مسلمانوں پر علمی وفکری اور سائنسی جُمود طاری ہونے کی ایک بڑی وجہ، قرآنِ حکیم سے ہماری لاتعلقی ہے، قرآنِ کریم ہمیں کائنات کے اَسرار ورُموز سمجھنے، اور حقائق، مَعارِف اور عُلوم کو جاننے میں ہماری رَہنمائی فرماتا ہے؛ کیونکہ قرآن

کریم میں ہر خشک وتر چیز کا بیان ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾(۱) "ہر تَر اور خشک چیز کا بیان قرآنِ کریم میں موجود ہے!"۔

حضرت ابو بکر بن مُجاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک روز فرمایا، کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو کتابُ اللہ میں مذکور نہ ہو، اس پر کسی نے اُن سے کہا کہ مسافر خانوں کا کہاں ذکر ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس آیتِ مبارکہ میں: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ﴾(۲) "اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اُن گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سُکونت کے لیے نہیں، اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے!"(۳)۔

حضراتِ محترم! قرآنِ کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، مگر ہماری بدقسمتی یہ کہ ہم نے اسے رَہنمائی کا ذریعہ بنانے کے بجائے، صرف حُصولِ برکت کا ذریعہ سمجھ لیا ہے! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ مجید کو دیکھنا، چُھونا اور اس کی تلاوت کرنا خیر وبرکت کا مُوجِب ہے، لیکن اس آخری آسمانی کتاب کے نُزول کا صرف یہی ایک مقصود مراد نہیں! بلکہ ہمیں اس پاک کلام سے ہدایت ورَہنمائی حاصل کرنے، اور اس کی مدد سے کائنات میں غور وفکر کر کے، اپنی دنیا وآخرت کو بہتر بنانے کی ترغیب دی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾(٤) "لوگوں کے لیے ہدایت اور رَہنمائی اور فیصلے کی رَوشن باتیں ہیں!"۔

---

(۱) پ ۷، الأنعام: ٥٩.

(۲) پ ۱۸، النور: ۲۹.

(۳) "الإتقان" النوع ٦٥ في العلوم المستنبطة من القرآن، ۲/ ۲٤٥.

(٤) پ۲، البقرة: ۱۸٥.

قرآنِ حکیم وہ کلامِ مقدّس ہے جو لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾[1] "یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی راہ ہے!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾[2] "یقیناً ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی؛ تاکہ کسی طرح انہیں دھیان (توجّہ) ہو!" ؏

درسِ قرآں اگر ہم نے بُھلایا نہ ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا!

(۲) علم وتحقیق سے دُوری اور عدم دلچسپی

عزیزانِ مَن! مسلمانوں کے علمی، سائنسی اور فکری جُمود کا ایک بڑا سبب، ان کی علم وتحقیق سے دُوری اور عدم دلچسپی بھی ہے، ہماری نَوجوان نسل آج علم وتحقیق اور مطالعۂ کُتب کے ذَوق سے ناآشنا ہو چکی ہے، ان کا زیادہ تر وقت انٹرنیٹ (Internet) پر فلمیں ڈرامے دیکھنے، موبائل فون (Mobile Phone) پر سوشل میڈیا (Social Media) کے استعمال، گیمز (Games) اور یار دوستوں کے ساتھ طویل گپ شپ میں ضائع ہوتا ہے، غیر نصابی کتابیں پڑھنے میں ان کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے، تعلیمی اداروں کی لائبریریاں ویران نظر آتی ہیں،

---

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۹.
(۲) پ۲۳، الزُمر: ۲۷.

گراں قدر سائنسی اِیجادات کا سلسلہ ایک عرصہ سے دیکھنے کو نہیں ملا! ہماری یونیورسٹیوں (Universities) میں سائنسی ریسرچ پیپرز (Scientific Research Papers) تیار کرنے، اور انہیں شائع کرنے کا بھی کوئی اہتمام نظر نہیں آتا! عالَمِ اسلام کو عالَمی سطح پر درپیش چیلنجز(Challenges) کے مقابلے کی تیاری، مسلم قوم کی مسلسل تنزُلی کے اسباب جاننے، اور نوجوان نسل کی ذہن سازی کے لیے کوئی ادارہ یا تھنک ٹینک (Think tank) بھی موجود نہیں، شاید یہی وہ عوامل ہیں جن کے باعث آج اُمّتِ مسلمہ کے نوجوانوں پر سائنسی وفکری جُمود طاری ہے۔

میرے محترم بھائیو! اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی بھی قوم کے رُوحانی وفکری اِرتقاء میں، علم و تحقیق کا انتہائی عمل دخل ہوتا ہے، اور علم و تحقیق کا سب سے اہم ذریعہ مطالعۂ کتب ہے؛ کہ وسیع ودقیق مطالعہ کے بغیر انسان کا ذہن اِدراک کی بلندیوں کو نہیں چُھوسکتا، اور حق بات کو پہچان نہیں سکتا، لہذا اپنے اندر ذَوقِ مُطالعہ، علم کی جستجو اور تحقیق کی لگن پیدا کریں، اور فکری جُمود کے اس خود ساختہ خول سے باہر تشریف لائیں!۔

ورنہ یاد رکھیے! جس مُعاشرہ سے علم وتحقیق کا ذَوق اور دلچسپی ختم ہوجائے، وہاں علم کی راہیں مسدود ہوجاتی ہیں، پھر مغلوبیت ان کا مقدّر ٹھہرتی ہے، آج اُمّتِ مسلمہ کا زَوال اس کی واضح مثال ہے! چھ سو۶۰۰ سال تک بغداد علم وادب کا گہوارہ رہا، لیکن سقوطِ بغداد کے وقت مسلمانوں کے عظیم کتب خانے دریائے فُرات میں بہا دیے گئے، پندرہویں صدی ہجری میں سُقوطِ اَندلُس کے بعد غَرناطہ کی سب سے بڑی لائبریری کو بھی نذرِ آتش کردیا گیا، یہ وہ دَور تھا جب مسلمان مطالعہ اور کتب جمع کرنے

کاذَوق وشَوق رکھتے تھے، لیکن رفتہ رفتہ ہم علم وتحقیق کی چاشنی سے محروم ہوتے گئے، اور یوں ذِلّت ورُسوائی ہمارامقدَّر بن گئی! ؏

کیا سناتا ہے مجھے تُرک وعرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز وساز!

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز!

ہو گئی رُسوا زمانے میں کُلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز![1]

(۳) قیادت ورَہنمائی کافقدان

حضراتِ گرامی قدر! سائنسی وفکری جُمود کاایک سبب اُمّتِ مسلمہ میں قیادت ورَہنمائی کا فقدان بھی ہے، نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دَورِ صحابہ کے بعد اُمّتِ مسلمہ قیادت کے اس تصوُر سے محروم ہو گئی، جو تصوُرِ قیادت کتاب وسنّت نے دیا تھا، اگرچہ تاریخ کے مختلف اَدوار میں مختلف علاقوں یا مسلم ممالک میں نامورَ قیادتیں وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہیں، لیکن ان میں اکثریت کی اَساس (بنیاد) خاندانی اقتدار پر تھی، ایسی قیادتوں کا اَلمیہ یہ رہاکہ کچھ قیادتیں اس خیال سے رِعایا کی فلاح کے کام کرتی رہیں کہ اگر رِعایا خوشحال ہوگی، توہماری خاندانی قیادت کے لیے کوئی

(۱) "کلیاتِ اقبال" بانگِ درا، دنیائے اسلام، حصّہ سوم ۳، صـ۲۹۰، ۲۹۱۔

چیلنج (Challenge) درپیش نہیں ہوگا، اور کچھ دوسری قیادتیں رِعایا کو علمی ومُعاشی طور پر نچلے درجے پر رکھنے کی پالیسی (Policy) پر گامزَن رہیں؛ تاکہ کسی میں اتنا حَوصلہ پیدا نہ ہو کہ ہماری قیادت کو چیلنج کر سکے، یہی وجہ ہے کہ مسلم دنیا نے جب تغیرُات اور عالمگیر تبدیلیوں سے بھرپور بیسویں صدی میں قدم رکھا، تو اُن کے پاس اپنے شاندار ماضِی پر فخر کے سوا شاید کچھ بھی نہ تھا!"[1]۔ لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ ہم اچھی طرح دیکھ بھال کر اپنے قائد، رَہنما اور حکمرانوں کا انتخاب کریں، اور کسی ایسے شخص کو اپنا قائد منتخب نہ کریں جو قیادت کے لیے نا مناسب ہو!۔

(۴) غیر معیاری درسگاہیں اور نظامِ تعلیم

جانِ برادر! غیر معیاری درسگاہیں اور نظامِ تعلیم بھی مسلمانوں کے علمی وفکری اور سائنَسی جُمود کا ایک بڑا اہم سبب ہے، بدقسمتی سے ہمارے ہاں تعلیم کو ایک کاروباری ذریعہ بنا لیا گیا ہے! ہر نجی اسکول (Private School)، کالج (College) اور جامعہ (University) کا اپنا اپنا نصاب اور ترجیحات ہیں، تعلیم کے نام پر قائم ہونے والی ان درسگاہوں میں، ماسوائے تعلیم، ناچ گانے، اپنی تہذیب سے متنفر کرنے، اور مغربی ثقافت (Western Culture) کا دِلدادہ بنانے کے لیے قوم کے بچوں اور نوجوانوں کا برین واش (Brainwash) کیا جارہا ہے!۔

ہمارے ہاں غیر معیاری درسگاہوں اور تعلیمی زَبوں حالی کا یہ عالَم ہے، کہ پورے عالمِ اسلام کے پاس عالَمی معیار کی ایک بھی یونیورسٹی (University) نہیں، جامعات تو کئی ہیں لیکن ان میں ہارورَڈ (Harvard) آکسفورڈ (Oxford)

---

(۱) دیکھیے: "اُمّتِ مسلمہ کا فکری جُمود، اَسباب واثرات" ڈیجیٹل ایڈیشن، مُکالمہ اپریل ۲۰۱۸ء۔

اسٹینفورڈ (Stanford) یا اُس جیسی دوسری یونیورسٹیوں (Universities) کا مقابلہ تو درکنار، ان کے معیار پر پچاس ۵۰ فیصد پورا اُترنے کی بھی ہمارے پاس صلاحیت ہے نہ اہلیت! بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سارے عالَمِ اسلام میں ایک خوفناک قسم کا علمی جُمود طاری ہوچکا ہے![1]۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اپنے اَسلاف کے شاندار ماضی کو پیشِ نظر رکھیں، اپنے قلب وذہن پر طاری اس علمی وفکری جُمود کو ختم کریں، اپنے اندر علم کی جستجو اور تحقیق ومُطالعہ کی لگن پیدا کریں، جو نوجوان ابھی طالبِ علم ہیں وہ اپنے اپنے مضامین کو دلچسپی سے پڑھیں، ان میں غَور وفکر کر کے تحقیقی مقالے (Research Papers) تیار کریں، سائنس میں دلچسپی رکھنے والے طلبہ دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے تھیوری (Theory) کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل (Practical) پر بھی خاص توجہ دیں، اور نت نئی اِیجادات کے ذریعے انسانیت کی خدمت کر کے عالَمِ اسلام کا نام رَوشن کریں! ؏

ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پُھوٹے

خُودی میں ڈُوب کے ضربِ کلیم پیدا کر![2]

البتہ سائنسی عُلوم حاصل کرتے وقت اتنا ضرور یاد رکھیں کہ بحیثیت مسلمان، سائنس کی صرف وہی توجیہات اور تھیوری (Theory) ہمارے لیے قابلِ قبول ہیں،

---

(۱) دیکھیے: "مسلم دنیا کا جُمود" روزنامہ ڈان ڈیجیٹل ایڈیشن، ۲۷ جون ۲۰۱۳ء۔

(۲) "کلیاتِ اقبال" "ضربِ کلیم"، ص۵۰۰۔

جو اسلامی تعلیمات کے مطابق و مُوافق ہوں، اور کسی صورت اسلام کے قطعی عقائد واَحکام سے متصادِم نہ ہوں، اگر کوئی سائنسی تھیوری (Theory) یا تحقیق (Research) اسلامی تعلیمات سے مُطابقت نہ رکھتی ہو، تو اُسے کسی صورت قبول نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ اسلام ایک اِلہامی دِین ہے، اس کا دستور قرآنِ مجید کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، یہ دستور اللہ خالق ومالک کی طرف سے ہمیں عطا کیا گیا ہے، لہذا اس میں کسی قسم کی غلطی کی گنجائش نہیں۔ جبکہ سائنسی تھیوری (Theory) انسانی سوچ اور فکر کا نتیجہ ہوتی ہے، اس میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں رُونما ہوتی رہتی ہیں، اور اس میں ہمیشہ غلطی کی گنجائش بدرجۂ اتم موجود رہتی ہے، اور اس گنجائش کا ہونا ہی سائنس کی خُوبی اور ترقی کے نئے سے نئے دروازے کھولتا ہے[۱]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حصولِ علم کا جذبہ عطا فرما، پڑھ لکھ کر دینِ اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرما، سائنسی علوم سیکھ کر انسانیت کے لیے کچھ اچھا کرنے کی سوچ عطا فرما، قومِ مسلم کا سر فخر سے بلند کرنے والی لگن عطا فرما، اور سائنسی اِیجادات کے مُعاملے میں ہمیں اَغیار کی محتاجی سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

(۱) دیکھیے: "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱" ستمبر، اسلام میں سائنس کا تصوُّر اور مسلم اِیجادات، ۱۸۸/۲، ۱۸۷۔

قائدِ ملّتِ اسلامیہ فاتحِ قادیانیت علّامہ شاہ احمد نورانی

(جمعۃ المبارک ۱۴ شوّال المکرّم ۱۴۴۴ھ - ۰۵/۰۵/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

علّامہ شاہ احمد نورانی ...ایک ہمہ جہت شخصیت

برادرانِ اسلام! قائدِ اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، آپ پاکستان کے نامور عالمِ دین، نڈر وبے باک قائد، حق وصداقت کے علمبردار، یادگارِ سلَف، شیریں بیاں مقرِّر، نابغۂ روزگار، بے داغ کردار، فہم وبصیرت کے حامل مذہبی رَہنما، اور پاکستان کی بڑی قدآور سیاسی شخصیت تھے، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے زندگی بھر دینِ اسلام کی بے لَوث خدمت کی، دنیا کے بیشتر ممالک کے تبلیغی دَورے فرمائے، غیر مسلموں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا، اور برِّاعظم ایشیا (Asia) سمیت یورپ وافریقہ (Europe and Africa) میں اسلامی مراکز قائم فرمائے، اور دنیا کے کونے کونے میں دینِ اسلام کا پیغام پہنچایا۔

ولادتِ باسعادت

عزیزانِ محترم! علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ولادتِ باسعادت ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ/ ۳۱ مارچ ۱۹۲۶ء میں، محلہ مشائخاں میرٹھ (ہندوستان) کے ایک معروف مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والدگرامی سفیرِ اسلام علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ عالَمِ اسلام کے مشہور مبلّغ، تحریکِ پاکستان کے رَہنما، اور امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے، جبکہ علّامہ شاہ احمد نورانی کے دادا حضرت علّامہ الحاج قاضی شاہ عبدالحکیم جوش صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معروف عالمِ دین، صاحبِ تقویٰ بزرگ اور نعت گو شاعر تھے[۱]۔

خاندانی پس منظر

عزیزانِ مَن! علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے آباء واَجداد عرب سے آکر میرٹھ (ہندوستان) میں آباد ہوئے، یہ وہی میرٹھ شہر ہے جہاں کے حُرّیّت پسند غیور مسلمانوں نے، انگریز سامراج کے خلاف ۱۸۵۷ء میں جنگِ آزادی کا آغاز کرکے تحریک آزادی کی بنیاد رکھی، جبکہ اس تحریک کی آبیاری میں مجاہدِ اسلام علّامہ شاہ احمد نورانی کے خاندان کا وافر حصہ رہا۔

حضرت نورانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خاندان کا شمار میرٹھ کے مشہور علمی اور صُوفی گھرانوں میں ہوتا ہے، آپ کے دادا شاہ عبدالحکیم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ میرٹھ کی شاہی مسجد کے خطیب تھے، برصغیر کے مشہور ادیب وشاعر مولانا اسماعیل میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) دیکھیے: "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" قائد اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی، صـ۳۴۳۔
"سہ ماہی انوارِ رضا" حضرت سفیرِ اسلام نمبر، عبدالعلیم صدّیقی، صـ۲۷۵۔

آپ کے دادا کے سگے بھائی تھے، مشہور عالم دین علّامہ مختار احمد صدّیقی، علّامہ بشیر احمد صدّیقی اور علّامہ نذیر احمد خَجندی رحمۃ اللہ علیہم، آپ کے والدِ گرامی سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سگے بھائی تھے۔ علّامہ شاہ احمد نورانی کے تایا علّامہ نذیر احمد خَجندی صدّیقی بمبئی کی بڑی مسجد "خیر الدین" لال باغ کے خطیب تھے، قائد اعظم کی زوجہ مریم (رتَن بائی) نے انہی کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا، اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہی قائد اعظم محمد علی جناح کا اُن سے نکاح پڑھایا، مولانا نذیر خَجندی نے تحریکِ خلافت میں بھی فعّال کردار ادا کیا، اور قید وبند کی صُعوبتیں برداشت کیں، جبکہ امامِ انقلاب علّامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والدِ گرامی علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تبلیغی مَساعی (کوششوں) کے نتیجہ میں بلا مُبالغہ ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا"[1]۔

میرے محترم بھائیو! سفیرِ پاکستان شاہ عبد العلیم صدّیقی کی خدمات کا دائرہ صرف تبلیغ اور وعظ ونصیحت تک محدود نہیں تھا، بلکہ آپ نے سیاسی حوالے سے بھی بڑی اہم خدمات انجام دیں، "۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان کی منظوری سے قبل، علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا تھا، کہ وہ مسلم لیگ اور مسٹر جناح سے سیاست کا کام لیں؛ کیونکہ فی زمانہ علمائے کرام یورپین سیاسیات (European Political Science)، اور ہندوستان کے غیر مسلموں، خصوصًا ہندوؤں کی ڈپلومیٹک (Diplomatic) دَسِیسَہ کاریوں (سیاسی چالوں اور دھوکہ وفریب) کو سمجھنے سے قاصر ہیں، موجودہ زمانے میں ہندوستان کے

---

(۱) "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب اوّل، خاندانی پس منظر، ص۲۱-۲۸، ملخصًا۔ "شاہ احمد نورانی ...زمانہ ساز مدبّر اور دیدہ وَر رَہنما" آن لائن آرٹیکل، ۳۰ اگست ۲۰۱۲ء۔

اندر آئینی جنگ (Constitutional War) ہو رہی ہے، اس جنگ میں وہی مسلمان کامیاب ہو سکتا ہے جو انگریزوں اور کانگریسیوں دونوں کے ہتھکنڈوں سے خُوب واقف ہو"[۱]۔

نجیب الطرفین صدّیقی نسبت

نَسبی اعتبار سے علّامہ شاہ احمد نورانی کا شجرۂ نَسَب ۳۹ واسطوں سے، خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی صدّیقی تھیں، اس مبارک نسبت کے سبب آپ نجیب الطرفین صدّیقی ہیں[۲]۔

تعلیم وتربیت

حق وصداقت کی نشانی علّامہ شاہ احمد نورانی کو آنکھ کھولتے ہی گھر میں دینی ماحَول، اور خاندان کے اکابر علماء کی صحبت میسّر رہی، اس کی برکت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم وتربیت بڑے احسن انداز سے انجام پائی۔ قبلہ نورانی میاں نے آٹھ ۸ سال کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کرنے کی سعادت پائی، "نیشنل عربک کالج" (National Arabic College) میرٹھ سے انٹر (Inter) اور الٰہ آباد یونیورسٹی سے گریجویشن (Graduation) کی، اور "مدرسہ عربیہ قَومیہ" میرٹھ سے درسِ نظامی کی تکمیل کی[۳]۔

استاذ العلماء علّامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دورۂ حدیث شریف کی سعادت پانے کے بعد، علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دستار بندی کی تقریب بڑے پُر وقار

---

(۱) دیکھیے: "مبلّغِ اسلام علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی قادری" تبلیغی خدمات، ص۴۱۔ "تحسینِ خطابت ۲۰۲۲ء" اگست، سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی، ۲/۶۹۔

(۲) "سہ ماہی انوارِ رضا" حضرت سفیرِ اسلام نمبر، آؤ کریں مشخص ہم اُس کی قدر وقیمت، ص۱۳۲۔

(۳) ایضًا، تعلیم وتربیت، ص۴۰، ملخصًا۔

انداز میں ہوئی، اور اس اہم موقع پر آپ کے والدِ گرامی سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علاوہ، صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُراد آبادی اور شہزادۂ اعلیٰ حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی اسٹیج (Stage) پر جلوہ اَفروز تھے[1]۔

اساتذہ ومشایخ

رفیقانِ ملّت اسلامیہ! علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علوم وفنون پڑھانے، اور روحانی مَعارِف کی پہچان کرانے والے اساتذہ ومشایخ میں بہت بڑے بڑے نام ہیں، جن میں سے چند نمایاں اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی (والدِ ماجد) (۲) صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُراد آبادی (۳) استاذ العلماء علّامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی (۴) قطبِ مدینہ شیخ ضیاء الدین مدنی (۵) اور شیخ فضل الرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہم[2]۔

اَلقاب

علّامہ شاہ احمد نورانی کی علمی قدر ومنزلت اور دینی وسیاسی خدمات کے باعث، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو متعدّد اَلقاب وخطابات سے نوازا گیا، جن میں سے "قائدِ اہلِ سنّت"، "شیخ الاسلام"، "قائد ملّتِ اسلامیہ"، "امامِ انقلاب"، "مجاہدِ اسلام"، "غازیٔ ختمِ نبوّت"، "عالَمی مبلّغِ اسلام"، "یادگارِ اَسلاف"، "فاتحِ مرزائیت" اور "حق وصداقت کی نشانی" کے اَلقاب خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔

---

(۱) دیکھیے: "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" قائد اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی، تعلیم وتربیت، ص۳۴۔

(۲) "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب ۲، نورانی اَحوال وآثار، تعلیم وتربیت، ص۱۴۔

بیعت وخلافت

عزیزانِ مَن! یادگارِ اَسلاف علّامہ شاہ احمد نورانی نے شرفِ بیعت "سلسلۂ علیمیہ قادریہ" میں اپنے والدِ گرامی، سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پایا، اور والدِ گرامی سمیت عرب وعَجم کے معروف علماء ومشائخِ عظام سے خلافت واجازت حاصل کی[1]۔

رشتۂ اِزدِواج اور اولادِ اَمجاد

حضراتِ محترم! علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ۱۹۶۲ء میں رشتۂ اِزدِواج سے منسلک ہوئے، آپ کا نکاح قطبِ مدینہ حضور شیخ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی پوتی، اور شیخ فضل الرحمن مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی سے، مسجدِ نبوی میں انجام پایا۔ اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے قبلہ نورانی میاں کو دو ۲ بیٹوں اور دو ۲ بیٹیوں سے نوازا، بیٹوں کے نام یہ ہیں:

(۱) صاحبزادہ شاہ محمد انَس نورانی (چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن)

(۲) صاحبزادہ شاہ محمد اُویس نورانی (سیکریٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان)

رُفقاء ومُعاصرین

عزیزانِ محترم! قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی کا حلقۂ اَحباب اور تعلقات بہت وسیع تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے رُفقاء ومُعاصرین میں، علماء ومشائخ سمیت دنیا کے ہر شعبے سے وابستہ لوگ ہیں، جن کی ایک طویل فہرست ہے، اُن میں سے چند معروف اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی، (۲) قائدِ اہلِ سنّت علّامہ عبد الحامد بدایونی، (۳) حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی، (۴) سیّد امین الحسینی (سابق مفتیٔ

---

(۱) ایضًا، بیعت وخلافت، صـ۴۵، ملخصًا۔

اعظم فلسطین)، (۵) شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی، (۶) غزالئ زمان علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی، (۷) شیخ العرب والعجم علّامہ عطا محمد بندیالوی، (۸) فقیہِ اعظم مولانا نور اللہ نعیمی، (۹) شیخ الحدیث علّامہ عبد المصطفی اعظمی، (۱۰) رئیس التحریر علّامہ ارشد القادری، (۱۱) جسٹس ڈاکٹر مفتی سیّد شجاعت علی قادری (سابق رُکن اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان)، (۱۲) شیخ القرآن علّامہ غلام علی اوکاڑوی، (۱۳) مجاہدِ ملّت مولانا عبد الستار خان نیازی، (۱۴) شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی، (۱۵) شیخ سیّد یوسف ہاشم رفاعی، (۱۶) شیخ عیسی بن مانع، (۱۷) سیّد صدّام حسین کاظمی (سابق صدر عراق)، (۱۸) استاذ العلماء مفتی محمد حسن حقّانی، (۱۹) کرنل معمّر قذّافی (سابق صدر لیبیا)، (۲۰) تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری، (۲۱) پروفیسر صبغۃ اللہ مجدّدی (سابق صدر افغانستان)، (۲۲) استاذ العلماء مفتی محمد اَطہر نعیمی، (۲۳) استاذ العلماء علّامہ جمیل احمد نعیمی، (۲۴) مولانا شاہ تراب الحق قادری، (۲۵) پروفیسر شاہ فرید الحق۔

ذریعۂ مُعاش

علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی میں کبھی بھی تبلیغِ اسلام کو اپنا ذریعۂ مُعاش نہیں بنایا، آپ قیمتی پتھروں کی خرید وفروخت کیا کرتے، اور یہی آپ کا ذریعۂ مُعاش تھا، پتھروں کی پہچان کا فن علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والدِ گرامی شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سیکھا[۱]۔

(۱) دیکھیے: "انوار علمائے اہلِ سنّت سندھ" قائدِ اہلِ سنّت مولانا حافظ شاہ احمد نورانی، ذریعۂ مُعاش، ص۳۳۲۔

دنیا کی مختلف زبانوں پر عُبور

علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو سترہ ۱۷ مختلف زبانوں پر عُبور حاصل تھا، جن میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی، فرانسیسی اور افریقہ کی سواحلی زبان خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[۱]۔ قائدِ ملّتِ اسلامیہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ان زبانوں پر اس قدر یدِ طُولیٰ حاصل تھا، کہ آپ کی تقریر وگفتگو کی سلاست ورَوانی دیکھ کر خود اہلِ زباں بھی حیران رہ جاتے تھے۔

دلنشیں اندازِ خطابت

علّامہ شاہ احمد نورانی ایک بہترین اور بلند پایہ خطیب تھے، میرا ٹھی لب ولہجہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اندازِ تقریر انتہائی دل آویز، شیریں اور سحر انگیز ہوتا، آپ خطاب فرماتے تو یوں لگتا جیسے لبوں سے پھول جھڑ رہے ہوں! آپ کے بیان کردہ مَواعظ، نصائح اور مسلمانوں کو درپیش عالمی چیلنجز (Challenges) سے متعلق گفتگو براہِ راست قلب وذہن پر اثرانداز ہوتی، جس سے سننے والوں کے فکر وشُعور اور آگاہی میں اِضافہ ہوتا، اور خوابِ غفلت میں سوئے ہوئے مسلمان مذہبی وسیاسی طَور پر بیدار ہوجاتے!۔

اپنے دلنشین اور شیریں اندازِ خطابت کے سبب علّامہ شاہ احمد نورانی بے حد مقبول تھے، دَورانِ خطبات آپ کی مترنّم آواز کانوں میں رَس گھولتی محسوس ہوتی، جس سے سامعین ہمہ تن گوش ہوکر آپ کا خطاب سنتے اور اپنی اِصلاح کرتے تھے۔ بلا مُبالغہ آپ رحمہ اللہ تعالٰی نے عوام الناس سے لے کر خوّاص تک ہر درجہ اور طبقۂ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے خطاب کیا، یہی وجہ ہے کہ ایشیا (Asia)، افریقہ (Africa) اور

---

(۱) "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب ۲، نورانی اَحوال وآثار، ص۴۱۔

یورپ (Europe) سے تعلق رکھنے والے ہزاروں غیر مسلم سامعین، اکثر آپ کی مسحور کُن اور مدلّل تقاریر سے متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

سیرت وخصائص

علّامہ شاہ احمد نورانی بڑی نفیس شخصیت اور پاکیزہ کردار کے حامل عالمِ دین اور سیاستدان تھے۔ آپ صاحبِ بصیرت، پیکرِ اخلاص اور منبعِ حسَنات تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ اَسلاف کے کمالات سے مزیَّن، نَجابت وشرافت کا نمونہ، اور ظاہری وباطنی لطافت ونظافت کے پیکر تھے۔ علّامہ نورانی عاجزی واِنکساری کی اعلیٰ مثال تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ساری زندگی اِعلائے کلمۃ الحق کی جدوجہد میں گزری، اتحادِ اُمّت کی تڑپ، بلادِ کفر میں اِشاعتِ اسلام، اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کا تحفظ، علّامہ شاہ احمد نورانی کی زندگی کے بنیادی نصب العین رہے! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک نادرِ روزگار مفکِّر، بے باک قائد، زمانہ ساز مدبِّر، حیات آفریں شخصیت کے مالک، انقلابِ نظام مصطفیٰ کے نقیب، اور سب سے بڑھ کر تسلیم ورِضا کے پیکر اور سچے عاشقِ رسول تھے۔ آپ کی ۸۰ سالہ زندگی دینِ اسلام کے عملی نفاذ، پاکستان کے استحکام وسالمیت، اور عالَمِ اسلام کی بیداری کے لیے کی گئی کوششوں سے عبارت ہے[۱]۔

حق گوئی وبے باکی

جانِ برادر! حق وصداقت کی نشانی علّامہ شاہ احمد نورانی، حق گوئی اور بے باکی کا پیکر تھے، حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جرأت، بہادری اور اِستقامت سے بات کرنا، اور اپنے مَوقف پر ڈٹ جانا، علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا وصفِ خاص

(۱) "شاہ احمد نورانی... زمانہ ساز مدبّر اور دیدہ وَر رَہنما" آن لائن آرٹیکل، ۳۰ اگست ۲۰۱۲ء، ملتقطاً۔

تھا۔ قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ نورانی کی حق گوئی اور بے باکی کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صدرِ پاکستان یحییٰ خان کو اس وقت ڈانٹا جب وہ اپنے دفتر میں ایک اہم میٹنگ (Meeting) کے لیے موجود تھے، اور ان کے سامنے شراب کی بوتل رکھی تھی، علّامہ شاہ احمد نورانی نے صدرِ پاکستان کو مُخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم اسلامی جُمہوریہ پاکستان کے صدر ہو، اور یہ شراب نوشی اسلامی قوانین سے بغاوت ہے، لہذا اسے یہاں سے فوراً ہٹاؤ، ورنہ تمہارے ساتھ بات نہیں ہوسکتی"۔ یحییٰ خان کو اُسی وقت شراب اُٹھوانا اور معذرت کرنی پڑی۔

اسی طرح علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس وقت بنگال جانے کا اعلان کیا، اس وقت کے حکمران ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ "جو بنگال جاکر جلسہ کرے گا میں اس کی ٹانگیں توڑ دُوں گا" علّامہ شاہ احمد نورانی نے چِٹا گانگ (Chittagong) جاکر جلسۂ عام منعقد کیا، اور ٹانگیں توڑنے کی دھمکی دینے والے حکمران کو للکارا"[۱]۔

مہمان نوازی

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے مہمان نواز تھے، امام نورانی دروازے پر مہمانوں کا استقبال فرماتے، مسرّت وخوشی سے بغل گیر ہوتے، اور انہیں عزّت واحترام کے ساتھ بٹھاتے تھے۔ اپنے مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے، کھانا گھر سے خود لاتے، اور اپنے ہاتھوں سے مہمانوں کو پیش کیا کرتے[۲]۔

---

(۱) "سہ ماہی انوارِ رضا" سفیرِ اسلام نمبر، میرا قائد عظیم قائد... علّامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص۴۱۶، ۴۱۷، ملخصًا۔

(۲) "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب ۲، نورانی احوال وآثار، مہمان نوازی، ص۵۲۔

ذاتِ باری تعالیٰ پر یقین وتوکّل

برادرانِ اسلام! علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین وتوکّل تھا، آپ دہشتگردوں کی ہِٹ لسٹ (Hit List) پر تھے، آپ پر دو ۲ بار قاتلانہ حملہ بھی ہوا، اس کے باوُجود قبلہ نورانی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لیے کوئی حفاظتی بندوبست نہیں فرمایا، بلکہ جب حکومت کی طرف سے حفاظت کا اہتمام کیا گیا، تو پولیس گارڈز (Police Guards) کو یہ کہہ کر واپس فرمادیا کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، اور وہی میری حفاظت فرمائے گا، جہاں تک دہشتگردوں کی ہِٹ لسٹ (Hit List) کا تعلق ہے، تو میرا اس پر ایمان نہیں، ہماری ہِٹ لسٹ شبِ براءَت آسمانوں پر بنتی ہے، جس دن ہمارا نام ہٹ لسٹ (Hit List) پر آگیا، اس دن کوئی پولیس گارڈز (Police Guards) اور فورس (Force) مجھے نہیں بچا سکے گی"[۱]۔

بے داغ سیاسی کردار اور فہم وفراست

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ناموَر عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بالغ نظر اور محبِّ وطن سیاستدان بھی تھے، نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط سیاست میں قائدِ اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی کا کردار نہایت اُجلا، شفّاف اور بے داغ رہا، آپ کی شرافت ودیانتداری کا اندازہ اس بات سے خُوب لگایا جاسکتا ہے، کہ زندگی بھر کسی سیاستدان، میڈیا چینل (Media Channel)، یا سیاسی حریف نے آپ پر بداَخلاقی، بدزبانی، رشوَت، کرپشن (Corruption)، یا مقام ومنصب کا ناجائز فائدہ اٹھانے کا اِلزام تک نہیں لگایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاست، پرمٹ (Permit)، پلاٹ (Plot)،

---

(۱) ایضاً، توکّل وللّٰہیت، ص۵۹۔

کمیشن (Commission)، سرکاری عہدوں اور وزارتوں کی حرص ولالچ سے ہمیشہ پاک رہی، اور اس بات کا گواہ میدانِ سیاست کا ہر اپنا و بیگانہ ہے، ؏

لوگ کیا کیا بِک گئے تُو نے نہیں بیچے اُصول

تیرے دامن کو بہت ہے دَولتِ عشقِ رسول(۱)

عملی سیاست کا آغاز

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گریجویشن (Graduation) کرنے کے بعد ۱۹۴۵ء میں عملی سیاست کا آغاز کیا، ۱۹۴۶ء میں مسلم نَوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈز" (National Guards) نامی تنظیم بنائی، اور مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت "مسلم لیگ" (Muslim League) کی کامیابی کے لیے بھرپور جدوجہد کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۷ء میں ڈیفنس رولز انڈیا (Defense Rules India) کے تحت گرفتار کرکے دو ۲ ہفتوں کے لیے جیل بھیج دیے گئے(۲)۔

پاکستان میں تشریف آوَری

امامِ انقلاب علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متحدہ برطانوی ہند میں تحریکِ پاکستان کے ایک فعّال اور سرگرم کارکن تھے، آپ نے اس سلسلے میں متعدّد سیاسی اجتماعات میں بھرپور شرکت فرمائی، اور اپنی تنظیم "نیشنل گارڈز" (National Guards) کے ذریعے مسلمان سیاسی رَہنماؤں کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔ قیامِ

---

(۱) "انوار علمائے اہلِ سنّت سندھ" "قائدِ اہلِ سنّت مولانا حافظ شاہ احمد نورانی، ۳۴۳۔
(۲) "ماہنامہ الحقیقہ" "تحفّظِ ختمِ نبوّت نمبر، تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء اور علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ۲/۲۷۵، ملخصًا۔

پاکستان کے بعد قائدِ اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی ۱۹۴۸ء میں اپنے والدِ گرامی سفیرِ پاکستان علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت فرما کر ہمیشہ کے لیے پاکستان تشریف لے آئے، اور تاحیات اسلام اور پاکستان کی خدمت اور سلامتی وبقاء کے لیے کوشاں رہے۔

غیرتِ ایمانی

شیخ الاسلام علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۸ء میں مفتیٔ اعظم رُوس ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر رُوس کا دَورہ فرمایا، اس وقت اپنی غیرتِ ایمانی کے سبب، رُوس کے سوشلسٹ رَہنما "لینن" (Lenin) کی قبر پر پھول چڑھانے سے صاف انکار کر دیا، اور فرمایا: "ایک کافر کی یاد گار پر پھول چڑھانا اس کی تعظیم ہے، جو ہمارے مذہب میں جائز نہیں"[۱]۔

ہماری معلومات کے مطابق علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ رُوس میں جانے والے وہ واحد غیر ملکی مذہبی وسیاسی رَہنما ہیں، جنہوں نے لینن (Lenin) کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کیا، اور نتائج کی مطلقاً پرواہ نہیں کی[۲]۔

نمازِ تراویح میں اِمامت

علّامہ شاہ احمد نورانی نے انتہائی کم عمری میں قرآنِ کریم حفظ کرنے کی سعادت پائی، اور اس کے بعد ۱۲ سال کی عمر سے آخر عمر تک تقریباً ۶۴ سال،

---

(۱) "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب ۳، امام نورانی کی مذہبی خدمات، بیرونِ ممالک میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں، ص۶۳۔

(۲) "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" قائدِ اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی، غیرتِ ایمانی، ص۵۲، ملخصاً۔

بلا مُعاوضہ اور باقاعدگی سے رمضان المبارک کی مقدّس ساعتوں میں نمازِ تراویح کی اِمامت فرمائی[(۱)]۔

پاکستان میں پہلی بار الیکشن میں حصہ لیا

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پاکستان تشریف لانے کے بعد تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلہ میں غیر ملکی دَوروں میں بہت مصروف ہوگئے تھے، بعد ازاں علمائے اہلِ سنّت کے بے حد اِصرار پر ۱۹۷۰ء میں "جمعیت علمائے پاکستان" کے پلیٹ فارم (Platform) سے پہلی بار الیکشن (Election) میں حصہ لیا، اور کراچی سے رُکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ بعد ازاں ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزارتِ عظمیٰ کے انتخاب میں بھی حصہ لیا۔ علاوہ ازیں ۱۹۷۲ء میں قائدِ اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی "جمعیت علمائے پاکستان" کے سربراہ ہوئے، اور اپنی وفات تک اس کی قیادت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے والدِ گرامی، سفیرِ اسلام شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جانشین ہونے کا حقیقی معنی میں حق ادا کیا، اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، دنیا کے بیشتر ممالک کے تبلیغی دَورے فرمائے، اُمّتِ مسلمہ کو شُعور بخشا، انہیں درسِ رُوحانیت دیا، ان میں بیداری کی لہر پیدا کی، ہزاروں غیر مسلموں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے رُوشناس کیا، اور انہیں مسلمان کرکے اپنے حلقۂ اِرادت میں داخل کیا، قید وبند کی صُعوبتیں برداشت کیں، رخصت کے بجائے ہمیشہ عزیمت کو اپنایا،

(۱) دیکھیے: "انوار علمائے اہلِ سنّت سندھ" قائدِ اہلِ سنّت مولانا حافظ شاہ احمد نورانی، تراویح میں ختمِ قرآن، ص۳۳۴۔

اور حق بات کہنے میں کبھی کسی مصلحت اور پس وپیش سے کام نہیں لیا۔

نیز دنیا بھر میں اسلام کا آفاقی پیغام پہنچانے، اور یورپ وافریقہ (Europe and Africa) میں اسلام کی جڑیں مضبوط کرنے کے لیے، ۱۹۷۲ء میں ورلڈ اسلامک مشن(World Islamic Mission) کی بنیاد رکھی، اور اس کی مکمل تنظیم سازی کرکے اسے فعّال کیا۔

"عقیدۂ ختمِ نبوّت" پر پہرہ داری اور "فتنۂ قادیانیت" کی بیخ کنی

عقیدۂ ختمِ نبوّت اسلام کا قطعی اور اِجماعی عقیدہ ہے، اس پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، زمانۂ رسالت سے لے کر آج تک اُمّتِ مسلمہ اس مُعاملہ میں متحد ومتفق ہے، اور اس بارے میں کوئی دو ۲ رائے نہیں پائی جاتیں، یہی وجہ ہے کہ علمائے اُمّت نے ہر دَور میں جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کے خلاف نہ صرف عَلَمِ جہاد بلند کیا، بلکہ ہر مَحاذ پر ڈَٹ کر اُن کا مقابلہ بھی کیا، انہی علمائے اُمّت میں ایک نمایاں نام قاطعِ قادیانیت علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بھی ہے، آپ نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی(National Assembly) میں فتنۂ قادیانیت کے خلاف قرارداد پیش کی، اس پر تقریبًا دو ۲ ہفتوں تک تفصیلی بحث وجَرح ہوئی، قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر قادیانی کو بھی اپنی جماعت کے عقائد اور مَوقِف پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا، علّامہ شاہ احمد نورانی نے اسمبلی فلور(Assembly Floor) پر لاجواب کرکے اُسے شکستِ فاش دی، اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دِلوایا[1]۔

(۱) "عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لیے مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات" ص۱۷۸، ۱۷۹، ملخصًا۔

آئینِ پاکستان میں "مسلمان کی تعریف" کا اِندراج

شیخ الاسلام علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی دینی خدمات اس قدر زیادہ ہیں، کہ اس مختصر سی تحریر میں اس کا اِحاطہ ممکن نہیں، البتہ آپ کی نمایاں دینی خدمات میں سے ایک اہم کارنامہ، آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) میں مسلمان کی تعریف کا اِندراج بھی ہے۔ آپ نے ۱۹۷۳ء میں یہ کارنامہ انجام دیا، اور شیخ الحدیث علّامہ عبد المصطفیٰ ازہری اور مولانا سیّد محمد علی رضوی (ممبر قومی اسمبلی) کے ساتھ مل کر یہ تعریف مرتَّب فرمائی، اور فتنۂ قادیانیت کے تابوت میں کیل گاڑھتے ہوئے مسلمان کی آئینی وفقہی تعریف یوں بیان فرمائی کہ "مسلمان وہ ہے جو اللہ کی وَحدانیت، قیامت کے آنے، قرآنِ پاک کے اللہ تعالی کی آخری کتاب ہونے، رسول اللہ کے آخری نبی ہونے، رسول اللہ کی سنّت وحدیث اور قرآن پاک کے اَحکام پر مکمل یقین رکھتا ہو، یعنی ضروریاتِ دین کا انکار نہ کرتا ہو"[۱]۔

"تحریکِ نظامِ مصطفیٰ" میں حصہ اور قید وبند کی صُعوبتیں

۱۹۷۳ء میں اسلامی آئین کی منظوری کے باوُجود، علّامہ شاہ احمد نورانی نے جب اپنی فہم وفراست اور سیاسی بصیرت سے جان لیا، کہ ذوالفقار علی بھٹو پاکستان میں عملی طَور پر اسلامی نظام کا نفاذ نہیں چاہتے[۲]، اور آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) کی صورت میں اسے صرف کاغذی کاروائی تک محدود رکھنا چاہتے ہیں، تو علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ۱۹۷۷ء میں بھرپور انداز میں "تحریکِ نظامِ مصطفیٰ" چلائی، اور اس سلسلے میں قید وبند کی صُعوبتیں برداشت کرنے سے بھی گریز نہیں فرمایا۔

---

(۱) "سہ ماہی انوارِ رضا" "سفیرِ اسلام نمبر، میرا قائد عظیم قائد... علّامہ الشاہ احمد نورانی، ص۴۱۸۔
(۲) دیکھیے: "سنڈے میگزین" "روزنامہ جنگ ۳ مارچ ۲۰۰۲ء، ص۲، ملخصًا۔

پیکرِ عزیمت علّامہ شاہ احمد نورانی کی والدہ محترمہ نے "تحریکِ نظامِ مصطفیٰ" میں نورانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گرفتاری پر فرمایا کہ "مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے کہ اس نے اپنے عظیم باپ شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لاج رکھ لی ہے، اور اس ملک (پاکستان) میں نظامِ مصطفیٰ کی تحریک کو اس منزل کی طرف لے جا رہا ہے، جہاں سے کامیابی کا راستہ مختصر نظر آ رہا ہے، مجھے یقین ہے کہ جنّت البقیع (مدینہ منوّرہ) میں میرے شوہر (سفیرِ اسلام) اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر نازاں ہوں گے!"[1] ؏

اے حضرتِ علیم کے فرزندِ اَرجمند
پرچم کو مصطفیٰ کے کیا تُو نے سر بلند!

ہر قول دِلنشیں ہے ہر فعل دِلپسند
اے کاش تیرا نیّرِ اقبال ہو بلند![2]

آئینِ پاکستان کی تدوین و تشکیل میں مُعاوَنت

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملّی خدمات میں آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) کی تدوین و تشکیل خاص طَور پر قابلِ ذکر ہے، آپ نے ۱۹۷۳ء کے دُستور کو قرآن و سنّت سے ہم آہنگ رکھنے کی بھرپور کوشش فرمائی۔

(۱) "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" علّامہ الشاہ احمد نورانی، نورانی کی نورانی والدہ، ص۴۹۔

(۲) "شاہ احمد نورانی" ہیں حاکمانِ وقت بھی مرعُوب زندہ باد، ص۳۔

اسلامی آئین اور نظامِ مصطفی کے نفاذ میں حائل رکاوٹیں

اسلامی آئین کے ہوتے ہوئے حقیقی معنی میں نظامِ مصطفی کے نفاذ میں کونسی رکاوٹیں حائل ہیں؟ اور اس پر مزید کیا کام کرنے کی ضرورت ہے؟ اس بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک انٹرویو(Interview) میں ارشاد فرمایا کہ "۱۹۷۳ء کا آئین اپنی ساخت اور فریم ورک (Framework) کے لحاظ سے اسلامی ہے، اس آئین میں ترمیم کی کوئی ضرورت نہیں، اگر اسی آئین پر عمل کر لیا جائے تو یہ عین اسلام کے مطابق ہوگا۔ بنیادی بات یہ ہے کہ تمام قوانین کو کتاب و سنّت کے سانچے میں ڈھال دیا جائے، اس وقت ہمارے پینل کوڈ (Penel Code) کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، ہمارے ہاں ابھی تک برٹش پینل کوڈ (British Penal Code) اور انڈین پینل کوڈ (Indian Penal Code) چل رہا ہے، اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے، اس پر کام ہو رہا تھا بلکہ مکمل ہو چکا تھا، "اسلامی نظریاتی کونسل" (Islamic ideological Counsil) کے قیام کا مقصد بھی یہی تھا، کہ یہ کونسل (Counsil) تمام قوانین کو کتاب و سنّت کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے سفارشات پیش کرے گی، مزید یہ کہ مستقبل میں ہونے والی قانون سازی کو بھی اسلام کے مطابق بنانے کے لیے پارلیمنٹ (Parliament) کے مُشاورتی ادارے کے طَور پر کام کرے۔ اس کی تمام رپورٹس(Reports) تیار ہیں، جس کے مطابق تمام کے تمام قوانین چاہے وہ دیوانی ہوں یا عدالتی، اسلامی

سانچے میں ڈھالے جاچکے ہیں، لیکن وہ سرد خانے میں پڑے ہوئے ہیں، ان کو قومی اسمبلی پیش کیا جاناتھامگر ایسانہیں ہوسکا"[۱]۔

غیر مسلموں کا قبولِ اسلام

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وعظ و نصیحت، سیرت و کردار اور تبلیغ سے متاثر ہوکر، ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا، ہزاروں مسلمانوں نے گناہوں سے توبہ کرکے اپنی اصلاح کی، اور اچھے مسلمانوں کی طرح زندگی گزاری۔

دعوتِ اسلامی کا قیام

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر تحریک "دعوتِ اسلامی" کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، بلاشک وشبہ "دعوتِ اسلامی" عالَمِ اسلام کو درپیش متعدّد چیلنجز (Challenges) کا بڑی کامیابی سے سامنا کر رہی ہے، اور خدمتِ دین میں شب وروز مصروفِ عمل ہے۔ اہل سنّت وجماعت کی اس نمائندہ تنظیم کا قیام بھی، علّامہ شاہ احمد نورانی، رئیس التحریر علّامہ ارشد القادری، اور ورلڈ اسلامک مشن (World Islamic Mission) کے دیگر اکابر علمائے اہلِ سنّت کی ہی فہم وفراست کا ایک نتیجہ ہے[۲]۔

ایران وعراق جنگ کا خاتمہ اور باہم مُصالحت میں کردار

قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ سارے عالمِ اسلام کے لیے قابلِ احترام شخصیت تھے، یہی وجہ ہے کہ جب ایران وعراق کی گیارہ ۱۱سالوں پر محیط طویل جنگ کسی صورت ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی

---

(۱) "جنگ سنڈے میگزین" ۳ مارچ ۲۰۰۲ء، ص۶۔

(۲) "سہ ماہی انوارِ رضا" "سفیرِ اسلام نمبر، میرا قائد عظیم قائد... علّامہ الشاہ احمد نورانی، ص۴۲۴۔

تھی، ایسے میں علّامہ نورانی نے باہم مُصالحت کے لیے کلیدی کردار ادا کیا، اور عراق کا دَورہ کرکے عراقی صدر سیّد صدام حسین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جنگ بندی پر آمادہ کیا[۱]۔

تبلیغی اَسفار

علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبلیغِ دین کے سلسلے میں دنیا کے مختلف ممالک کا سفر اختیار کیا، جن میں امریکہ (United States)، کینیڈا (Canada)، فرانس (France)، ترکی (Turkey)، مغربی جرمنی (West Germany)، برطانیہ (United Kingdom)، اسپین (Spain)، مصر (Egypt)، رُوس (Russia)، چین (China)، آئس لینڈ (Iceland)، کولمبیا (Colombia)، آسٹریلیا (Australia)، زَمبابوے (Zimbabwe)، نیدرلینڈ (Netherlands)، عراق (Iraq)، ناروے (Norway)، لیبیا (Libya)، ماریشس (Mauritius)، کینیا (Kenya)، تنزانیہ (Tanzania)، نیروبی (Nairobi)، یوگنڈا (Uganda)، منباسہ (Manbasa)، صومالیہ (Somalia)، نائجیریا (Nigeria)، اور موزمبیق (Mozambique) وغیرہ خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[۲]۔

اسلامی مراکز اور تنظیموں کی سرپرستی

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دنیا بھر میں سینکڑوں تعلیمی ودینی مراکز اور اداروں کی سرپرستی فرمائی، جن میں سے چند ایک کے نام حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) "علّامہ شاہ احمد نورانی ایک ہفت پہلو اور ہشت رنگ شخصیت" روزنامہ پاکستان ۹ دسمبر ۲۰۲۲ء۔

(۲) دیکھیے: "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" علّامہ الشاہ احمد نورانی، تبلیغی وتعلیمی اداروں کی سرپرستی، ص۴۷۔
و "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب ۳، امام نورانی کی مذہبی خدمات، بیرونِ ممالک میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں، ص۶۴، ۶۵۔

(۱) مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ کالج، امریکہ (United States)، (۲) حلقہ قادریہ علیمیہ، اِشاعتِ اسلام، سیلون (Ceylon)، (۳) ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن، گیانا (Guyana)، (۴) اسلامک مشنری گلڈ، ساؤتھ افریقہ (South Africa)، (۵) آل مَلایا مسلم مشنری سوسائٹی، ملائیشیا (Malaysia)، (۶) علیمیہ اسلامک مشن کالج، ماریشس (Mauritius)، (۷) علیمیہ دار العلوم، ماریشس (Mauritius)، (۸) حنفی مسلم سرکل پریسٹن، برطانیہ (United Kingdom)، (۹) قادریہ اسلامک ورکرز گلڈ، ماریشس (Mauritius)، (۱۰) سری نام مسلم ایسوسی ایشن، ساؤتھ افریقہ (South Africa)، (۱۱) دار العلوم علیمیہ، ضلع بستی، انڈیا (India)، (۱۲) ورلڈ اسلامک مشن، پاکستان (Pakistan)، (۱۳) الصُفّہ اسلامک یونیورسٹی، لاہور (Lahore)، (۱۴) علیمیہ انسٹیٹیوٹ، کراچی (Karachi)، (۱۵) المرکز الاسلامی، کراچی (Karachi)[(۱)]۔

علاوہ ازیں قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ورلڈ اسلامک مشن (World Islamic Mission) کے چیئرمین (Chairman) ہونے کی حیثیت سے، دنیا بھر میں دینی مدارِس، مساجد، یونیورسٹیوں (Universities) اور لائبریریوں (Libraries) کا جال بچھا کر، تاریخی اور قابلِ تقلید خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں تقریبًا اٹھارہ سو دِینی مدارس اور مساجد قائم ہوئیں"[(۲)]۔

---

(۱) دیکھیے: "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" علّامہ الشاہ احمد نورانی، تبلیغی وتعلیمی اداروں کی سرپرستی، ص۳۷۔
(۲) "تذکرہ امام شاہ احمد نورانی" باب ۳، امام نورانی کی مذہبی خدمات، بیرونِ ممالک میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں، ص۷۰۔

تصنیفات

امامِ انقلاب علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریری میدان میں بھی اپنی مَساعیٔ جمیلہ کو برُوئے کار لائے، اور عیسائیت و قادیانیت کے رَد میں دو ۲ ضخیم کتابیں انگریزی زبان میں تحریر فرمائیں، جن کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(1) The Seal of the Prophet .

(2) Jesus Christ in the Light of Quran.

نیز علّامہ نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسلام کی ابتدائی معلومات پر مشتمل متعدّد پمفلٹ (Pamphlet) اردو، انگریزی، فرانسیسی اور دنیا کی دیگر متعدّد زبانوں میں شائع کرکے، پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں اُن مقامات پر مفت تقسیم کیے، جہاں مشنری نوجوان لڑکیاں اور قادیانی اپنا لٹریچر (Literature) مفت تقسیم کرکے، مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوششیں کررہے تھے۔ علّامہ شاہ احمد نورانی کی اس کوشش سے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان محفوظ ہوئے، اور وہ عیسائیوں اور قادیانیوں کے دامِ فریب سے بچ گئے![1]۔

وصال شریف، نمازِ جنازہ اور تدفین

علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسیّ ۸۰ سال عمر پائی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۱۶ شوّال المکرّم ۱۴۲۴ھ/ ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء کو حرکتِ قلب بند (Heart attack) ہونے سے ہوا، آپ اس وقت اسلام آباد میں "متحدہ مجلسِ عمل" کے اِجلاس اور پریس کانفرنس (Press conference) میں شرکت کی تیاری فرمارہے تھے،

---

(۱) "تعارُف علمائے اہلِ سنّت" قائد اہلِ سنّت علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی، قلمی خدمات، ص۱۵۱۔

آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے بیٹے شاہ محمد انَس نورانی صدّیقی نے پڑھائی، نمازِ جنازہ میں بلا مُبالغہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

علاوہ اَزیں علّامہ شاہ احمد نورانی کی تدفین کراچی میں حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزار کے اِحاطہ اور والدہ ماجدہ کے پہلو میں ہوئی[۱] ؏

نہ صرف آنکھیں ہیں پُر نم بلکہ دل رویا ہے
ہم نے دُرِّ نایاب، ملّت کا کنول کھویا ہے!
جس کی پرواز تھی شاہین کی نظروں سے بلند
اب خاکی شبستان میں جا سویا ہے![۲]

قائدِ ملّتِ اسلامیہ کا مشن اور پیغام

قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا مشن اور پیغام اسلامی اَقدار اور اَخلاقیات کا تحفُظ ہے، میلاد النبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ایک موقع پر، امامِ انقلاب علّامہ شاہ احمد نورانی نے ارشاد فرمایا کہ "ہم جدیدیت و ترقی پسندی سے الرجک (Allergic) نہیں، لیکن ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ لبرل اِزم (Liberalism)، ماڈرن اِزم (Modernism)، پروگریسیو اِزم (Progressiveism)، اور ماڈریٹ اسلامک اِزم (Moderate Islamism)

---

(۱) "سہ ماہی انوارِ رضا" سفیرِ اسلام نمبر، میرا قائد عظیم قائد... علّامہ الشاہ احمد نورانی، ص۴۲۴۔
"انوار علمائے اہلِ سنّت" قائدِ اہلِ سنّت مولانا حافظ شاہ احمد نورانی، ص۳۴۳۔
(۲) "انوار علمائے اہلِ سنّت سندھ" قائدِ اہلِ سنّت مولانا حافظ شاہ احمد نورانی، ط۳۴۹۔

کے دِل فریب نعروں کی آڑ میں، اِلحاد (Atheism)، بے راہ روِی، اور فحاشی و عُریانی کی اجازت نہیں دی جائے گی، اسلامی اَقدار اور اَخلاقیات کا تحفُّظ ہمارا مشن (Mission) ہے، اور ہم اس سے غافل نہیں رہیں گے "(۱)۔

ایک اَور مقام پر خطاب کرتے ہوئے امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "پاکستان میں لبرل اسلام رائج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کے نقّال (نقل کرنے والے) شراب پینے، جوا کھیلنے، بدکاری اور زِنا کرنے کے لیے اسلام سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور اسی لیے زور و شور سے لبرل اِزم (Liberalism) کی حمایت کر رہے ہیں۔ لبرل اِزم (Liberalism) کی اِصطلاح جھوٹ اور مُنافَقت پر مبنی ہے، اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس میں لبرل اِزم (Liberalism) کی کوئی گنجائش نہیں، اس لیے مسلمان کو بھی مکمل مسلمان ہونا چاہیے، آدھا تیتر آدھا بٹیر نہیں، (یاد رکھیے!) یہودی اور عیسائی اسلام سے اتنے خوفزدہ ہیں، کہ ملی بھگت اور سازشوں کے ذریعے اُمّتِ مسلمہ کی قیادت پر ایسے لوگوں کو مسلّط کر رہے ہیں، جو لوگوں کو اسلام سے دُور رکھیں، اور انہیں (یہود و نصاریٰ کو) خوش رکھنے کے لیے اسلام میں مَن مانی اصطلاحیں دریافت کرتے رہیں "(۲)۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ایسے لبرل لوگوں سے بچ کر رہیں، انہیں اپنا حکمران منتخب نہ کریں، سچے پکے مسلمان بنیں، قرآن و سنّت کی پیروی

---

(۱) "علّامہ شاہ احمد نورانی اور عالمِ اسلام" جدیدیت سے الرجک نہیں...الخ، ص۳۶۔ "نوائے وقت" کراچی، یکم جولائی ۲۰۰۳ء۔

(۲) "علّامہ شاہ احمد نورانی اور عالمِ اسلام" "اسلام میں لبرل اِزم کی کوئی گنجائش نہیں، ص۳۶۔

کریں، علمائے اہلِ سنّت کا دامن تھامیں رکھیں، اور قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مشن پر کاربند رہیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں علمائے اہلِ سنّت کی صحبت سے مشرّف وفیضیاب فرما، ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی کے درَجات بلند فرما، ان کے مزارِ پُرانوار پر اپنی کروڑہا رحمتوں کا نُزول فرما، ان کی تعلیمات پر عمل کا جذبہ عطا فرما، ان کے مشن پر کاربند رہنے کی توفیق مَرحمت فرما، اور دنیا بھر میں دینِ اسلام کا پرچار کرنے کا جذبہ پیدا فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

اسپورٹس کلچر کے نقصانات اور اسلامی تعلیمات

(جمعۃ المبارک ۱۴ شوّال المکرّم ۱۴۴۴ھ - ۰۵/۰۵/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافِع یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

طاقتور مؤمن کی شان

برادرانِ اسلام! عبادتِ الٰہی کو اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے، اس کی کما حقّہ ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ انسان تندرست وتوانا ہو، چاہے نماز ہو، روزہ ہو، یا حج، ہر ایک کی ادائیگی کے لیے چاق وچوبند اور صحت مند ہونا ضروری ہے۔ صحت وتندرستی کا شمار چونکہ اللہ عزّوجلّ کی بڑی نعمتوں میں ہوتا ہے، شاید اسی لیے اللہ تعالی کو جسمانی لحاظ سے کمزور مؤمن کے بجائے طاقتور مؤمن زیادہ پسند ہے۔ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ، مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ»[1] "اللہ تعالی

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب القدر، ر: ٦٧٧٤، صـ١١٦١.

کے نزدیک کمزور مؤمن کے مقابل، طاقتور مؤمن بہتر اور زیادہ محبوب ہے"[۱]۔

جبکہ طاقتور اور چاک وچوبند رہنے کے لیے جسمانی وَرزش (Exercise) انتہائی ضروری ہے، لہذا وہ کھیل جو انسانی جسم میں پُھرتی اور طاقت کا ذریعہ بنتے ہیں، جسمانی ورزش کی نیّت سے انہیں کھیلنے میں حرج نہیں، اور جن کھیلوں میں ورزش کا پہلو نہ ہو، یا دنیا وآخرت کے اعتبار سے ان کا کوئی فائدہ نہ ہو، ان کا کھیلنا جائز نہیں۔

کھیل کُود سے متعلق اسلامی تعلیمات

حضراتِ گرامی قدر! ایسا ہرگز نہیں کہ اسلام ایک تنگ نظر مذہب ہے، اور اس میں کھیلوں کی بالکل گنجائش نہیں، احادیثِ مبارکہ میں ایسے متعدّد کھیلوں کا ذکر ملتا ہے، جن کا کھیلنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اُن کے سیکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور اُن کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے، اُصولِ شریعت پر پورا اُترنے والے اُن کھیلوں میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

تیراندازی (Archery)

تیزاندازی اسلام کے پسندیدہ کھیلوں میں سے ایک ہے؛ کہ اس میں اَعصاب کی مضبوطی اور جسمانی ورزش کے ساتھ ساتھ جہاد کی تربیت و مَشق (Practice) بھی ہے، حضرت سیّدنا عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «كُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلاَّ (۱) رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، (۲) وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، (۳) وَمُلاَعَبَتَهُ أَهْلَهُ؛ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الحَقِّ»[۲]

---

(۱) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۰" دسمبر، صحت و تندرستی اور اس کی حفاظت، ۲/ ۳۵۵۔

(۲) "سنن الترمذي" أبواب السِير، باب ما جاء في فضل الرَمي في سبيل الله، ر: ۱٦۳۷، صـ۳۹۵.

"(۱) تیر اندازی، (۲) گھوڑے کو سدھانا (Grooming a Horse) (۳) اور اپنی بیوی کے ساتھ دل لگی کرنا؛ کہ یہ (تینوں) حق (جائز ودُرست) ہیں، ان کے سِوا مسلمان کا ہر (خلافِ شریعت) کھیل باطل وبے کار ہے"۔

نبئ کریم ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام -علیہم الرضوان- کو مختلف صورتوں میں ایسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دی، جو کسی طور پر وَرزشی سرگرمیوں سے کم نہیں، ایک حدیث میں مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے تین ۳ بار ارشاد فرمایا: «أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ»[۱] "سنو! طاقت تیر اندازی میں ہے"۔

ایک اَور روایت میں تیر اندازی سیکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، حضرت سیّدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ: (۱) صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، (۲) وَالرَّامِي بِهِ، (۳) وَالْمُمِدُّ بِهِ -وقال-: ارْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا!»[۲] "بے شک اللہ تعالی ایک تیر کے بدلے تین ۳ اَفراد کو جنّت میں داخل فرمائے گا: (۱) ثواب کی نیّت سے تیر بنانے والے کو، (۲) تیر پھینکنے والے کو، (۳) تیر دینے والے کو۔ اور تیر اندازی سیکھو، اور گھڑ سواری کرو، اور تمہارا تیر اَندازی کرنا مجھے گھڑ سواری کی نسبت زیادہ پسند ہے!"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ "شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں گھوڑا سواری سے مراد نیزہ بازی ہے؛ کہ اکثر

(۱) "صحيح مسلم" باب فضل الرمي والحثّ عليه، ر: ٤٩٤٦، صـ٨٥٧.
(۲) "مُصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الجهاد، ر: ١٩٨٩٨، ١٠/ ٣٦٠.

گھوڑے پر سے دشمن کو نیزے مارے جاتے ہیں، تو مطلب یہ ہوا کہ نیزہ بازی سے تیر اندازی اچھی ہے؛ کہ تیر اندازی جہاد میں زیادہ کام آتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ گھوڑا سواری کی مَشق سے تیر اندازی کی مَشق مجھے زیادہ پیاری ہے؛ کیونکہ گھوڑا سواری کبھی فخر ورِیا بھی پیدا کر دیتی ہے"[1]۔

موجودہ دَور میں بنیّت جہاد کسی بھی ہتھیار، مثلاً بندوق (Gun)، راکٹ (Rocket) اور میزائل (Missile) وغیرہ کے ذریعے کسی چیز کو ٹارگٹ (Target) کرنا، اور ٹھیک نشانہ لگانا بھی تیر اندازی کے حکم میں داخل ہے، جیسا کہ حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ "اب اس زمانہ میں بندوق چلانا، نیزہ بازی کرنا، ہوائی جہاز رانی کی مَشق، توپ سے گولہ اندازی سیکھنا، بنیّت جہاد اسی حکم میں ہے"[2]۔

گھوڑے پالنا (Horse Breeding)

عزیزانِ مَن! جہاد کی غرض سے گھوڑے پالنا بھی بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾[3] "اُن کے لیے تیار رکھو جو قوّت تم سے بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو؛ کہ اس سے اُن کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں!"۔

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" جہاد کا بیان، جہاد کے آلات تیار کرنے کا بیان، دوسری فصل، تحت ر: ۳۸۷۲، ۵/۵۳۶۔

(۲) ایضاً۔

(۳) پ ۱۰، الأنفال: ۶۰.

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنِ احْتبَسَ فَرَساً فِي سَبِيلِ الله إِيماناً بِالله وَتَصْدِيقاً بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ، فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ»[1] "جس نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق کے ساتھ اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار رکھا، اُس گھوڑے کا وہ چارہ جسے وہ پیٹ بھر کر کھائے، اور وہ پانی جسے وہ سَیر ہو کر پیے، اور اُس کا گوبر، اور اس کا پیشاب، قیامت کے دن اس کے میزان میں شمار کیا جائے گا" اور اس کے وزن کے برابر اُسے اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔

دَوڑ لگانا (Running)

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! دَوڑ لگانا ایک بہترین جسمانی ورزش ہے، اور حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنفسِ نفیس حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ دَوڑ لگائی، حضرت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھی، میں نے حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دَوڑ لگائی اور آگے نکل گئی، کچھ عرصہ بعد پھر ایک سفر میں میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دَوڑ لگائی، جبکہ میرا وزن کچھ بڑھ چکا تھا، تب رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے آگے نکل گئے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «هَذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ!»[2] "یہ اس (پہلے والی جیت) کا بدلہ ہو گیا!"۔

نیزہ بازی (Tent Pegging)

حضراتِ محترم! میدانِ جنگ میں کافروں سے مقابلہ کرنے کی غرض سے، نیزہ بازی کی مَشق (Practice) کرنا، اور اسے سیکھنا سکھانا بھی سنّت ہے، حضرت

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسِير، ر: ۲۸۵۳، صـ۴۷۲.

(۲) "سنن أبي داود" كتاب الجهاد، باب في السبق على الرجل، ر: ۲۵۷۸، صـ۳۷۳.

سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنِ اعْتَقَلَ رُمْحاً فِي سَبِيلِ الله، عَقَلَهُ اللهُ مِنَ الذُّنُوبِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[1] "جس نے راہِ خدا میں نیزہ بازی کی، اللہ تعالی بروزِ قیامت اس کے گناہ مُعاف فرما دے گا"۔

تیراکی (Swimming)

حضراتِ ذی وقار! تیراکی ایک بہترین کھیل اور مکمل جسمانی ورزش ہے، سمندری حادثات کے موقع پر ماہر تیراک ہی انسانیت کی خدمت کرتا، اور لوگوں کی جان بچاتا ہے، سمندری ناکہ بندی اور دِفاعی نقطۂ نظر سے تیراکی کی اہمیت میں مزید اِضافہ ہوجاتا ہے، شاید اسی لیے مکّہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ اور ان کے قُرب وجوار میں، سمندر یا نہر نہ ہونے کے باوُجود، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام -علیہم الرضوان- کو تیراکی (Swimming) کی ترغیب دی۔ حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ اور سیّدنا جابر بن عبید اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ الله عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ لَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ، إلّا أَرْبَع خِصَالٍ: (١) مَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، (٢) وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ، (٣) ومُلاعَبَةُ أَهْلِهِ، (٤) وَتَعَلُّمُ السِّبَاحَةِ»[2] "سوائے چار ۴ چیزوں کے، اللہ تعالی کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز بے کار ہے: (۱) آدمی کا تیر اندازی کے لیے ان دو ۲ نشانوں کے درمیان دَوڑنا جہاں تیر پھینکا جائے، (۲) اپنے گھوڑے کو

---

(١) "كنز العمّال" حرف الجيم، كتاب الجهاد، الباب١، ر: ١٠٦٢٦، ٤/ ١٣١.

(٢) "المعجمُ الكبير" جابر بن عمير الأنصاري، ر: ١٧٨٥، ٢/ ١٩٣.

سَدھانا (Grooming a Horse)، (۳) اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، (۴) اور تیراکی(Swimming) سیکھنا سکھانا"۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے اَہلِ شام کو خط لکھا، اور اس میں تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «وَعَلِّمُوا صُبْيَانَكُمُ الْكِتَابَةَ وَالسِّبَاحَةَ»(۱) "اپنی اَولاد کو کتابت اور تیراکی سکھاؤ"۔

بے مقصد کھیل کُود اور لہو ولعب

حضراتِ گرامی قدر! اسلام اپنے ماننے والوں کو جہاں ایک بامقصد زندگی گزارنے کی دعوت دیتا ہے، وہیں بے مقصد کھیل کُود، غفلت اور لہو ولعب سے منع بھی فرماتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾(۲) "اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کُود! اور یقیناً پچھلا گھر بَھلا اُن کے لیے جو ڈرتے ہیں، تو کیا تمہیں سمجھ نہیں!"۔

بندۂ مؤمن کی پہچان

عزیزانِ مَن! بامقصد زندگی اور لَغو وفُضول باتوں سے اِعراض، بندۂ مؤمن کی پہچان اور بہترین صفت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾(۳) "اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف اِلتفات نہیں کرتے" اور ہر لہو

---

(۱) "مُصنَّف عبد الرزّاق" كتاب الولاء، باب ميراث ذي القرابة، ر: ۱٦۱۹۸، ۹/۱۹.

(۲) پ۷، الأنعام: ۳۲.

(۳) پ۱۸، المؤمنون:۳.

وباطل سے اجتناب کرتے ہیں۔ لہذا ہر وہ کھیل جو محض وقت ضائع کرنے کا ذریعہ نہ ہو، بلکہ جسمانی یا رُوحانی فوائد کا حامل ہو، اس میں دنیا وآخرت کا فائدہ یقینی ہو، اور شریعتِ مطہَّرہ میں اس کی مُمانعت نہ ہو، اُس کا کھیلنا جائز ہے۔

اسپورٹس کلچر کے نقصانات

میرے محترم بھائیو! دُنیوی واُخروی فوائد، اجر وثواب، جسمانی ورزش اور اَعصاب کی مضبوطی کے حامل، اور اُصولِ شریعت پر پورا اُترنے والے مذکورہ بالا کھیلوں میں، آج ہماری دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے، جبکہ اس کے برعکس مغربی ممالک (Western Countries) میں کھیلے جانے والے کھیل، مغرب (West) کی نسبت آج ہم مسلمانوں میں زیادہ مشہور اور رائج ہیں، اور نہایت بدقسمتی سے کہنا پڑتا ہے، کہ کھیل کی آڑ میں متعدّد خلافِ شریعت سرگرمیاں متعارف کروائی جارہی ہیں، جن کے باعث ہماری نَوجوان نسل کی دنیاوآخرت اور مستقبل تباہ ہورہاہے، انہیں یہ اندازہ ہی نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے کتنے قیمتی لمحات نہایت بےدَردی سے اسپورٹس کلچر (Sports Culture) کی نذر کررہے ہیں!۔

کھیلوں کی مروّجہ سرگرمیوں اور اسپورٹس کلچر (Sports Culture) کے متعدّد نقصانات ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

فرائض وواجبات میں سُستی وکوتاہی

حضراتِ گرامی قدر! ایک مسلمان کے لیے مروّجہ اسپورٹس کلچر (Sports Culture) کا سب سے بڑا نقصان نماز، روزہ سمیت دیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی اور سُستی ہے! عام مُشاہدہ ہے کہ کئی کئی گھنٹے جاری

رہنے والے کرکٹ میچز (Cricket Matches) کھیلنے والی ٹیم (Team)، اور انہیں کھیلتا دیکھنے والوں کی اکثریت، فرض نماز کی ادائیگی سے محروم رہتی ہے۔ اسی طرح میچز (Matches) کا یہ سلسلہ رمضان المبارک میں بھی جاری رہتا ہے، اور کئی مسلمان کھلاڑی روزہ رکھنے کے بجائے گراؤنڈ (Ground) میں سرِعام پانی پیتے، اور فرض نمازیں قضا کرتے نظر آتے ہیں، اس کے باعث لوگوں کی نظر میں اَرکانِ اسلام کی اہمیت میں کمی واقع ہوتی ہے، اور ہماری نَوجوان نسل میں فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی اور سُستی کا رُجحان فروغ پاتا ہے، اور یہ چیز بحیثیت مسلمان ہمارے لیے کسی طَور پر قابلِ قبول نہیں ہے!۔

ایسے ہی ہاکی (Hockey)، بیڈمنٹن (Badminton)، تیراکی (Swimming) اور دَوڑ (Running) وغیرہ کے مقابلوں میں بھی صورتحال بہت اَبتر ہے، مرد وخواتین کھلاڑی چھوٹی سی نیکر (Short knickers) اور تیراکی کا انتہائی مختصر لباس (Swimming Dress) پہن کر ان مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں، اور موقع پر موجود تماشائیوں کے ساتھ ساتھ لائیو نشریات (Live Broadcast) کے ذریعے دنیا بھر کے لوگ ان کے سترِ عورت (چُھپانے کی جگہ) اور برہنہ بدن کو دیکھتے ہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، لیکن اس کے باوُجود بدقسمتی سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مروّجہ اسپورٹس کلچر (Sports Culture) ہماری اسلامی تعلیمات اور اَحکام پر غالب آرہا ہے، اور فرائض وواجبات سے دُوری کا باعث بن رہا ہے!۔

ملکی سرمائے کی مغربی ممالک کی طرف منتقلی

عزیزانِ مَن! ہمارے ہاں مروّجہ اسپورٹس کلچر (Sports Culture) مغربی سرمایہ داروں(Western Capitalists) کا متعارف کردہ ہے، جس کے ذریعے ہمارا سرمایہ مغربی ممالک(Western Countries) میں منتقل ہورہا ہے، اس سے ہماری معیشت کمزور ہورہی ہے، جبکہ اسی سرمائے کی بنیاد پر مغربی ممالک دولتمند ہوتے جارہے ہیں۔ لہذا ہمیں مغربی سرمایہ داروں (Western Capitalists) کے ایسے ہتھکنڈوں کو سمجھنا ہوگا، اور اپنے ملک کا سرمایہ مغربی ممالک(Western Countries) کی طرف منتقل ہونے سے روکنا ہوگا؛ کیونکہ میچز(Matches) کے خریدے گئے ٹکٹ (Ticket)، اور چند گھنٹوں کی لائیو نشریات(Live Broadcast) کے حقوق حاصل کرنے کے لیے، ادا کیے جانے والے لاکھوں کروڑوں ڈالر (Millions of Dollars) مغربی سرمایہ داروں (Western Capitalists) کو منتقل ہورہے ہیں، اور وہ ہمارا ہی سرمایہ آئی ایم ایف(IMF) اور ورلڈ بینک(World Bank) کے ذریعے بطور قرض ہمیں دے کر ہم پر حکومت کر رہے ہیں، ہماری داخلہ اور خارجہ پالیسی (Internal And Foreign Policy) تشکیل دے رہے ہیں، اور آج ہماری آنے والی نسلوں کو بھی اپنا مقروض (غلام) بنارہے ہیں!۔

نَوجوان نسل میں غور وفکر کا فُقدان

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حرام وناجائز کھیل کُود میں حد سے زیادہ مصروفیت کے باعث، ہماری نَوجوان نسل میں مطالعہ، تحقیق اور کائنات کے اَسرار ورُموز میں

غور وفکر کرنے جیسی صلاحیتوں کا حد درجہ فُقدان ہے، یقیناً یہ بھی مروّجہ اسپورٹس کلچر (Sports Culture) کے بڑے نقصانات میں سے ایک ہے، آج ہمارے نَوجوانوں کو کھیل کُود سے فرصت ہی نہیں کہ وہ کتابوں کا مطالعہ (Book Reading) کریں، کائنات میں غَور وفکر کریں، اور اپنے اندر تحقیق وجستجو کا مادّہ پیدا کریں؛ تاکہ اپنے اَسلاف اور بزرگوں کی طرح وہ بھی انسانیت کی خدمت کر سکیں، اور کارہائے نمایاں اَنجام دے سکیں!۔

غیر یقینی مستقبل اور وقت کا زِیاں

جانِ برادر! ہماری نَوجوان نسل کا غیر یقینی مستقبل اور وقت کا زِیاں بھی اسپورٹس کلچر (Sports Culture) کے نقصانات میں سے ایک ہے۔ آج ہمارے نَوجوان اپنا قیمتی وقت کھیل کُود میں برباد کر رہے ہیں، اپنے مستقبل کو غیر یقینی بنا رہے ہیں، اگر یہی صورتحال رہی تو اقبال کا شاہین اُڑان بھرنے سے قبل ہی پستی وزَوال کا شکار ہو جائے گا! لہذا ابھی وقت ہے سنبھل جائیں، اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں، دنیا وآخرت کی بہتری کو پیشِ نظر رکھیں، اعمالِ صالحہ انجام دیں، اور اپنے ملک وقوم، نیز اقوامِ عالَم کی فلاح وبہبود کے لیے کام کریں!۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! "وہ کھیل جس سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ مقصود نہ ہو وہ جائز نہیں، اور جس کھیل سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ مقصود ہو، اور وہ اَحکامِ شریعت کے مطابق ہو وہ جائز ہے؛ کیونکہ اسلام نہ تو تفریحِ طبع کے خلاف ہے، نہ ہی جسمانی ورزش سے روکتا ہے، نیز یہ تمام سرگرمیاں اگر اسلامی تعلیمات

اور شریعت کی حُدود میں رہ کر کی جائیں، تو نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے، بلکہ حَوصلہ افزائی بھی فرماتا ہے۔ لہذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر اسلامی تعلیمات اور شریعت کے بنیادی مقاصد کو پیشِ نظر رکھا جائے، اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو بحیثیت مسلمان اسلامی تعلیمات کے مُنافی ہو!۔

دعا

اے اللہ! ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، اور سونا جاگنا اسلامی تعلیمات کے مطابق بنادے، ہمیں اسلام کے پسندیدہ کھیلوں کو جہاد اور ورزش کی غرض سے سیکھنے سکھانے کی توفیق عطا فرما، اور خلافِ شریعت اور ناجائز و حرام کھیلوں سے بچا، آمین یاربّ العالمین!۔

فحاشی کی تعریف اور سپریم کورٹ کا غیر شرعی فیصلہ

(جمعۃ المبارک ۲۱ شوّال المکرّم ۱۴۴۴ھ - ۱۲/۰۵/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

سپریم کورٹ فیصلے کا پس منظر

۲۰۲۰ء میں کسی نجی ٹی وی چینل (Private TV Channel) سے ایک ڈرامہ "جلن" آن ائیر (On Air) ہوا، اس ڈرامہ میں فحش اور بے حیائی کے مَناظر، اور سالی بہنوئی کے درمیان قابلِ اعتراض تعلق دکھایا گیا، پاکستانی شہریوں نے اس حیاسوز ڈرامے کی شکایت پیمرا (Pemra) سے کی، پیمرا نے ایکشن (Action) لیتے ہوئے اس ڈرامہ کی نشریات پر پابندی لگادی، اس پر متعلقہ ٹی وی چینل (TV Channel) کی انتظامیہ نے ملکی عدالتوں سے رُجوع کیا، اور مُعاملہ بالآخر سپریم کورٹ (Supreme Court) تک جا پہنچا، سپریم کورٹ کے دو ۲ رُکنی بینچ (Bench) نے لبرل نظریات (Liberal Ideologies) کا تحفّظ کرتے ہوئے

بارہ ۱۲ اپریل ۲۰۲۳ء کو اس مقدّمہ (Case) کا اسلام مخالف فیصلہ جاری کیا، اور مذکورہ ڈرامے سے فوری پابندی ہٹانے کا حکم دے دیا۔

البتہ ہم اسلامی جُمہوریہ پاکستان کے معزّز جج صاحبان کے بارے میں حُسنِ ظن رکھتے ہیں، کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات اور آئین سے متصادِم یہ فیصلہ جان بُوجھ کر نہیں دیا ہوگا، بلکہ اس کا سبب ان حضرات کی اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت، یا پھر عدم توجہ کے باعث ایسا ہوا ہوگا!۔

اِستعماری لبرل نظریات کی عکّاسی

بات اگر صرف ایک ڈرامے پر عائد پابندی ہٹانے تک محدود ہوتی، تو شاید یہ مُعاملہ اتنی اہمیت اختیار نہ کرتا، مگر بات اس وقت بڑھی جب سپریم کورٹ کے دو ۲ رُکنی بینچ (Bench) نے آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) کی تشریح کرتے ہوئے، ہماری دینی مذہبی اَقدار (Religious Values) کو لبرل اَقدار (Liberal Values) کے ساتھ گڈمڈ کیا، اور اپنے فیصلہ میں آزادیٔ اظہار، حقِ معلومات، اور فحاشی کی غیر شرعی وغیر آئینی تعریف بیان کی، نیز برداشت اور رَواداری (Tolerance) کو سب سے بڑی آئینی قدر (Constitutional Value) قرار دیا، اور یہ چیز دینِ اسلام اور آئینِ پاکستان کے بجائے واضح طَور پر اِستعماری لبرل نظریات (Colonial Liberal Ideas) کی عکّاس وترجمان ہے۔

سپریم کورٹ فیصلے میں اختلافِ رائے کا باعث بننے والے چند اہم نِکات

سپریم کورٹ کے فیصلے (Decision) میں جو نِکات اختلافِ رائے کا باعث ہیں، اُن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(ا) آزادئ اِظہار اور حقِ معلومات

آزادئ اظہار (Freedom of Expression) ایک وسیع المعنیٰ اصطلاح ہے، یہ لبرل (Liberal) اور اسلام دشمن قوّتوں کا وہ ہتھیار ہے، جسے وہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں دینِ اسلام اور اس کی تعلیمات کو مَسخ کرنے کے لیے بے دریغ استعمال کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب متنازعہ ڈرامے میں سالی بہنوئی کے مُعاشقے اور باہم اظہارِ محبت دِکھانے پر پاکستانی مسلمانوں نے اعتراض کیا، اور پیمرا (Pemra) کے ذریعے ڈرامے پر پابندی لگوائی، تب لبرل قوّتوں (Liberal Forces) نے پاکستان میں موجود اپنی ترجمان اور ایکٹوسٹ (Activist) "فریحہ عزیز" نامی خاتون کو خصوصی ٹاسک (Task) دے کر، اسے عدالتی مُعاوِن کے طَور پر پہلے کارِ عدالت میں شامل کروایا، پھر اُس کے ذریعے آزادئ اظہار (Freedom of Expression) کی حسبِ منشا تعریف وتشریح عدالتی فیصلے (Court Decisions) کے رُوپ میں ہم پر مسلّط کردی، اور یہ چیز اسلام اور مسلمانوں کے اَقدار کی آزادی کے خلاف ہے!۔

کیا ہماری عدلیہ اپنی آزادی کے خلاف کوئی فیصلہ یارائے برداشت کر سکتی ہے؟ یقیناً نہیں! پھر اسلام اور تعلیماتِ اسلام جو سب سے سپریم (Supreme) ہیں، ان کے خلاف ایسے غیر شرعی فیصلے کی برداشت کہاں سے لائیں؟ اس کا بھی جواب ارشاد فرما دیجیے! کیا ایسے غیر شرعی فیصلے مُعاشرے میں اَنارکی کا سبب نہیں ہوں گے؟!

ستم بالائے ستم یہ کہ ایک دینی مسئلہ میں رَہنمائی اور مُعاوَنت کے لیے "فریحہ عزیز" جیسی لبرل خاتون (Liberal woman) کو عدالتی مُعاوِن مقرّر کیا گیا! یہ

مسئلہ اسلامی وقومی اَقدار کا مسئلہ ہے، فحاشی وبے حیائی کی روک تھام کا مسئلہ ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس دینی مسئلہ میں رَہنمائی کے لیے کسی جیّد عالمِ دین سے مدد و رَہنمائی لی جاتی، اُسے بطور عدالتی مُعاوِن مقرّر کیا جاتا، لیکن شدید افسوس کا مقام ہے کہ ایسا کرنے کے بجائے، بیرونی ایجنڈے بیرونی مال پر کام کرنے والی، دین بیزار، اسلامی اَحکام سے بے بہرہ ایک لبرل خاتون (Liberal woman) سے رَہنمائی ومُعاوَنت لی گئی، یقیناً یہ بات سمجھ سے بالاتر، اور پاکستانی مسلمانوں کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے!۔

فحاشی وبے حیائی کی مُمانعت

میوزک (Music) کی تھاپ پر ناچتی گاتی نیم عُریاں اور برہنہ عورتوں کے اجنبی مَردوں کے ساتھ اِختلاط (Gathering)، اور باہم مُعاشقوں پر مشتمل فلموں ڈراموں، فحش گانوں، اور بے حیائی وذُو معنی جملوں (Dialogues) پر مشتمل تھیٹر (Theater) اور اسٹیج ڈراموں (Stage Dramas) کی، دینِ اسلام میں سخت مُمانعت ہے، اور ایسا کرنے والوں کو شیطان کا پیرو کار قرار دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾[1] "اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر مت چلو، اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾[2] "ظاہر وپوشیدہ کسی بے حیائی کے پاس مت جاؤ!"۔

(١) پ١٨، النور: ٢١.
(٢) پ٨، الأنعام: ١٥١.

آئینِ پاکستان میں اسلامی ماحول کی فراہمی کا وعدہ

باوُجود یکہ آئینِ پاکستان وطنِ عزیز میں رہنے والے ہر مسلمان کو اسلامی ماحول کی فراہمی کا وعدہ کرتا ہے، اور اُسے یقین دلاتا ہے کہ "(۱) اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب (State Religion) ہے[۱]، (۲) آزادیٔ اظہارِ رائے قانون اور اَخلاقِ عامّہ کے ماتحت ہوگی[۲]، (۳) تمام مَوجودہ قوانین کو قرآنِ پاک اور سنّت میں منضبط اسلامی اَحکام کے مطابق بنایا جائے گا، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ اَحکام کے مُنافی ہو[۳]، (۴) پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طَور پر اپنی زندگی اسلام کے اُصول اور اساسی تصوُّرات کے مطابق مرتَّب کرنے کے قابل بنانے کے لیے، اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اِقدامات کیے جائیں گے، جن کی مدد سے وہ قرآن وسنّت کے مطابق زندگی گزارنے کا مفہوم سمجھ سکیں[۴]، (۵) اور اسلامی اَخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دے سکیں"[۵]۔

لیکن اس سب کے باوُجود آزادیٔ اظہار (Freedom of Expression) کے نام پر سپریم کورٹ آف پاکستان (Supreme Court of Pakistan) کی طرف سے اسلامی تعلیمات کے مُنافی اُمور کی حَوصلہ افزائی، غیر شرعی، آئینِ پاکستان کی مذکورہ بالا دفعات (Sections) کی صریح خلاف ورزی،

---

(۱) "آئینِ پاکستان" حصہ اوّل، ابتدائیہ، آرٹیکل ۲، ص۳۔
(۲) ایضًا، حصہ دُوم ۲، بنیادی حقوق، آرٹیکل ۱۹، ص۱۱، ملخصًا۔
(۳) ایضًا، حصہ نہم ۹، اسلامی اَحکام، آرٹیکل ۲۲۷، ص۱۴۵۔
(۴) ایضًا، حصہ دُوم ۲، حکمتِ عملی کے اُصول، آرٹیکل ۳۱، ص۱۷۔
(۵) ایضًا۔

اور پاکستانی مسلمانوں میں باہم طبقاتی تقسیم کا باعث ہے!!۔

مذکورہ مقدّمہ کی سماعت کرنے والے سپریم کورٹ کے دو ۲ فاضل جج صاحبان "جسٹس سیّد منصور علی شاہ" اور "جسٹس عائشہ اے ملک" نے سِول پٹیشن (Civil Petition) نمبر ۳۵۰۶ - ۲۰۲۰ء کی سماعت مکمل ہونے پر پیمرا (Pemra) کے خلاف اپنے فیصلہ (Decision) میں لکھا ہے کہ "آزادئ اظہار اور حقِ معلومات (Right to Information) وہ بنیادی حقوق ہیں جو دیگر تمام بنیادی حقوق کے حُصول کے لیے ناگزیر ہیں، اور اس میں ہر زبانی وتحریری مواد (Content)، ڈانس (Dance)، تھیٹر (Theater)، فلم (Film) اور فنکارانہ صلاحیتوں کا اِظہار وغیرہ سب شامل ہے، اور یہ چیز مُعاشرے میں رائے عامّہ کی تشکیل، بیداریٔ فکر، تہذیب، تعلیم اور تفریح پر نمایاں طَور پر اثرانداز ہوتی ہے، لہٰذا آزادئ اِظہار (Freedom of Expression) ایسا بنیادی حق ہے جو ہر ایک کو بلا کسی خوف، رکاوَٹ، امتیاز، یا سزا کے حاصل ہونا چاہیے"[۱]۔

علاوہ ازیں پیمرا کو ہدایات دیتے ہوئے اپنے فیصلے میں مزید یہ بھی لکھا کہ "اگرچہ آزادئ اظہار اور حقِ معلومات جُمہوری مُعاشرے کی بنیاد ہیں، لیکن یہ مطلق نہیں، ان پر آئین کے آرٹیکل ۱۹ اور ۱۹ (A) کے تحت معقول پابندیاں لگائی جا سکتی ہیں، لیکن اگر ان کی معقولیت میں کوئی اِبہام پیدا ہو تو ترجیح پابندی کو نہیں آزادی کو دی جائے گی، (چاہے وہ کام خلافِ شرع ہی کیوں نہ ہو)، اور ان پابندیوں کو ضروری تسلیم نہیں کیا جانا چاہیے"[۲]۔

---

(۱) "سپریم کورٹ فحاشی کی تعریف کا فیصلہ" (اردو) ص۱۵، ۱۶، ملخصًا۔
(۲) ایضًا، ص۱۳، ۲۰، ملخصًا۔

مسلمان کی آزادئ اظہار مذہب کے تابع ہے

ہم مسلمان ہیں، اور مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ اس کا ہر کام دینِ اسلام کے تابع، اور قرآن وسنّت کے مُطابق ہو، دینِ اسلام کے کسی پیرو کار کو اس بات کی ہر گز اجازت نہیں کہ شُترِ بے مہار کی طرح آزادانہ جو چاہے کرے یا بولے، لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے تمام اَقوال واَفعال کو قرآن وسنّت کی کسوٹی (Criteria) پر پرکھیں، اور ایسی کوئی بات یا کام نہ کریں جو اَحکامِ شریعت کے مُنافی یا اَخلاقیات سے عاری ہو!۔

(۲) فحاشی کی غیر شرعی وغیر آئینی تعریف

سپریم کورٹ (Supreme Court) کے فیصلے میں جو اُمور اختلافِ رائے کا باعث ہیں، اُن میں سب سے اہم فحاشی کی غیر شرعی و غیر آئینی تعریف ہے۔ فاضل جج صاحبان چونکہ "اسلامی جُمہوریہ پاکستان" کی معزّز عدالتِ عالیہ میں بطور جج تعینات ہیں، لہذا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ فحاشی کی تعریف کرتے وقت قرآن وسنّت اور آئینِ پاکستان کو پیشِ نظر رکھتے، اور اُن کے اَحکام وتعلیمات کی رَوشنی میں فحاشی کی تعریف بیان فرماتے، لیکن انہوں نے قرآن وسنّت اور آئینِ پاکستان کو معیار بنانے کی بجائے، لوگوں کی برداشت وعدم برداشت (Tolerance and Intolerance) کو معیار بنایا، اور اسے سب سے بڑی آئینی قدر (Constitutional Value) قرار دیتے ہوئے فحاشی کی یہ تعریف بیان کی کہ "صرف وہ چیزیں فحاشی وبیہودگی میں شمار ہوں گی، جو عوام میں شائستگی کے عام قبول شدہ معیارات کے خلاف ہوں، نیز عوام میں شائستگی کے عام قبول شدہ معیارات کا

پیمانہ لوگوں کی پسند اور ناپسند ہے، اور ایک ترقی کی جانب گامزن قوم میں عوامی پسند وناپسند وقت کے ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے[۱]۔

سپریم کورٹ کے فیصلے میں مزید یہ بھی مذکور ہے کہ "مُعاشرے میں کسی چیز کا مہذّب، شائستہ یا اَخلاقی ہونا کئی ایک سماجی روایات، فلسفوں اور مذہبی نظریات سے جُڑا ہوتا ہے، لہذا صرف کسی ایک چیز (مثلاً مذہبی تعلیمات) کو پیمانہ بنا کر ہم یہ طے نہیں کر سکتے کہ عوام میں کیا چیز مہذّب، شائستہ یا اَخلاقی تصوُر کی جاتی ہے، اور نتیجۃً کیا چیز فحاشی وبیہودگی سمجھی جاتی ہے، لہذا کسی چیز کے مہذّب، شائستہ اور اَخلاقی، یعنی نتیجۃً فحاشی وبیہودہ ہونے کا پیمانہ عالَمی انسانی حقوق (UDHR)، اور اِنسدادِ امتیازی سُلوک کے اُصول(Principles of Non Discrimination)کو بنایا جائے گا"[۲]۔

آئینِ پاکستان میں فحاشی وبے حیائی کی مُمانعت

فحاشی کی یہ تعریف اور معیار شریعتِ مطہّرہ کے ساتھ ساتھ آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) کی بھی صریح خلاف ورزی ہے؛ کیونکہ آئینِ پاکستان میں واضح طَور پر یہ مذکور ہے کہ "وطنِ عزیز میں کوئی قانون قرآن سنّت کے مُنافی وضع نہیں کیا جائے گا"[۳] جبکہ فحاشی کی مذکورہ بالا تعریف واضح طَور پر قرآن وسنّت کے مُنافی ومتصادِم ہے، صرف یہی نہیں بلکہ آئینِ پاکستان کی رُو سے فحاشی وبے حیائی کو ختم کرنا، ریاستی اداروں کی بنیادی ذمّہ داری ہے، جیسا کہ آئینِ پاکستان کے

---

(۱) ایضاً، صـ۲۱، ملخصًا۔

(۲) ایضاً۔

(۳) "آئینِ پاکستان" حصہ نہم ۹، اسلامی اَحکام، آرٹیکل ۲۲۷، صـ۱۴۵۔

آرٹیکل ٣٧ (G) میں واضح طَور پر مذکور ہے کہ "(ریاست) عصمت فروشی (زِنا کاری)، قمار (جوا) بازی، ضرر رَساں اَدویات (منشیات)، فحش لٹریچر اور اشتہارات (Obscene Literature and Advertisements) کی نشر واِشاعت اور نمائش کی روک تھام کرے گی"[1]۔

فحاشی کی صحیح تعریف

فحاشی سے مراد ہر وہ بُرا کام اور اقوال وافعال ہیں، جو اپنی مقرّرہ حدّ (یعنی حدِ شریعت) سے متجاوِز ہوں[2]۔ قرآن وحدیث میں زِنا اور بدکاری سمیت متعدّد بُرے کاموں کو فحاشی قرار دے کر ان کی مذمّت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾[3] "بدکاری کے قریب بھی مت جاؤ! یقیناً وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"۔

بدنگاہی، فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کا نقطۂ آغاز ہے، لہذا شریعتِ اسلام نے بے حیائی کے اس باب کو کھلنے سے پہلے ہی بند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾[4] "بے حیائیوں کے قریب بھی نہ جاؤ! جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چُھپی ہیں"۔

(١) ایضاً، حصہ دُوم ٢، حکمت عملی کے اُصول، آرٹیکل ٣٧، صـ١٨۔
(٢) انظر: "كشف المشكل من حديث الصحيحَين" لابن الجَوزي، الفحش، ر: ٩١، ١/ ١٥٦. "لسان العرب" فصل الفاء، ٦/ ٣٢٦، ملخّصاً.
(٣) پ١٥، بني إسرائيل: ٣٢.
(٤) پ٨، الأنعام: ١٥١.

فحاشی و بے حیائی کی مختلف صورتیں

آنکھوں سے فحش مَناظر اور فلمیں ڈرامے دیکھنا، دماغ سے فحش باتیں سوچنا، فحش کاموں کی منصوبہ بندی کرنا، کانوں سے فحش باتیں اور گانے باجے سننا، ہاتھوں اور پاؤں کو فحش کاموں میں استعمال کرنا، نیم عُریاں لباس پہننا، رقص کرنا، زبان کا غلط استعمال کرنا، شراب، زِنا، اور جُوئے (Gambling) کے اڈّوں پر جانا بھی فحاشی، بے حیائی اور زِنا کی اَقسام میں سے ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «فَزِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ»[۱] "آنکھوں کا زِنا حرام دیکھنا، اور زبان کا زِنا حرام بات کہنا ہے، دل بدکاری کی تمنّا اور خواہش کرتا ہے، جبکہ شرمگاہ اس خواہش کو یا تو پورا کرتی ہے، یا پھر اُس خواہش کو دَبا کر اُسے رَدّ کر دیتی ہے"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي»[۲] "آنکھیں زِنا کرتی ہیں، اور ہاتھ زِنا کرتے ہیں، اور پاؤں زِنا کرتے ہیں، اور شرمگاہ بھی زِنا کرتی ہے"۔ آنکھوں کا زِنا بدنگاہی اور اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زِنا بلا ضرورتِ شرعی کسی غیر محرم عورت کو چُھونا ہے،

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظّه من الزنا وغيره، ر: ۶۷۵۳، صـ۱۱۵۷.
(۲) "مُسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن مسعود، ر: ۳۹۱۲، ۲/ ۸۴.

اور پیروں کا زِنا شراب خانے، یازِنا کے اڈّے، یاکسی ایسی جگہ کی طرف چلنا ہے جہاں جانا شرعًا جائز نہیں، لہذا ان تمام کاموں پر فحاش اور بے حیائی کا اِطلاق ہوتا ہے!۔

فحاشی و بے حیائی عام کرنے والوں کا انجام

جو لوگ فلموں ڈراموں اور میوزک کنسرٹ (Music Concert) یا کسی اَور ذریعے سے مسلمانوں میں فحاشی، بے حیائی اور بدکاری عام کررہے ہیں، یا عام کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں، دنیا وآخرت میں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے، وہ دنیا میں بھی ذلیل ورُسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی جہنّم ان کا مقدّر ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[1] "وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔ لہذا جہاں تک ممکن ہو ایسے ناجائز وحرام کاموں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں!۔

(۳) شکایات کونسل کے ممبران کے انتخاب میں سُقم

سپریم کورٹ نے اپنے مذکورہ فیصلے میں پیمرا (Pemra) کو اس بات کی ہدایت دی ہے، کہ کسی بھی ٹی وی پروگرام یا ڈرامے کی بندش سے قبل، اس کا جائزہ لینے کے لیے وِفاق اور ہر صوبے میں الگ الگ عوامی نمائندوں پر مشتمل چھ ۶ رُکنی "شکایات کونسلز" (Complaints Councils) بنائے، اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس میں شامل کرے؛ تاکہ کسی بھی پروگرام کے خلاف

(۱) پ۱۸، النور: ۱۹.

پیمرا (Pemra) کے ایکشن (Action) سے لینے سے پہلے وہ لوگ اس کا مکمل جائزہ لیں اور اپنی رائے پیش کریں، اور اُن کی رائے سننے کے بعد پیمرا (Pemra) پروگرام کی بندش یا نشریات جاری رکھنے کے بارے میں فیصلہ کرے۔

سپریم کورٹ نے عوامی نمائندوں پر مشتمل "شکایات کونسل" میں جن لوگوں کو شامل کرنے کا حکم جاری کیا ہے، اُن میں میڈیا (Media)، اکادمیہ (Academia) اور سول سوسائٹی (Civil Society) کے نمائندے خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[1]، لیکن اس میں حیرت وتعجب اور اختلافِ رائے کی بات یہ ہے، کہ پیمرا (Pemra) کے ماتحت کام کرنے والی اس کونسل (Council) میں علمائے دین کے کردار کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے، اور اس کونسل میں انہیں نمائندگی یا شامل کرنے کا کوئی صریح حکم نامہ یا ہدایات نہیں دی گئیں، جبکہ فحاشی و بے حیائی، نیکی و گناہ، اور اَخلاقی و غیر اَخلاقی اُمور کی پہچان اور نشاندہی، علمائے دین سے بہتر کون کر سکتا ہے؟! لہذا یہ چیز "شکایات کونسل" کے ممبران کے انتخاب میں سُقم کا باعث ہے جس پر سپریم کورٹ کو نظرِ ثانی کرنی چاہیے، اور مُحبِ وطن قانون داں حضرات کو بھی اس پر نظرِ ثانی کی درخواست ضرور دائر کرنی چاہیے؛ تاکہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک "اسلامی جُمہوریہ پاکستان" میں کوئی فلم، ڈرامہ، یا ٹی وی پروگرام ایسا نشر نہ ہو، جو قرآن وسنّت کے صریح اَحکام کے مُنافی ومتصادِم، اور اسلامی کلچر (Islamic Culture) کی تباہی کا باعث ہو!۔

---

(۱) "سپریم کورٹ فحاشی کی تعریف کا فیصلہ" (اردو) ص۱۷، ملخصًا۔

(۴) مذہبی تعلیمات کے خلاف عدالتوں کے کردار پر سوالیہ نشان

سپریم کورٹ کے مذکورہ فیصلے کے متعدّد نِکات جہاں اہلِ علم اور قانون کے طالبِ علموں کے لیے اختلافِ رائے کا سبب ہیں، وہیں پاکستانی مسلمانوں کے لیے بھی تشویش کا باعث ہیں، ایک معمولی سے ٹی وی ڈرامے کی نشریات بحال کرنے کی خاطر، سپریم کورٹ (Supreme Court) کے دو۲ معزز جج صاحبان کا اسلامی تعلیمات کو پَس پُشت ڈالنا، بلکہ انہیں غیر معقول پابندیاں قرار دیتے ہوئے کہنا کہ "پاکستان جیسی نَو خیز جُمہوریت میں غیر معقول پابندیوں کے خلاف عدالتوں کو ہر ممکن رکاوَٹ بننا چاہیے" یہ بات مذہبی تعلیمات کے خلاف پاکستانی عدالتوں کے عزائم وکردار پر سوالیہ نشان لگا رہا ہے !!۔

لبرل اِزم کے حامیوں کا مذموم ایجنڈہ

علاوہ اَزیں لبرل نظریات (Liberal Ideology) کے حامل جو لوگ نظریۂ پاکستان کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اور کفّار و مُشرکین کے ایجنڈے (Agenda) کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں، انہیں یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وطنِ عزیز پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے، یہ ایک اسلامی ریاست ہے، اور اس ملک میں بسنے والوں کی اکثریت کلمہ گو مسلمانوں پر مشتمل ہے، لہذا یہاں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (Electronic and Print Media) یا کسی اَور ذریعے سے لبرل اِزم (Liberalism) کے حامیوں کی کوئی مذموم کوشش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی ! اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے یہاں اسلامی نظام کا نفاذ ہو کر رہے گا، ان شاء اللہ !۔

فحاشی و بے حیائی عام کرنے میں میڈیا کا مذموم کردار

فلموں ڈراموں کے ذریعے فحاشی و بے حیائی کا کلچر (Culture) عام کرنے میں، میڈیا (Media) کے شیطانی اور مذموم کردار کو بھی کسی طور پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، اس میڈیا نے انسانی سوچ کے زاویے بدل کر رکھ دیے ہیں، آج کا انسان عموماً صرف وہی سوچتا اور دیکھتا ہے، جو اسے میڈیا سنانا اور دکھانا چاہتا ہے، تمام ٹی وی چینلز ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور مقبولیت کے چکر میں، فحاشی، بے حیائی اور عُریانیت کو خُوب فروغ دے رہے ہیں، انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کے نام پر آج جو مَواد نشر کیا جارہا ہے، وہ کسی طَور پر دیکھنے کے لائق نہیں! ہمارا میڈیا ہولی دیوالی کی تقریبات دکھا کر ہندوانہ رَسم ورَواج عام کرنے کی کوشش کر رہا ہے! فلموں ڈراموں میں ماں باپ کی نافرمانی، اور بڑے بھائی بہنوں سے بدتمیزی کے مَناظر دکھائے جارہے ہیں، سُسر بہو، سالی بہنوئی، اور دیور بھابھی کے ناجائز تعلقات کے مَناظر دِکھا کر، نسلِ نَو اور ہمارے ایمان، اور تہذیب وثقافت کو تباہ وبرباد کیا جارہا ہے!!۔

اسی طرح فیس بک (Facebook)، یوٹیوب (You Tube)، ٹِک ٹاک (Tik Tok) اور انٹرنیٹ (Internet) پر اَخلاق باختہ گندی فلموں، ڈراموں اور گانوں کے ذریعے فحاشی، عُریانیت اور بے حیائی پھیلائی جارہی ہے، نامحرم اور اجنبی لڑکے لڑکیوں میں فرینڈ شپ (Friend Ship) اور باہمی بات چیت کے مَواقع فراہم کیے جارہے ہیں، جو پہلے بدنگاہی، بے حیائی اور پھر زِنا اور بدکاری کا باعث بنتے ہیں!!"۔

میڈیا سے فحاشی کے خاتمے کے لیے چند سفارشات

یوں تو فحاشی و بے حیائی کا سیلِ رَواں ہر طرف سے عالَمِ اسلام کو نقصان پہنچانے میں لگا ہوا ہے، مگر جو چیز سب سے زیادہ نقصان کا باعث بن رہی ہے وہ ہمارا الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا (Electronic and Print Media) ہے، اگر ہمارے حکمران، قانون نافِذ کرنے والے ادارے، اور ملکی عدالتیں اپنی ذمّہ داری کا ذرا سا احساس کریں، اور ٹی وی چینلز(TV Channels)، اور موبائل کمپنیوں پر سختی کریں، تو اس ملک میں ریاستِ مدینہ کی طرز پر نظامِ حکومت قائم کر کے بانیانِ پاکستان، اور شُہدائے تحریکِ پاکستان کے خواب شرمندۂ تعبیر کیے جا سکتے ہیں۔ علاوہ اَزیں میڈیا سے فحاشی کے خاتمے کے لیے چند سفارشات و تجاویز حسبِ ذیل ہیں:

(۱) میڈیا(Media) پر آنے والی خواتین کے چہرے، اور ہاتھ پاؤں کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ ننگا نہ دکھایا جائے، اور لباس اتنا باریک اور چُست نہ ہو جس سے جسم کے اَعضاء اور اُن کی ساخت نمایاں ہوں۔ (۲) کسی مرد و زَن کو ایک دوسرے کو چُھوتے، ناچتے، عشقیہ گانے گاتے، فحش حرکات اور اشارہ بازی کرتے ہوئے نہ دکھایا جائے۔ (۳) پی ٹی اے(PTA) کو پابند کیا جائے کہ وہ انٹرنیٹ پر موجود تمام پورن ویب سائٹس(Porn Websites) اور بلاگز(Blogs) پر پابندی لگائے۔ (۴) ننگی اور فحش فلموں(Nudity and Pornographic Films) کی نشر واِشاعت اور خرید وفروخت پر پابندی عائد کی جائے۔ (۵) ایسے مسّاج سنٹرز (Massage Centers)، شیشہ کیفے (Shisha Cafes) اور نیٹ کیفے(Net Cafe) جہاں دَرپردہ فحاشی اور بدکاری پھیلائی جارہی ہے، انہیں قانوناً ان گندے کاموں سے روکا

جائے۔ (٦) بعض موبائل فون کمپنیوں نے لڑکوں لڑکیوں کے درمیان رابطے کی سہولت کے لیے چیٹ لائنز(Chat Lines)، اور رات بھر کے لیے خصوصی سستے کال پیکجز (Call Packages) متعارف کروار کھے ہیں، اس طرح کی سہولت ختم کی جائے۔ (٧) اور حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ ریڈ لائٹ ایریاز (Red Light Areas) کو دیے جانے والے گانے بجانے کے لائسنس (License) اور شادی وغیرہ پر کیے جانے والے مُجروں(Dance) پر پابندی لگائے[1]۔

پاکستانی عدالتوں کے لیے ایک اہم تجویز

آخر میں ہم انتہائی ادب واحترام کے ساتھ تمام تر عدالتوں (Courts) کے حضور ایک اہم مُطالبہ بصورت تجویز پیش کرتے ہیں، کہ تمام جج صاحبان اسلامی اَحکام وتعلیمات سے خوب آراستہ ومزیَّن ہوں، یہ حضرات اس چیز کو اپنے آپ پر قانون کی تعلیم کی طرح لازم کریں، اور اسلامی تعلیمات کے بغیر اپنی قانون کی ڈگری (Law Degree) کو اُدھورا اور نامکمل سمجھیں! اس لیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، اور اس کے آئین (Constitution) میں واضح طَور پر مذکور ہے، کہ اس ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہوں گے، لہٰذا جج صاحبان کا اسلامی اَحکام اور تعلیمات سے آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے؛ کیونکہ اگر جج صاحبان دینی اَحکام سے نہ بلد وبے بہرہ ہوئے، تو اُن سے یہ توقُّع رکھنا عبث ہے کہ وہ اسلامی اَحکام کی پاسداری کریں گے، اور اس کی تعلیمات کی رَوشنی میں فیصلے کریں گے!۔

---

(١) "فحاشی کی جامع تعریف اور اس کے اِنسداد کے لیے عملی تجاویز" حصہ سوم ۳، میڈیا سے فحاشی کے خاتمے کے لیے مجلس کی سفارشات، صـ۳۱، ۳۲، ملخصًا۔

دعا

اے اللہ! ہمیں فحاشی اور بے حیائی سے بچا، بدکاری جیسے گناہ سے محفوظ فرما، ہمیں ظاہری باطنی طہارت اور پاکیزگی عطا فرما، نیک بننے اور اعمالِ صالح بجالانے کا جذبہ عطا فرما، ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما، ہمیں نفسِ اَمّارہ کے شر سے بچا کر نفسِ مطمئنّہ عطا فرما، ہمارے حکمرانوں، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور ملکی عدالتوں کو اسلامی اَحکام کو نافذ کرنے، اور قرآن وسنّت کی رَوشنی میں فیصلہ کرنے کی توفیق، جذبہ اور سوچ عنایت فرما، اے اللہ! انہیں ہدایت دے کہ یہ لوگ بڑے بڑے مناصب پر بیٹھنے سے پہلے اچھی طرح دینِ اسلام کو سیکھیں، پڑھیں، سمجھیں، اور خُوب اچھی طرح اسلامی تعلیمات سے مزیّن ہو کر اپنے اپنے منصب کی طرف آئیں، آمین یاربّ العالمین!۔

بدنگاہی کے اثرات

(جمعۃ المبارک ۲۸ شوّال المکرّم ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۵/۱۹ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

بدنگاہی سے بچنے کا حکم

برادرانِ اسلام! بدنگاہی، فحاشی، بےحیائی، عُریانیت اور متعدّد دیگر فتنوں اور بُرائیوں کی جڑ ہے، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو شرم وحیاء کا مُظاہرہ کرنے، بدنگاہی سے بچنے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾[۱] "مسلمان مَردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں! (اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں) اور اپنی

---

(۱) پ۱۸، النور: ۳۰، ۳۱.

شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے، یقیناً اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ (سنگھار) نہ دکھائیں!"۔

بدنگاہی... بدکاری کا نقطۂ آغاز

عزیزانِ محترم! بدنگاہی، فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کا نقطۂ آغاز ہے، لہذا شریعتِ مطہَّرہ نے بے حیائی کے اس باب کو کھلنے سے پہلے ہی بند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾[1] "بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ، جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں"۔

آنکھوں کی خِیانت

حضراتِ ذی وقار! چوری چھپے بدنگاہی کرنا آنکھوں کی خِیانت ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾[2] "اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے"۔ امام عبد اللہ نَسَفی فرماتے ہیں کہ "آنکھوں کی خِیانت سے مراد چوری چُھپے نامحرم عورت کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا ہے، اور سینوں میں چھپی چیز سے مراد عورت کے حُسن وجمال کے بارے میں سوچنا ہے، یہ سب چیزیں اگرچہ دوسرے لوگوں کو معلوم نہ ہوں، لیکن اللہ تعالی جانتا ہے"[3]۔

---

(١) پ٨، الأنعام: ١٥١.
(٢) پ٢٤، المؤمن: ١٩.
(٣) "تفسير النسَفي" الغافر، تحت الآية: ١٩، ٢/ ٤٧٤.

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ "ایک شخص لوگوں میں موجود ہوتا ہے، اور ایک عورت ان کے پاس سے گزرتی ہے، وہ شخص دوسرے لوگوں کو یہ دکھاتا ہے کہ اس عورت کی طرف نہیں دیکھ رہا، اور جب لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں تو وہ اُس عورت کو دیکھ لیتا ہے، اور جب لوگ اسے دیکھنے لگتے ہیں تو وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالی اس کے دل پر مطلع ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ شخص اس عورت کو دیکھ رہا ہے"[1]۔

روزِ محشر جسمانی اعضاء سے متعلق پُوچھ گچھ

جانِ برادر! آنکھوں سمیت اپنے تمام جسمانی اعضاء کا دُرست استعمال کیا؟ یا ان کے ذریعے گناہوں کا اِرتکاب کیا؟ روزِ محشر اس بارے میں پُوچھ گچھ ہوگی، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾[2] "یقیناً کان اور آنکھ اور دل، اِن سب سے سوال ہونا ہے، کہ تم نے ان سے کیا کام لیا؟"۔

یعنی روزِ محشر پُوچھا جائے گا کہ اپنے جسمانی اعضاء کو قرآن وحدیث، وعظ ونصیحت اور فرائض وواجبات کی ادائیگی جیسے نیک کاموں میں استعمال کیا؟ یا پھر فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے باجے سننے اور غیبت، بدگمانی، اور بدنگاہی جیسے حرام کاموں میں لگایا؟ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اقوال وافعال سے کسی ناجائز وحرام کام کا اِرتکاب نہ کریں، اور اپنے اَعضاء کو فرائض وواجبات کی ادائیگی، اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری

(١) "مُصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب النكاح، ر: ١٧٥١٣، ٩/ ٣٦٣، ٣٦٤.
(٢) پ١٥، بني إسرائيل: ٣٦.

والے کاموں میں استعمال کریں!۔

شیطان کا زہریلا تیر

عزیزانِ مَن! بدنگاہی نہایت ہی گھناؤنا عمل اور شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک ہے، اس سے بچنا حلاوتِ ایمانی کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ النَّظْرَةَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ، مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي، أَبْدَلْتُهُ إِيمَاناً يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ»[1] "بدنگاہی شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو اسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خَوف سے چھوڑے گا، میں اُسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا"۔

میرے محترم بھائیو! جس طرح زہر میں بجھا ہوا تیر انسان کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے، اسی طرح بدنگاہی بھی ایک مسلمان کے لیے ہلاکت، بربادی اور زہر میں بجھے ہوئے تیر کی مانند ہے، جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

بدنگاہی... شکل وصورت بگڑنے کا باعث

حضراتِ گرامی قدر! بدنگاہی چہرے کی رَونق کو ختم کرنے، اور شکل وصورت بگڑنے کا بھی باعث ہے؛ کیونکہ بدنگاہی وہ ناپسندیدہ فعل ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملتی ہے، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَتَغُضَّنَّ أَبْصَارَكُمْ، وَلَتَحْفَظُنَّ فُرُوجَكُمْ، وَلَتُقِيمُنَّ وُجُوهَكُمْ أَوْ لَتُكْسَفَنَّ وُجُوهُكُمْ»[2] "تم لوگ ضرور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا

(۱) "المعجم الكبير" باب، ر: ١٠٣٦٢، ١٠/ ١٧٣.
(۲) "المعجم الكبير" يحيى بن أيّوب المصري ...إلخ، ر: ٧٨٤٠، ٨/ ٢٠٨.

کرو، اپنی شرمگاہوں کی ضرور حفاظت کیا کرو، ورنہ اللہ تعالی ضرور تمہارے چہروں کو بگاڑ (کر بے رَونق کر) دے گا"۔

بدنگاہی کرنے والا لعنت کا مستحق ہے

جانِ برادر! نبئ اکرم ﷺ نے بدنگاہی کرنے والے اور اس کا ذریعہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے، ارشاد فرمایا: «لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ»[1] "اللہ تعالی بدنگاہی کرنے والے اور جس کی طرف بدنگاہی کی جائے، اس پر لعنت فرمائے"۔

بدنگاہی... آنکھوں کا زِنا

برادرانِ اسلام! مُعاشرے میں جنم لینے والی متعدّد خرابیوں اور بُرائیوں کی ایک بڑی وجہ بدنگاہی بھی ہے، یہ اس قدر گھناؤنا اور غیر اَخلاقی فعل ہے کہ حدیثِ پاک میں اسے آنکھوں کا زِنا قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «فَزِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ»[2] "آنکھوں کا زِنا حرام دیکھنا، اور زبان کا زِنا حرام بات کہنا ہے، اور دل بدکاری کی تمنّا اور خواہش کرتا ہے، جبکہ شرمگاہ اس خواہش کو یا تو پورا کرتی ہے، یا پھر اُس خواہش کو دبا کر اُسے رَدّ کر دیتی ہے"۔

---

(١) "السنن الكبرى" للبَيهقي، كتاب النكاح، باب ما جاء في الرجل ينظر إلى عورة الرجل ...إلخ، ٧/ ٩٩.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظّه من الزنا وغيره، ر: ٦٧٥٣، صـ١١٥٧.

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي»[1] "آنکھیں زِنا کرتی ہیں، اور ہاتھ زِنا کرتے ہیں، اور پاؤں زِنا کرتے ہیں، اور شرمگاہ زِنا کرتی ہے"۔ آنکھوں کا زِنا بدنگاہی اور اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زِنا بلاضرورتِ شرعی کسی غیر محرم عورت کو چُھونا ہے، اور پیروں کا زِنا شراب خانے، یا زِنا کے اَڈّے، یا کسی ایسی طرف چلنا ہے جہاں جانا شرعًا جائز نہیں۔

میرے محترم بھائیو! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر، خواتین جس بے پردگی اور فیشن پرستی کا مُظاہرہ کرتی اور ناچتی گاتی ہیں، اور بے شرمی کے ساتھ اجنبی مَردوں کے ساتھ بے تکلُّف ہوتی ہیں، اس سے غیر محرم مَردوں کی ہوَس کی خوب تسکین ہوتی ہے، اور وہ جی بھر کر ہاتھ، پاؤں، زبان اور آنکھوں کا زِنا کرکے، خود کو نارِ جہنّم کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔ خدارا! اپنی ماؤں بہنوں کو شرعی پردہ کروائیں، انہیں شرم وحیاء کی تعلیم دیں، اور ان میں قرآن وسنّت کے اَحکام کی پاسداری اور لحاظ رکھنے کی سوچ پیدا کریں!۔

آنکھوں میں زِنا کے اثرات

عزیزانِ محترم! بدنگاہی نہایت ہی بُرا عمل ہے، حضرت علّامہ تاجُ الدّین سُبکی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "طبقاتِ شافعیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے سرِراہ کسی عورت کو غلط نگاہوں سے دیکھا، پھر جب وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ

(١) "مُسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن مسعود، ر: ٣٩١٢، ٢/ ٨٤.

کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نہایت ہی پُر جلال لہجے میں فرمایا: «يدْخل أحدُكُم وفي عَيْنَيْهِ أثرُ الزِّنَا» "تم میں کوئی ایسی حالت میں بھی میرے سامنے آتا ہے، کہ اس کی آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہوتے ہیں!" اُس شخص نے کہا کہ کیا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد (معاذاللہ) اب آپ پر وحی اُترنے لگی ہے؟ کہ آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ میری آنکھوں میں زِنا کے اثرات ہیں؟ حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: «لَا، وَلكنّهَا فراسةٌ»[1] "مجھ پر وَحی تو نازِل نہیں ہوتی (لیکن میں نے جو کچھ کہا بالکل سچی بات ہے؛ کیونکہ ربّ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ایسی) فراست عنایت فرمائی ہے (کہ میں لوگوں کے دِلوں کے حالات وخیالات جان لیتا ہوں)"۔

بدنگاہی... شیطان کا کامیاب وار

حضراتِ گرامی قدر! بدنگاہی شیطان کا ایسا کامیاب وار ہے کہ بہت سے عابد وزاہد اس کے باعث اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ "الروض الفائق" میں مذکور ہے کہ "ایک مؤذِّن جسے اذان دیتے ہوئے چالیس ۴۰ سال ہوگئے تھے، ایک دن اذان دیتے ہوئے اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی تو عقل اور دل جواب دے گئے، اذان چھوڑ کر اس عورت کے پاس پہنچا اور نکاح کا پیغام دیا، وہ کہنے لگی: میرا مہر تجھ پر بھاری ہوگا! پُوچھا: تیرا مہر کیا ہے؟ کہا: دینِ اسلام چھوڑ کر نصرانی بن جا! (معاذاللہ) یہ سن کر اُس بدنصیب نے مرتَد ہو کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا، نصرانی عورت نے کہا: میرا باپ گھر کے سب سے نچلے کمرے میں ہے، تو جا کر اُس سے نکاح کی بات کر لے، جب وہ نیچے اُترنے لگا تو اُس کا پاؤں پھسلا اور وہ حالتِ کفر میں مرگیا"[2]۔

---

(١) "طبقات الشافعية الكبرى" الطبقة ٢، ومنها على يد ...إلخ، ٢/ ٣٢٧.
(٢) انظر: "الرَوض الفائق في المواعظ والرقائق" المجلس ٢ قوله تعالى: =

عبادت کی حلاوَت ومٹھاس

جبکہ اس کے برعکس جو شخص خوفِ الٰہی کے سبب بدنگاہی سے بچتا ہے، اللہ تعالی اُسے عبادت کی حلاوَت ومٹھاس اور خیر وبرکت عطا فرماتا ہے، حضرت سیّدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ، إِلَّا أَحْدَثَ اللهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا»[1] "کوئی مسلمان اگر کسی عورت کے مَحاسن (حُسن وجمال) پر پہلی نظر پڑتے ہی اپنی نگاہ نیچی کر لے، تو اللہ تعالی اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کی حلاوَت وہ محسوس کرتا ہے"۔

جنّت کی ضمانت

حضراتِ گرامی قدر! بدنگاہی سے حفاظت جنّت کی ضمانت کا سبب ہے، حضرت سیّدنا عُبادہ بن صامِت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «اضْمَنُوا لِي سِتّاً مِنْ أَنْفُسِكُمْ، أَضْمَن لَكُمُ الْجَنَّةَ: (١) اصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، (٢) وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، (٣) وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، (٤) وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ، (٥) وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، (٦) وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ»[2] "تم مجھے چھ٦ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا

=

الرحمن ...إلخ، صـ١٠.

(١) "مُسند الإمام أحمد" حديث أبي أُمامة الباهلي الصُدَي ...إلخ، ر: ٢٢٣٤١، ٨/ ٢٩٩.

(٢) "مُستدرَك الحاكم" كتاب الحدود، ر: ٨٠٦٦، ٨/ ٢٨٦٦.

ہوں: (۱) جب بات کرو تو سچ بولو، (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، (۳) جب امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اسے ادا کر دیا کرو، (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو، (۶) اور اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو"۔

جہنّم سے حفاظت کا سبب

حضراتِ ذی وقار! بد نگاہی اور اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچنا، جہنّم سے حفاظت کا سبب ہے، حضرت مُعاویہ بن حَیدَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ: (١) عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ الله، (٢) وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ الله، (٣) وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ الله»[1] "تین ۳ طرح کی آنکھیں جہنّم کی آگ کو نہیں دیکھیں گی: (۱) وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا، (۲) وہ آنکھ جو اللہ تعالی کے خَوف سے روئے، (۳) اور وہ آنکھ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے رُک جائے"۔

ایک اَور مقام پر حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «ثَلَاثَةُ أعيُن لَا تمسّها النَّار: (١) عينٌ فقئت فِي سَبِيل الله (٢) وَعينٌ حرست فِي سَبِيل الله (٣) وَعينٌ بَكت من خشيَة الله»[2] "قیامت کے دن تین ۳ آنکھوں کو جہنّم کی آگ نہ چُھوئے گی: (۱) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں زائل (یعنی شہید) ہوگئی، (۲) وہ آنکھ جس نے راہِ خدا میں پہرہ دیا (۳) اور وہ آنکھ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے روئی"۔

---

(١) "المعجم الكبير" معاوية بن حيدة القشيري، ر: ١٠٠٣، ١٩/ ٤١٦.
(٢) "مستدرك الحاكم" كتاب الجهاد، ر: ٢٤٣٠، ٣/ ٩١٤.

اچانک نظر پڑجانے کا حکم

جانِ برادر! اگر کسی غیر محرم عورت پر اچانک غیر ارادی طَور پر نظر پڑ جائے، تو فوراً اپنی نگاہ پھیر لینی چاہیے، حضرت سیّدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: «سَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي»[1] "میں نے رسول اللہ ﷺ سے (غیر محرم عورت پر اچانک نظر پڑجانے کے بارے میں دریافت کیا، تو رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ پھیر لُوں"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا بُریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، حضور نبئ کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو مُخاطب کر کے ارشاد فرمایا: «يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الآخِرَةُ»[2] "اے علی! (غیر ارادی طور پر) نظر پڑ جانے کے بعد پھر دوبارہ نظر مت ڈالو؛ کیونکہ تمہارے لیے پہلی (غیر ارادی) نظر تو مُعاف ہے، مگر دوسری نظر جائز نہیں ہے"۔

جو لوگ گلی بازاروں اور مارکیٹوں میں غیر محرم عورتوں کو اِرادۃً گُھورتے اور بدنگاہی کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، انہیں حضور نبئ کریم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کو بار بار پڑھنا اور اس پر غور وفکر کرنا چاہیے؛ کیونکہ غیر محرم عورت پر اچانک پہلی نظر پڑنے کی مُعافی ہے، لیکن دوبارہ اِرادۃً دیکھنا حرام وگناہ ہے، جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الآداب، باب نظر الفجاءة، ر: ٥٦٤٤، صـ٩٦١.
(۲) "سنن الترمذي" باب ما جاء في نظرة الفجاءة، ر: ٢٧٧٧، صـ٦٢٧.

بدنگاہی کی موجودہ جدید صورتیں

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! موجودہ دَور میں بدنگاہی کی جو مختلف صورتیں رائج ہیں، اُن میں سے ایک جدید شکل انٹرنیٹ (Internet) پر فحش مَناظر سے لُطف اندوز ہونا، اور حیا سوز فلمیں ڈرامے دیکھنا بھی ہے۔ اسی طرح موبائل فون (Mobile Phone) پر اجنبی اور غیر محرم لڑکیوں سے چیٹ (Chat) کے نام پر چوری چھپے باتیں کرنا، ان کے ساتھ برہنہ تصاویر کا تبادلہ کرنا بھی، فحاشی، بے حیائی اور بدنگاہی کے زُمرہ میں آتا ہے، جو کہ گناہِ کبیرہ اور شدید عذاب کا باعث ہے، اور قرآنِ کریم میں اس کی بڑی مذمّت بیان ہوئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[1] "وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کے لیے دنیاوآخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے!"۔

قرآنِ پاک میں ایسے لوگوں کو شیطان کا پیروکار قرار دیا گیا ہے، اللہ ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾[2] "اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر مت چلو، اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا!"۔ لہذا ہمیں اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے، کہ آنکھوں سمیت ہمارے جسم کے تمام اعضاء اللہ تعالی کی امانت ہیں، ہم اپنے جسم کے کسی بھی

---

(١) پ١٨، النور: ١٩.
(٢) پ١٨، النور: ٢١.

حصے کے مالک نہیں، ان کا صحیح اور دُرست استعمال ہماری ذمّہ داری ہے، لہذا ان آنکھوں سے اچھے اور نیک کام کریں، قرآنِ کریم کی زیارت کریں، اس کی تلاوت کا شرف حاصل کریں، مقدّر کی یاوَری ہو تو بیت اللہ شریف اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کریں، اپنے والدین اور اہل وعِیال کو نہایت شفقت اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھیں، اور بزرگانِ دین اور علمائے اُمّت کی زیارت کریں، اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر علمِ دین حاصل کریں!۔

ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل

حضراتِ ذی وقار! ہمارے اَسلاف ہمیشہ اپنی نگاہیں نیچی رکھتے اور بدنگاہی سے بچتے رہتے، علّامہ ابن جَوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "عیون الحکایات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیّدُنا اَسوَد بن کلثوم رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہت ہی باحیاء اور صالح نوجوان تھے، چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نگاہیں ہمیشہ اس طرح جھکی رہتیں، کہ پاس سے گزرنے والوں کی بھی خبر نہ ہوتی۔ ایک بار آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ عورتوں کے قریب سے گزر رہے تھے، خدشہ تھا کہ اچانک ان پر نظر پڑ جائے، تو ان میں سے کسی عورت نے دوسری سے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ تو حضرت سیّدُنا اَسوَد بن کلثوم رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں، ان کی نظریں تو زمین سے اٹھتی ہی نہیں، پھر یہ کسی غیر عورت پر نظر کیونکر ڈالیں گے![1]۔

حضرت سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "اِحیاء العلوم" میں نقل فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا مجمع رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بار اوپر کی طرف دیکھا، تو ایک چھت پر موجود کسی

---

(۱) "عيون الحكايات" لابن الجَوزي، الحكاية السابعة والسبعون بعد الثلاثمائة ...إلخ، صـ۳۲۹.

عورت پر (غیر ارادی طَور پر) نظر پڑ گئی، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی نگاہ فوراً جھکا لی، اور اِس قدر شرمندہ ہوئے کہ دل میں یہ عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی اُوپر نہیں دیکھوں گا"[1]۔

بدنگاہی کے نقصانات

حضراتِ گرامی قدر! بدنگاہی کا مرض آج ہمارے مُعاشرے میں بہت عام ہو چکا ہے، ہماری خواتین کے چُست اور مختصر لباس، بے پردگی نیز الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (Electronic and Print Media) نے بدنگاہی کے اس مرض اور فحاشی و بے حیائی کو عام کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے، جبکہ فلموں، ڈراموں، ٹاک شوز (Talk Shows) اور اشتہار بازی کا حصہ بنا کر، عورت کی صنفی کشش کا ناجائز فائدہ اٹھایا، اور مال ودَولت کی چمک دِکھا کر، یا اُن کی مجبوری اور غربت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر، عورتوں کو بیچ چوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔

بدنگاہی اور بے حیائی عام کرنے میں میڈیا کا شیطانی کردار

بد نگاہی اور بےحیائی کا کلچر (Culture) عام کرنے میں میڈیا (Media) کے شیطانی اور مذموم کردار کو بھی کسی طَور پر نظر اَنداز نہیں کیا جا سکتا، اس میڈیا (Media) نے انسانی سوچ کے زاویے بدل کر رکھ دیے ہیں، آج کا انسان عموماً صرف وہی سوچتا اور دیکھتا ہے جو اسے میڈیا (Media) سنانا اور دکھانا چاہتا ہے۔ تمام ٹی وی چینلز ایک دوسرے سے آگے نکلنے اور مقبولیت کے چکر میں، فحاشی، بےحیائی اور عُریانیت کو خُوب فروغ دے رہے ہیں، انٹرٹینمنٹ

---

(١) "إحياء علوم الدين" كتاب المُراقبة والمحاسبة، المقام الأوّل من المرابطة المشارطة، ٤/ ٤٣٢.

(Entertainment)کے نام پر آج جو مَواد نشر کیا جارہا ہے، وہ کسی طَور پر بھی دیکھنے کے لائق نہیں! ہمارا میڈیا (Media) ہولی دیوالی کی تقریبات دکھاکر، ہندوانہ رسم ورَواج عام کرنے کی کوشش کر رہا ہے! فلموں ڈراموں میں ماں باپ کی نافرمانی، اور بڑے بھائی بہنوں سے بدتمیزی کے مَناظر دکھائے جارہے ہیں، سُسر بہو اور دیور بھابھی کے ناجائز تعلقات کے سین (Scenes) دِکھاکر، نسلِ نَو اور ہماری تہذیب وثقافت کو تباہ کیا جارہا ہے!!!

اسی طرح فیس بک (Facebook)، یوٹیوب(You Tube)، ٹک ٹاک (Tik Tok) اور انٹرنیٹ (Internet) پر اَخلاق باختہ گندی فلموں، ڈراموں اور گانوں کے ذریعے فحاشی، عُریانیت اور بے حیائی پھیلائی جارہی ہے، نامحرم اور اجنبی لڑکے لڑکیوں میں فرینڈشپ (Friendship) اور باہمی بات چیت کے مَواقع فراہم کیے جارہے ہیں، جو پہلے بدنگاہی اور پھر زِنا اور بدکاری کا باعث بنتے ہیں!!""[1]۔

بدنگاہی اور بے حیائی کا کلچر اور مُعاشرے پر اس کے اثرات

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! یہ حقیقت ہے کہ ہم بدنگاہی اور بے حیائی کے جس کلچر کے عادی ہوچلے ہیں، وہ تباہی اور بربادی کا کلچر (Culture) ہے، بدنگاہی کے باعث انسان کے دل میں بے شمار وَسوَسے پیدا ہوتے ہیں، دل صنفِ مخالف کی جانب راغب ہوکر دیگر اَعضاء کو زِنا پر مجبور کرتا ہے، پھر قدم گناہ کی راہ پر اٹھتے اور زبان گناہ کا کلام کرتی ہے، پھر موبائل فون (Mobile Phone)

(۱) دیکھیے: "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" ذرائع اِبلاغ کا مثبت استعمال اور نیکی کی دعوت، ۲/۳۳۱، ۳۳۲، ملتقطاً۔

پر راتوں میں چوری چھپے باتیں ہوتی ہیں، انٹرنیٹ (Internet) پر ای میل (E-mail) اور تصویروں کا تبادلہ ہوتا ہے، تعلیمی ادارے عاشقی معشوقی کی نرسری بن جاتے ہیں، پھر تفریحی مقامات پر نوجوان اور نامحرم لڑکے لڑکیاں دنیا ومافیہا سے بے خبر بیٹھے نظر آتے ہیں، اور تنہائی میسّر آنے پر وہ گناہ بھی سرزَد ہو جاتا ہے جس کا عذاب قیامت میں دوگنا ہے۔

بات یہاں ختم نہیں ہوتی، جب زِنا سے دل بھر جاتا ہے تو پھر اجتماعی زیادتی، نشہ آور اشیاء کا استعمال اور جرائم کی جانب بھی رغبت ہونے لگتی ہے، اور یوں یہ بدنگاہی بعض اوقات ایک ایسے موڑ پر لاکھڑا کرتی ہے، جہاں واپسی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا"[۱]۔

لہذا اِصلاحِ مُعاشرہ کی غرض سے ہمیں چاہیے کہ ہر ایک اپنا اپنا کردار ادا کرے، ہماری خواتین چُست اور ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں جسم کی چمک دِکھائی دے، سج دھج کر بغیر پردہ وحجاب کے گلی بازاروں میں نہ نکلیں، مرد حضرات چلتے وقت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، نامحرم عورتوں کو اِرادۃً نہ دیکھیں، اور ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کے قہر وجلال اور عذاب کو پیشِ نظر رکھیں! ع

یا الٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں

اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو![۲]

---

(۱) دیکھیے: "بدنگاہی، قرآن وحدیث کی رَوشنی میں" آن لائن آرٹیکل۔

(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو، صـ۱۳۳۔

دعا

اے اللہ! ہمیں بدنگاہی اور پریشان نظری سے محفوظ فرما، بُرے اَعمال کی طرف رغبت دلانے والی چیزوں سے بیزاری عطا فرما، حضور نبیٔ کریم ﷺ کے صَدقے ہماری بے باکیوں غفلتوں سے درگزر فرما، ہمیں شرم وحیاء کی دَولت عطا فرما، اور ہماری ماؤں بہنوں کو پردہ وحجاب کے اہتمام کی سعادت اور توفیق مَرحمت فرما، آمین یاربّ العالمین!۔

لالچ بُری بَلا ہے

(جمعۃ المبارک ۵ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۵/۲۶ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حرص ولالچ کی تعریف

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی کے دیے ہوئے رزق پر صبر، شکر اور قَناعت کرنے کے بجائے، مزید اضافہ وزیادتی کی خواہش رکھنا حرص (لالچ) کہلاتا ہے، اور ایسی خواہش رکھنے والے کو حریص (لالچی) کہتے ہیں[1]۔

عزیزانِ محترم! یہ سمجھنا کہ حرص ولالچ کا تعلق صرف مال ودَولت کے ساتھ خاص ہے دُرست نہیں؛ کیونکہ حرص (لالچ) تو کسی چیز کی مزید خواہش رکھنے کا نام ہے، لہذا اس کا تعلق مال ودَولت، کھانے پینے اور نیکی وگناہ کی خواہش سمیت کسی بھی چیز سے ہوسکتا ہے۔ حضرت علّامہ عبد المصطفی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لالچ اور

(١) "مرقاة المفاتيح" كتاب الرقاق، بابُ الأمل والحرص، ٨/ ١١٩.

حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دَولت، عزّت، شہرت، غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے، اگر لالچ کا جذبہ کسی انسان میں بڑھ جاتا ہے، تو وہ انسان طرح طرح کی بداَخلاقیوں اور بے مُروّتی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے، اور بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چُوکتا، بلکہ سچ پُوچھیے تو حرص، طمع اور لالچ درحقیقت ہزاروں گناہوں کا سرچشمہ ہے، اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے"[1]۔

حرص ولالچ سے ممانعت

حضراتِ گرامی قدر! قرآنِ کریم میں بندۂ مؤمن کو حرص ولالچ سے منع کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾[2] "اے سننے والے! اپنی آنکھیں نہ پھیلا (یعنی للچائی نگاہوں سے) اس دنیاوی آسائش وآرام کی طرف، جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے؛ کہ ہم انہیں اِس کے سبب فتنہ میں ڈالیں گے، اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور دیرپا ہے"۔

مال ودَولت کی بے جا اور غیر ضروری چاہت کی مذمّت

عزیزانِ مَن! مال ودَولت کی بے جا اور غیر ضروری چاہت اور حرص ولالچ، آخرت سے غفلت اور عذابِ جہنّم کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ

---

(۱) "جنّتی زیور" لالچ، ص۱۱۱۔
(۲) پ ١٦، طه: ١٣١.

﴿لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ﴾[۱] "(اِطاعت ِالٰہی سے) تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی (حرص ولالچ) نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (یعنی مَوت کے وقت تک تمہاری یہ ہوَس ختم نہ ہوئی)، ہاں ہاں (موت کے وقت اپنے نتیجۂ بَد کو) جلد جان جاؤ گے! پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے (قبروں میں)، ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے (اور حرص ولالچ میں مبتلا ہو کر آخرت سے غافل نہ ہوتے) یقیناً (تم مرنے کے بعد) ضرور جہنّم کو دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اُسے یقینی دیکھنا دیکھو گے، پھر یقیناً ضرور اُس دن تم سے (دنیا میں عطا کی گئی) نعمتوں کے بارے میں پُرسش (پُوچھ گچھ) ہوگی!!"۔

مال کی بے جا چاہت ولالچ انتہائی مذموم ہے

حضراتِ ذی وقار! دنیاوی مال ودَولت کا حریص آدمی، پیسہ کمانے کا کوئی موقع چھوڑتا نہیں، اور پیسہ آتے دیکھ کر خود کو قوی وتوانا محسوس کرنے لگتا ہے، لیکن جب ایسے شخص کو نماز یا دیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی کی دعوت وترغیب دی جائے، تو سو ۱۰۰ طرح کے حیلے بہانے گھڑتا اور خود کو بیماروں جیسا ظاہر کرتا ہے، ایسا روِیہ کسی طَور پر مناسب نہیں۔ اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ حکیم میں، مال ودَولت کی ایسی حرص ولالچ کی مذمّت بیان فرمائی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ﴾[۲] "یقیناً وہ مال کی چاہت (لالچ وحرص) میں ضرور قوی وتوانا (اور فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کمزور) ہیں"۔

(۱) پ ۳۰، التکاثُر: ۱-۸.

(۲) پ ۳۰، العادیات: ۸.

تقویٰ وپرہیز گاری کا حکم

عزیزانِ مَن! حرص ولالچ کو ترک کر کے ہمیں تقویٰ وپرہیز گاری کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾(۱) "دل لالچ کے پھندے میں ہے، اور اگر تم نیکی اور پرہیز گاری اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

دنیا وآخرت کی کامیابی

جانِ برادر! حرص ولالچ سے بچنے میں ہی دنیا وآخرت کی کامیابی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(۲) "جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا، تو وہی کامیاب ہیں"۔

لالچ ہلاکت کا باعث ہے

حضراتِ ذی وقار! حرص ولالچ باعثِ ہلاکت ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ: (۱) فَشُحٌّ مُطَاعٌ (۲) وَهَوىً مُتَّبَعٌ (۳) وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ»(۳) "تین ۳ چیزیں ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں: (۱) حرص ولالچ کی اِطاعت کرنا (۲) نفسانی خواہش کی پیروی کرنا (۳) اور خود پسندی میں مبتلا ہونا"۔ لہذا حرص ولالچ سے مجبور ہو کر خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنا، اور سارا دن موبائل فون

---

(۱) پ۵، النساء: ۱۲۸.

(۲) پ۲۸، الحشر: ۹.

(۳) "المعجم الأوسط" من اسمه محمد، ر: ۵۴۵۲، ۵/ ۳۲۸.

(Mobile Phone) پر اپنی سیلفیاں (Selfies) لے کر، سوشل میڈیا (Social Media) پر انہیں شیئر (Share) کر کے، اسے خود ہی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے رہنا، کسی طَور پر دُرست نہیں!۔

انسان فطری طَور پر حریص ولالچی ہے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! انسان فطری طَور پر حریص ولالچی ہوتا ہے، صبر وشکر اور قناعت ورِضا کی طرف کم مائل ہوتا ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ، لَابْتَغَى ثَالِثاً»[1] "اگر انسان کو دو۲ وادیاں مال ودَولت سے بھری مل جائیں، تب بھی وہ تیسری کی تلاش وخواہش کرے گا"۔ محدّثینِ کِرام اس حدیثِ مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "یہاں انسان کے انتہائی حریص ولالچی ہونے کا بیان ہے، کہ اُسے کتنا ہی مال مل جائے، قناعت نہیں کرتا"[2]۔

پہلی قوموں کی ہلاکت کی وجہ

حضراتِ گرامی قدر! لالچ کس قدر بُری خصلت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جا سکتا ہے، کہ پہلی قَومیں اسی عادتِ بد کے باعث ہلاک ہوئیں، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ! فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ

---

(١) "صَحيح البخاري" كتابُ الرقاق، ر: ٦٤٣٦، صـ١١١٧.
(۲) "نزہۃ القاری" کتابُ الرقاق، بابُ ما یتقی من فتنۃ المال، تحت ر:۲۸۳۱، ۱۲/۹۔

فَفَجَرُوا»[۱] "لالچ سے بچتے رہو!؛ کیونکہ تم سے پہلی قومیں لالچ کے باعث ہلاک ہوئیں، لالچ نے انہیں بخل پر آمادہ کیا تو وہ بخل کرنے لگے، اور جب قطع رحمی پر اُبھارا تو انہوں نے قطع رحمی کی، اور جب (لالچ نے) گناہوں پر آمادہ کیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے"۔

لالچ ایمان کے مُنافی ہے

لالچ وہ بُری خصلت ہے جو بندۂ مؤمن کے دل میں ایمان کے ساتھ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتی، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ»[۲] "بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے!" یعنی جس دل میں کامل ایمان ہوگا وہ کبھی لالچی نہیں ہوگا، اور جو انسان لالچی ہوگا اس کا ایمان کامل نہیں ہوگا۔

جنّت میں داخلے سے محرومی کا باعث

میرے محترم بھائیو! حرص ولالچ جنّت میں داخلے سے محرومی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا ابو شجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «يحلف الله تعالى بعزّتِهِ وعظَمته وجلاله، أن لا يَدخلَ الجنّةَ شحيحٌ ولا بخيلٌ»[۳] "اللہ تعالی اپنی عزّت، عظمت اور جلال کی قسم یاد فرماتا ہے، کہ جنّت میں لالچی اور بخیل (کنجوس) داخل نہیں ہونگے"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتابُ الزكاة، باب في الشح، ر: ۱٦۹۸، صـ۲٥۱.

(۲) "سنن النَّسائي" كتابُ الجهاد، بابُ فضل من عمل في سبيل الله على قدمه، ر: ۳۱۰۹، الجزء ٦، صـ۱٥.

(۳) "كنز العمّال" كتابُ الأخلاق، البخل من الإكمال، ر: ۷٤۰٤، ۳/ ۱۸۲.

لالچ فَوری لاحق ہونے والا فقر ہے

برادرانِ اسلام! حرص ولالچ فَوری لاحق ہونے والا فقر ہے، یعنی جو لالچ کے مرض میں مبتلا ہوگا، فَقر وتنگدستی اس کا مقدّر قرار پائے گی، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، کہ کسی نے سرورِ دوجہاں صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ مجھے کوئی مختصر نصیحت فرمائیں! نبئ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «عَلَيْكَ بِالْإِيَاسِ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ! وَإِيَّاكَ وَالطَّمِعَ! فَإِنَّهُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ، وَصَلِّ صَلَاتَكَ وَأَنْتَ مُوَدِّعٌ، وَإِيَّاكَ وَمَا تَعْتَذِرُ مِنْهُ»[1] "جو لوگوں کے پاس ہے اُس سے مایوس ہوجاؤ! اور لالچ سے بچتے رہو!؛ کیونکہ یہ فوراً لاحق ہونے والا فقر ہے (یعنی سب کچھ ہونے کے باوُجود، لالچی اِنسان خود اپنے پاس موجود نعمتوں سے بھی اِستفادہ نہیں کر پاتا، اور خود کو کنگال وفقیر ہی سمجھتا ہے، اس کے باعث اُسے وہ خوشی مل ہی نہیں پاتی جس کا وہ طالب ہوتا ہے) اور اپنی نماز ایسے ادا کرو کہ گویا تم دنیا سے رخصت ہونے والے ہو، نیز ایسے کام سے بچتے رہو جس کے لیے بعد میں معذرت کرنی پڑے!"۔

حرص ولالچ کے نقصانات

حضراتِ گرامی قدر! حرص ولالچ ایک ایسی مذموم خصلت ہے، جس کے متعدِّد دینی ودنیاوی نقصانات ہیں، حرص ولالچ وہ بُری بلا ہے جو اِنسان کو اَندھا کر دیتی ہے، لالچ کے باعث دل میں مسلمانوں کی بھلائی، ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ ناپید ہونے لگتا ہے، اور انسان مفاد پرست بن جاتا ہے، لالچ کے باعث انسان غیبت،

---

(١) "مُستدرَك الحاكم" كتابُ الرقاق، ر: ٧٩٢٨، ٨/ ٢٨٢٤.

چغلی، حسد، وعدہ خلافی، ظلم وزیادتی اور دل آزاری جیسی غیر اَخلاقی برائیوں میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ مال ودَولت اور منصب واِقتدار کی لالچ ایسی بُری چیز ہے جس کی خاطر انسان اپنوں کا بھی دشمن بن جاتا ہے، اور اُن کے اِحسانات کو بُھلا دیتا ہے۔

صرف یہی نہیں، بلکہ حرص وطمع (لالچ) کے باعث انسان کا دل خوفِ خدا سے بھی خالی ہو جاتا ہے، اور وہ گناہوں پر دیدہ دلیری کا مُظاہرہ کرنے لگتا ہے، لالچ ہی کے باعث ہمارے حکمران کرپشن (Corruption) کرتے، اور عوام کا حق مارتے ہیں، لالچ لوگوں کو ناپ تول میں کمی اور ملاوَٹ پر مجبور کرتی ہے، اس کے باعث ملک میں بدحالی اور مہنگائی میں اِضافہ ہوتا ہے، لالچ لوگوں کو آسائش وآرام کی خاطر حرام کمانے، اور فحاشی وعُریانیت پھیلانے پر اُبھارتی ہے، یہ لالچ ہی ہے جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر مسلمان عورتیں خُوب پیسہ کمانے، اور راتوں رات امیر بننے کے چکر میں نیم عُریاں لباس پہن رہی ہیں، اور فلموں ڈراموں میں ناچنے گانے تک سے گریز نہیں کرتیں۔ آج میڈیا (Media) پر جتنی بھی فحاشی وبے حیائی اور علماء ودِین بیزار پروگرام (Prograsm) دکھائے جارہے ہیں، اُن میں بھی سب سے بڑی وجہ لالچ ہی ہے۔

میڈیا (Media) کا مذموم کردار اور دِین بغاوَت

حضراتِ ذی وقار! سیکولرازم (Secularism) کے حامیوں کی طرف سے اپنے مذموم عزائم اور مذموم ایجنڈے (Agenda) کی تکمیل کے لیے دَرپردہ آنے والی غیر ملکی فنڈنگ (Funding)، غیر ملکی مَصنوعات (Products) کی پبلسٹی (Publicity) کے نام پر ٹی وی چینلز (TV Channels) کو ملنے والے اِشتہارات، اپنی مرضی کے پروگرامز نشر کروانے کے لیے غیر ملکی این جی اوز (Foreign

(NGOs) کی طرف سے ملنے والا پیسہ، اور مغربی ممالک (Western Countries) میں شہریت (Nationality) دینے کا وعدہ، ہمارے میڈیا مالکان (Media Owners)، ٹی وی اینکرز (TV Anchors) اور فیلڈ رپورٹنگ (Field Reporting) کرنے والے صحافیوں کے حرص ولالچ کو بڑھاتا ہے، اس کے باعث یہ لوگ اپنے ملک وقوم کا وقار داؤ پر لگانے، دینی طبقے پر بے جا تنقید کرنے، اسلامی تعلیمات کو فرسُودہ خیالات بتانے، دینی اَحکام کو پَسِ پُشت ڈالنے، حتی کہ دِین بغاوَت سے بھی گریز نہیں کرتے؛ کیونکہ حرص ولالچ کے باعث اُن کے پیشِ نظر صرف یہی ایک بات ہوتی ہے، کہ جس طرح ممکن ہو زیادہ سے زیادہ مال بنالیا جائے!۔

مغربی کلچر (Western Culture) کا پھیلاؤ

میرے محترم بھائیو! ہمارے اپنے وطن عزیز کے ٹی وی چینلز (TV Channels) کے ذریعے مغربی کلچر (Western Culture) کا پھیلاؤ، ایک ایسی فِفتھ وار (Fifth war) کا اہم ترین حصّہ ہے، جس کا سب سے بڑا شکار ہمارے وطن کی نسلِ نَو (New Generation) ہے، اور بدقسمتی سے ہم اپنی بے عملی، مادّہ پرستی، غفلت اور حرص ولالچ کے باعث اس سرد جنگ میں مسلسل ہارے جارہے ہیں؛ کیونکہ لبرل وسیکولر قوّتوں (Liberal and Secular Forces) کا بنیادی مقصد ہماری نسلِ نَو کو اَخلاقیات سے عاری کرنا، انہیں مغربی فیشن کا دِلداہ بنانا، اسلامی تعلیمات سے دُور کرنا، اور دنیاوی خواہشات کو بڑھاوا دے کر انہیں حرص ولالچ میں مبتلا کرنا ہے، اور وہ لوگ اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب بھی نظر آتے ہیں، لہذا ہمیں اس فِفتھ وار (Fifth war) کا مقابلہ کرنا ہے، اپنے لوگوں اور نسلِ نَو

کو اسلامی تعلیمات اور کلچر (Culture) سے آگاہ کرنا ہے، انہیں قناعت، سادگی اور کفایت شِعاری کی تعلیم دینی ہوگی، انہیں دنیاوی خواہشات اور مادّہ پرستی سے بچانا ہوگا؛ تاکہ وہ دنیا کی چکا چوند اور پُر تعیُّش سُہولتوں کے باعث کہیں مزید غفلت کا شکار نہ ہو جائیں! اور اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے مذموم حرص ولالچ میں مبتلا ہو کر کہیں برباد نہ ہو جائیں!۔

دنیا وآخرت میں ذِلّت ورُسوائی اور انسانی عقل پر پردہ

میرے محترم بھائیو! حرص ولالچ کے باعث انسان اچھے برے کی تمیز کھو بیٹھتا ہے، دنیا وآخرت میں ذِلّت، رُسوائی اور بے سُکونی اس کا مقدّر قرار پاتی ہے، اور بھری دنیا میں انسان تنہا ہو کر رہ جاتا ہے، لالچ کے باعث انسانی عقل پر پَردہ پڑ جاتا ہے، اور وہ صحیح اور غلط کی پہچان نہیں کر پاتا، لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حرص ولالچ سے بچیں، دوسروں کے مال پر نظر نہ رکھیں، خود کو قناعت پسندی کا عادی بنائیں، سادہ طرزِ زندگی اختیار کریں، اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور حُسنِ سُلوک سے پیش آئیں، ضرور تمندوں اور غریبوں کی مدد کریں، مال ودَولت اور جاہ ومنصب یا اختیار واِقتدار کی لالچ میں، کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کریں!!۔

خواہشِ نفس کے بغیر ملنے والا مال لینا کیسا؟

عزیزانِ مَن! جو مال ودَولت یا تحفہ بغیر خواہشِ نفس اور بِن مانگے ملے اُسے لینے میں حرج نہیں؛ کیونکہ وہ حرص ولالچ کے زُمرہ میں نہیں آتا، حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول الله صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے عرض کی: حضور آپ یہ مال اس کو عطا فرما دیں جو مجھ سے زیادہ ضرور تمند ہو، اس پر

حضور نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ -وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ- فَخُذْهُ، وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ»[1] "تم اس مال کو لے لو اور صدقہ کر دو (یاد رکھو) جو مال تمہارے پاس (لالچ اور مانگے بغیر) آئے تو اسے لے لیا کرو، اور جو مال اس طرح نہ آئے تو اس کے پیچھے نہ بھاگو" یعنی اس کے پیچھے خود کو نہ تھکاؤ!۔

لالچ دین کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے

عزیزانِ محترم! لالچ بہت ہی بری خصلت ہے، انسان کو چاہیے کہ بندے کو جو نعمت، رزق یا مقام ومنصب اللہ تعالی کی طرف سے ملا ہے اس پر راضی رہے، اور اس پر قناعت کرتے ہوئے اللہ تعالی کا شکر بجالائے، اور دوسروں کے مال ودَولت، آسائش وآرام اور ٹھاٹ بھاٹ دیکھ کر حرص ولالچ کا شکار نہ ہو؛ کہ یہ ناشکری اور قناعت کے خلاف ہے، اور ہمارے دین کو نقصان پہنچانے کا باعث ہے۔

حضرت سیّدنا کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا، مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ»[2] "دو ۲ بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے، وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے، جتنا مال ومرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے"۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، ر: ۷۱۶۳، صـ۱۲۳۳.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الزُهد، باب، ر: ۲۳۷۶، صـ۵۴۱.

لالچ سے بچنا فلاح وکامیابی کا سبب ہے

جانِ برادر! نفسانی خواہشات اور لالچ سے بچنا فلاح وکامیابی کا سبب ہے، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے: «أَفْلَحَ مَنْ حُفِظَ مِنْ الْهَوَى وَالطَّمَعِ وَالْغَضَبِ»[1] "جو خواہشات، لالچ اور غصہ سے بچایا گیا وہ فلاح پا گیا"۔

لالچ کا علاج صبر وقناعت ہے

حضراتِ محترم! لالچ کا علاج صبر وقناعت ہے، لہذا یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ جتنا رزق آپ کے مقدّر میں لکھا ہے، وہ بہر صورت مل کر ہی رہے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾[2] "زمین پر چلنے والا کوئی اَیسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالی کے ذمّۂ کرم پر نہ ہو"۔ جس جاندار کا جب تک اور جتنا رزق لکھا ہے، وہ وعدے کے مطابق اُسے ضرور مل کر رہے گا، لہٰذا عقلمند انسان مال ودَولت اور پیسہ کمانے کو مقصدِ حیات ہرگز نہیں بناتا، بلکہ اس میں میانہ رَوِی اختیار کرتا ہے، اور حرص ولالچ سے دُور رہتا ہے!۔

ایک روایت میں ہے، حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاس سے گزرے، وہ غمگین تھے، حضور جانِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لَا تُكْثِرْ هَمَّكَ، مَا يُقَدَّرْ يَكُنْ، وَمَا تُرْزَقْ يَأْتِكَ»[3] "زیادہ غمگین مت ہو، جو مقدّر میں ہے وہ ہو کر رہے گا، اور جو رِزق لکھا ہے وہ مل کر رہے گا"۔

---

(۱) "الزواجر" الكبيرة ۳: الغضب بالباطل والحقد والحسد، ۱/ ۹۵.
(۲) پ۱۲، هُود: ٦.
(۳) "شُعب الإيمان" بابُ التوكّل والتسليم، ر: ۱۱۸۸، ۱/ ٥۳٥.

اصل مالداری خواہشاتِ نفس سے بے پروائی ہے

میرے محترم بھائیو! حرص ولالچ میں مبتلا ہوکر زیادہ مال ودَولت جمع کر لینا کوئی بڑی بات نہیں؛ کیونکہ اصل مالداری مال ودَولت کی کثرت نہیں، بلکہ خواہشاتِ نفس سے بے پروائی ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، رسول الله صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: «لَیسَ الْغِنَى عَن كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ»[۱] "اصل مالداری مال کی کثرت نہیں، بلکہ مالداری نفسانی خواہشات سے بے پروائی کا نام ہے"۔

لالچ ایک رُوحانی مرض ہے، اس کا علاج صبر وقناعت ہے

حضراتِ ذی وقار! لالچ ایک رُوحانی مرض ہے، اور اس قلبی مرض کا علاج صبر وقناعت ہے، یعنی جوکچھ خدا کی طرف سے بندے کو مل جائے اس پر راضی ہو کر خدا کا شکر بجا لائے، اور اس عقیدہ پر جَما رہے کہ انسان جب ماں کے پیٹ میں رہتا ہے، اسی وقت فرشتہ خدا کے حکم سے انسان کے لیے چار۴ چیزیں لکھ دیتا ہے: (۱) انسان کی عمر (۲) اس کی روزی (۳) اس کی نیک بختی (۴) اور اس کی بدبختی۔

یہی انسان کا نوِشتہ تقدیر ہے، لاکھ سر مارو مگر وہی ملے گا جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے، اس کے بعد یہ سمجھ کر خدا کی رِضا اور اس کی عطا پر راضی ہوجاؤ، اور یہ کہہ کر لالچ کے قلعے کو ڈھا دو، کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا، اور جو میری تقدیر میں ہوگا وہی آئندہ بھی ملے گا، اور اگر کچھ کمی کی وجہ سے قلب میں تکلیف ہو اور نفس اِدھر اُدھر لپکے، تو صبر کر کے نفس کی لگام کھینچ لو، اسی

---

(۱) "صحيح البخاري" كتابُ الرقاق، ر: ٦٤٤٦، صـ١١١٩.

طرح رفتہ رفتہ قلب میں قناعت کا نُور چمک اٹھے گا، اور حرص ولالچ کا اندھیرا بادَل چھٹ جائے گا"[1] ان شاءاللہ!۔

ہر حرص ولالچ بُرا اور مذموم نہیں

میرے محترم بھائیو! حرص ولالچ مطلقاً بُرا اور مذموم نہیں، اگر انسان گناہوں اور زیادتی کے کاموں کا حریص ہے، تو ایسا حرص ولالچ بُرا اور قابلِ مذمّت ہے، لیکن اگر انسان اچھے اور نیک کاموں کا حریص ہو، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے کا شَوق اور جذبہ رکھتا ہو، دینی مدارِس کے ساتھ تعاوُن کا حریص ہو، انہیں خوشحال دیکھنے کا حریص ہو، یا اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے کی طمع رکھتا ہو، تو ایسا حرص ولالچ نہایت اعلیٰ اور محمود و مطلوب ہے۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "دنیاوی چیزوں میں قناعت اور صبر اچھا ہے، مگر آخرت کی چیزوں میں حرص (لالچ) اور بے صبری اعلیٰ ہے، دِین کے کسی درجے پر پہنچ کر قناعت نہ کر لو (بلکہ) آگے بڑھنے کی کوشش کرو"[2]۔

لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ آج ہمارا مُعاشرہ حرص ولالچ کے جال میں بُری طرح پھنس چکا ہے، مال ودَولت جمع کرنے کے جنون اور دنیا کی ہر آسائش وآرام تک رَسائی کی سوچ نے، حلال وحرام کی تمیز ختم کر کے رکھ دی ہے، کروڑوں کا بینک بیلنس (Bank Balance) جمع کرنے اور جائیدادیں بنانے کے باوُجود، ہماری حرص ولالچ جُوں کی تُوں برقرار ہے، بلکہ اس میں روز بروز اِضافہ ہو رہا ہے، بڑے بڑے عالی شان محلّات، بہترین ملبوسات، اور بڑے بڑے گیراجوں

(۱) دیکھیے: "جنّتی زیور" لالچ کا علاج، صـ۱۱۱۔
(۲) "مرآۃ المناجیح" توکّل اور صبر کا بیان، پہلی فصل، ۷/۸۳۔

(Garages) میں چمچماتی گاڑیوں کی قطاروں کے باوُجود ہماری حرص وہوَس کم ہونے کا نام نہیں لے رہی، اور نہ ہی کبھی یہ کم ہوگی؛ کہ انسان تو اس قدر لالچی ہے کہ اس کا پیٹ تو سوائے قبر کی مٹی کے اَور کوئی چیز نہیں بھر سکتی ہے!۔

حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «وَلَا يَمْلأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ»[١] "انسان کے پیٹ کو مٹّی کے سِوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی، اور جو توبہ کرے اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے"۔ لہذا دنیاوی مال ودَولت اور خواہشاتِ نفس کے پیچھے ضرورت سے زیادہ نہ بھاگیں، اور قناعت ورِضا کے پیکر بنیں؛ کہ ایسا کرنا خوش نصیبی کا باعث ہے، رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «طُوبَى لِمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كفافاً وَقَنِعَ»[٢] "بہت خوش نصیب ہے وہ جسے دینِ اسلام کی نعمت ملی، بقدرِ ضرورت رِزق ملا، اور قناعت کی توفیق نصیب ہوئی"۔

قناعت کے چند دینی ودنیاوی فوائد

حضراتِ گرامی قدر! قناعت اختیار کرنے والا مسلمان امن، راحت اور اطمینان کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے، اور اپنے رب تعالی کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كُنْ وَرِعاً تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ! وَكُنْ قَنِعاً تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ! وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِناً»[٣] "اے ابوہریرہ!

---

(١) "صحيح البخاري" كتابُ الرقاق، ر: ٦٤٣٦، صـ١١١٧.
(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند فضالة بن عبيد الأنصاري، ر: ٢٣٩٩٩، ٩/ ٢٤٦.
(٣) "سُنن ابن ماجه" باب الْورَعِ وَالتَّقْوَى، ر: ٤٢١٧، صـ٧٢٠.

پرہیزگاری اختیار کرو، سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، اور قناعت کرنے والے ہو جاؤ، تمام لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہو جاؤ گے، اور لوگوں کے لیے وہ چیز پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو، کامل مؤمن بن جاؤ گے"۔

حضور نبئ کریم ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! ہمارے پیارے نبئ کریم ﷺ ہمیشہ اللہ تعالی کی عطا پر راضی رہے، اور کبھی دنیاوی مال ومَتاع کی طرف رغبت نہیں فرمائی، سرورِ دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں مالِ غنیمت کے خزانے حاضر کیے جاتے، مگر آپ سب کا سب مال مسلمانوں میں تقسیم فرما دیتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: «مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ المَدِينَةَ، مِنْ طَعَامِ البُرِّ ثَلاَثَ لَيَالٍ تِبَاعاً، حَتَّى قُبِضَ»(١) "مدینہ منوّرہ آنے کے بعد سے لے کر نبئ کریم ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے تک، آپ ﷺ کے اہلِ خانہ نے کبھی مسلسل تین ۳ دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی"۔

یہ ہے قناعت کہ جس سلطانِ عالَم ﷺ کی برکت سے غلاموں پر عطا وکرم کی بارش ہوتی ہے، مکمل اختیارات کے باوُجود وہ اللہ تعالی کی عطا پر راضی رہتے، اور دنیا کی راحتوں اور مال ومَتاع کی کثرت کی طرف رغبت نہ فرماتے، نیز صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالی عنہم نے بھی تاجدارِ رسالت ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سادہ زندگی گزاری۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے پیارے آقا ومولی ﷺ کی سنّت پر عمل کرنا ہے! یہ بات بڑی غَور طلب ہے کہ قناعت ورِضا کا حکم صرف دِین سے وابستہ لوگوں کے لیے نہیں، بلکہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حرص ولالچ کو چھوڑ کر قناعت ورِضا کا پیکر بنے۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الزُّهد والرّقائِق، ر: ٧٤٤٣، صـ١٢٨٧.

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! لالچ کتنی بڑی اور بُری بلا ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ انسان بچپن سے جوانی، اور پھر بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ جاتا ہے، مگر اس کی دنیاوی طمع ولالچ میں کمی نہیں آتی، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: (١) الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ (٢) وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ»[1] "آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے مگر اس میں دو ۲ چیزیں جَوان رہتی ہیں: (۱) مال کی لالچ (۲) اور طویل عمر کی اُمید"۔

تو معلوم ہوا کہ مذموم حرص ولالچ ہلاکت وگمراہی کا سبب ہے، لہذا ہمیں بہرصورت اس سے بچنا اور قناعت اختیار کرنی ہے؛ کہ اسی میں ہماری کامیابی، دنیا وآخرت کا سُکون، اللہ ورسول کی رضا اور دُخولِ جنّت کا راز پنہاں ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں مال ودَولت اور ناجائز اُمور کی حرص ولالچ سے بچا، قناعت ورِضا کی دَولت سے مالا مال فرما، اپنی عطا پر راضِی رہنے کی توفیق عطا فرما، اپنا صابر وشاکر بندہ بنا، اور اپنی نافرمانی اور ناشکری سے محفوظ رکھ، آمین یاربّ العالمین!۔

(١) "صحيح مسلم" كتابُ الزَّكاة، ر: ٢٤١٢، صـ٤٢١.

مادّہ پرستی (دنیاداری) کا بڑھتا ہوا رجحان

(جمعۃ المبارک ۱۲ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ - ۰۲/۰۶/۲۰۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

مادّہ پرستی کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! دنیاوی مال واَسباب، عیش وعشرت اور آسائش وآرام کی ایسی محبت جو انسان کو اپنے رب تعالی اور آخرت سے غافل کر دے، مادّہ پرستی یا دنیاداری کہلاتی ہے، اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے جب انسان مادّہ پرستی (دنیاداری) کا شکار ہوکر اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہوجاتا ہے، اور انسان کا مقصدِ تخلیق عبادتِ الٰہی ہے؛ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾[1] "میں نے جن اور انسان اس لیے بنائے کہ میری بندگی (عبادت) کریں"۔

---

(۱) پ۲۷، الذاريات: ٥٦.

مادّہ پرستی کی مُمانعت

حضراتِ ذی وقار! قرآنِ کریم میں دنیا کی محبت اور مادّہ پرستی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾(۱) "اے لوگو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے! تو ہرگز دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ نہ دے!"۔

اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم میں بے جا دنیاداری اور مادّہ پرستی پر تنبیہ فرما کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾(۲) "اے ایمان والو! نہ تمہارے مال نہ تمہاری اَولاد، کوئی چیز تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے! اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں"۔

دنیا کی زندگی... ایک دھوکا اور فریب

عزیزانِ محترم! دنیا کی زندگی ایک دھوکا، فریب اور کھیل تماشا ہے، لہذا اس کی خاطر غفلت میں پڑ کر خالقِ کائنات عزّوجلّ اور روزِ آخرت کو بھول جانا، نادانی اور حَماقت ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ﴾(۳) "یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کُود"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں، کھیل میں دل لگاتے ہیں، پھر اس سب کو

---

(۱) پ۲۲، فاطر: ۵.
(۲) پ۲۸، المنافقون: ۹.
(۳) پ۲۱، العنکبوت: ۶۳.

چھوڑ کر چل دیتے ہیں، یہی حال دنیا کا ہے، نہایت سریعُ الزّوال (جلدی مٹنے والی) ہے، اور موت یہاں سے ایسے جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل کُود والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں"[۱] ؏

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے![۲]

دنیا کے بے وُقعت اَسباب

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی کے نزدیک دنیا اور اس کے بے جا اَسباب انتہائی بے وُقعت ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا﴾[۳] "جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس سے زمین کو سجایا؛ تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ کون اُن میں سے اچھے اعمال کرتا ہے، اور جو کچھ اُس پر ہے ایک دن ہم اُسے پھر سے میدان کر چھوڑیں گے"۔

بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوشش

عزیزانِ مَن! مادّہ پرستی اور بے جا دنیاوی مال واَسباب جمع کرنے کی کوششیں، رائیگاں اور بے کار ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾[۴] "آپ فرمادیجیے کہ کیا ہم تمہیں بتا دیں، کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟ اُن کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہو گئی، اور

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۱، العنکبوت، زیرِ آیت: ۶۴، صـ۷۴۷۔
(۲) کلام خواجہ عزیز الحسن مجذوب۔
(۳) پ۱۵، الکهف: ۷، ۸.
(٤) پ۱٦، الکهف: ۱۰۳، ۱۰٤.

وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں!"۔

بے جا جمع مالِ دنیا اور مادّہ پرستی کی ممانعت

حضراتِ ذی وقار! قرآنِ کریم میں مادّہ پرستی، اور آخرت سے غافل لوگوں کی صحبت سے کِنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾[1] "اپنے آپ کو اُن سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اُس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری نگاہیں اِنہیں چھوڑ کر دوسرے پر نہ پڑیں! کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگھار چاہو گے؟! اور اُس کا کہا مَت مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا، اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا، اور اس کا کام حد سے گزر گیا"۔

دنیاوی مال واَسباب میں بے جا رغبت

میرے محترم بھائیو! دنیاوی اُمور میں ضرورت سے زیادہ اور بے جا مشغولیت انتہائی مذموم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ حدیثِ پاک میں بڑی بڑی جاگیریں بنانے، اور دنیاوی مال واَسباب میں رغبت سے ممانعت فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا ابنِ مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا»[2] "تم جاگیریں نہ بناؤ (ورنہ) دنیا میں رغبت کرنے لگ جاؤ گے!"۔

---

(۱) پ۱۵، الكهف: ۲۸.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الزُهد، ر: ۲۳۲۸، صـ۵۳۳.

حقیر دنیا کی مثال

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اللہ تعالی کے نزدیک دنیا انتہائی حقیر ہے، لہذا اس کی چکاچوند، مال واَسباب اور آسائش وآرام سے متاثِر ہوکر، مادّہ پرستی میں مشغول ہونا انتہائی حَماقت ونادانی ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان چھوٹے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟» "تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے لینا پسند کرے گا؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: ہم تو کسی چیز کے عِوض بھی اس (بے وُقعت چیز) کو لینا پسند نہیں کریں گے، ہم اس کا کیا کریں گے؟ سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَ تُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ؟» "کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا؛ کیونکہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے، جبکہ اب تو یہ مُردہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «فَوَاللهِ! لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ»[1] "اللہ کی قسم! جس طرح تمہارے نزدیک یہ (بکری کا مُردہ بچہ) حقیر ہے، اللہ تعالی کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے" ع

بے وفا دنیا پہ مَت کر اعتبار

تو اچانک مَوت کا ہوگا شکار!

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الزُهد [والرقائق] ر: ۷٤۱۸، صـ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ملتقطاً.

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ

جان جاکر ہی رہے گی یاد رکھ![1]

تمام برائیوں کی جڑ

حضراتِ گرامی قدر! کسی شخص کا دُنیاوی مال واَسباب کی بے جا محبت میں پڑنا، مال ودَولت کی حرص میں اِضافہ ہونا، شُہرت اور ناموَری کے لیے اپنے نیک کاموں کا ڈھنڈورا پیٹنا، حلال وحرام کی پرواہ کیے بغیر خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرنا، یہ سب مادّہ پرستی (دنیاداری) اور غفلتِ قلب کا نتیجہ ہے، اور یہ ایک ایسی قلبی بیماری ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، لہذا اگر عافیت چاہیے تو دنیاداری میں غیر ضروری مشغولیت سے دُور رہے۔

حضرت سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک بزرگ نے فرمایا: اے لوگو! ٹھہر ٹھہر کر عمل کرتے رہو، اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اُمیدوں سے دھوکا نہ کھاؤ، مَوت کو مت بھولو، دنیا کی طرف رغبت نہ کرو؛ کہ یہ غدّار اور دھوکے باز ہے، بَن سنور کر تمہارے سامنے آتی، اپنی خواہشات کے ذریعے تمہیں فتنے میں مبتلا کرتی ہے، لہذا اسے حقیقت کی نظر سے دیکھو؛ کیونکہ یہ کثیر خرابیوں کا گھر ہے، اس کے خالق عزّوجلّ نے اس کی مذمّت کی ہے، اس کی نئی چیز پُرانی ہونے والی ہے، اس کا مالک (مادّہ پرست) فنا ہونے والا ہے، اور اس کا عزّت دار (روزِ حشر) رُسوا ہونے والا ہے"[2]۔

---

(۱) "وسائلِ بخشش" مثنوئ عطّار، ص۱۱۷۔

(۲) "إحياء علوم الدين" كتاب ذمّ الدنيا، بيان المواعظ في ذمّ الناس وصفتها، ۳/ ۲۲۵.

مادّہ پرستی کی مختلف صورتیں

میرے محترم بھائیو! ہم لوگ مغربی کلچر (Western Culture) کی پیروی میں مادّہ پرستی کا شکار ہیں، اس کی مختلف صورتوں کو اپنائے ہوئے ہیں، اپنے لباس کو انتہائی اعلی اور فاخرانہ رکھنا، اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھانا، عالیشان گھروں میں رہنا، نت نئے ماڈل (Model) کی گاڑیاں اور موبائل فون (Mobile Phones) خریدنا، جدید مغربی طرزِ زندگی اپنانا، دنیاوی تکلفات کا بڑا اہتمام کرنا، اپنے اسٹیٹس (Status) پر کسی قسم کا کمپرومائز (Compromise) نہ کرنا، اپنے لائف اسٹائل (Lifestyle) کو بلند رکھنے کے لیے حلال وحرام کی تمیز نہ رکھنا، دنیا کی ہر نعمت اور آسائش حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اپنی سُہولت وآرام کے چکر میں دیگر مسلمان بھائیوں کا اِحساس نہ کرنا، مادّہ پرستی ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ لہذا ان سے بچیے، اور اپنے طرزِ زندگی کو زیادہ سے زیادہ سادہ بنائیے؛ کہ سادگی اللہ ورسول کو بڑی پسند اور مہنگائی پر قابُو پانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، نیز اسلامی تعلیمات میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ آج اگر ہم مادّہ پرستی کو چھوڑ کر سادگی اپنالیں، تو ہماری مُعاشی حالت میں بڑی حد تک سُدھار آ سکتا ہے، اس طرح مہنگائی پر قابو پاکر غربت کو بھی کافی حد کم کیا جاسکتا ہے!۔

مادّہ پرستی چھوڑنے سے کیا مُراد ہے؟

عزیزانِ مَن! مادّہ پرستی چھوڑنے سے مُراد یہ ہے، کہ انسان دنیاوی کاموں میں اس قدر مشغول نہ ہو، کہ اُس کے باعث اپنی آخرت سے غافل ہو جائے، ورنہ دنیا کی یہ آسائشیں اور نعمتیں تو آخرت کو بہتر بنانے کا ذریعہ بھی ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ

الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِي الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ ﴾[1] "جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھائیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اُسے اس میں سے کچھ دیں گے، اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں"۔

لہذا اس دنیا سے اتنا ہی لیں جتنا آخرت کی بہتری کے لیے کافی ہو، ورنہ دنیا سے حد درجہ اِنتفاع (نفع اٹھانا) آخرت میں بوجھ بن جائے گا، اور دنیا میں جس قدر مال ودَولت اور نعمتیں زیادہ ہوں گی، آخرت میں حساب بھی اُتنا ہی زیادہ دینا پڑے گا!۔

مالداری کے باعث جنّت میں تاخیر سے داخلہ

میرے محترم بھائیو! مادّہ پرست انسان کے ذرائع آمدَن حلال ہوں یا حرام، بروزِ قیامت بہرصورت حساب تو دینا ہی پڑے گا، اور جتنی زیادہ نعمتیں ہوگی اُن کے حساب میں بھی اتنا ہی زیادہ وقت لگے گا، اور وہ اتنی ہی تاخیر سے جنّت میں جائے گا۔ اس بارے میں حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے متعلق ایک واقعہ سماعت فرمائیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ مشہور صحابیٔ رسول ہیں، آپ کی سخاوت کا یہ عالَم تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی حیاتِ مبارکہ میں ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اپنے مال میں سے پہلے چار ۴ ہزار درہم صدقہ کیے، پھر چالیس ۴۰ ہزار درہم اللہ تعالی کی راہ میں خیرات کیے، اس کے بعد چالیس ۴۰ ہزار دینار صدقہ کیے، پھر پانچ سو ۵۰۰ گھوڑے اور اس کے بعد پانچ سو ۵۰۰ اُونٹ راہِ خدا میں صدقہ کیے[2]۔

---

(۱) پ۲۵، الشُورى: ۲۰.

(۲) انظر: "أُسد الغابة في معرفة الصحابة" باب العين، ۳۳۷۰- عبد الرحمن بن عَوف رضي الله عنه، ۳/ ٤٧٥.

ایک بار مدینہ منوّرہ میں حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تجارتی قافلہ آیا، اس قافلے میں گندم، آٹے اور کھانے سے لدے ہوئے سات سو ۷۰۰ اُونٹ تھے، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے شور سنا تو اس بارے میں دریافت فرمایا، انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تجارتی قافلہ واپس آیا ہے، جس میں گندم، آٹے اور طعام سے لدے سات سو ۷۰۰ اُونٹ ہیں، حضرت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا کہ "میں نے نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ارشاد فرماتے سنا ہے: «قَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا»[1] "میں نے دیکھا کہ عبدالرحمن بن عَوف (اپنی مالداری کے باعث) گھسٹتے ہوئے جنّت میں داخل ہوں گے"۔ جب یہ بات حضرت سیّدنا عبدالرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معلوم ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: «يا أمّه! إن أُشْهِدُكِ أنّها بأحمالها وأحلاسها وأقتابها في سبيلِ الله جلّ وعلا»[2] "اے میری ماں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ تمام اُونٹ اپنے سازوسامان سمیت، اللہ کی راہ میں صدقہ کردیے"۔

جب حلال ذرائع آمدَن اور حد درجہ سخاوت کے باوُجود ایک صحابیٔ رسول کے حساب وکتاب کا یہ عالَم ہے، تو پھر ہمارا کیا بنے گا! ہم کیسے ایک ایک پائی کا حساب دیں گے! اگر ہمارے ذرائع آمدَن میں حرام کی آمیزش ہوئی تو روزِ محشر کیسے نَجات وچھٹکارہ پائیں گے! لہذا بہتر یہی ہے کہ دنیاوی اَسباب سے صرف حسبِ ضرورت

---

(١) انظر: "مُسند الإمام أحمد" مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله تعالى عنهما، ر: ٢٤٨٤٢، ٤١/ ٣٤٧. "أُسد الغابة" باب العين، ٣٣٧٠- عبد الرحمن بن عَوف رضي الله تعالى عنه، ٣/ ٤٧٥.

(٢) انظر: "أُسد الغابة" باب العين، ٣٣٧٠- عبد الرحمن بن عَوف رضي الله تعالى عنه، ٣/ ٤٧٥.

نفع اٹھایا جائے، اور اس میں غیر ضروری مشغولیت سے اجتناب کیا جائے!!۔

یہ دنیا فانی ہے

میرے محترم بھائیو! ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ یہ دنیا فانی ہے، ہمارا مال واَسباب، کوٹھی بنگلہ، کاریں اور جائیداد وغیرہ سب یہاں دنیا ہی میں رہ جائے گا، ہر انسان خالی ہاتھ قبر میں جائے گا؛ لہٰذا دنیا کی محبت اور مادّہ پرستی کا شکار ہو کر اُمورِ دِینیہ سے غفلت بَرتنا، کسی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا، ہمیں اس سے جان چھڑانا ہوگی، اور رب تعالی سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا، اُس کی یاد سے اپنے سینے کو مَعمور کرنا ہوگا؛ کہ غافل دِلوں کی شِفا، اور محبتِ دنیا سے نَجات کا راز اِسی میں پنہاں ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ﴾[1] "سُن لو کہ اللہ کی یاد ہی میں دِلوں کا چَین وسُکون ہے!" ؏

دنیا ہی میں رہ جائے گا یہ دَبدَبہ
زور تیرا خاک میں مل جائے گا!

تیری طاقت تیرا فن عُہدہ تِرا
کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ تِرا![2]

(۱) پ۱۳، الرَعد: ۲۸.

(۲) "وسائلِ بخشش" مثنویٔ عطّار، صـ۷۱۱۔

دنیاوی اُمور میں اِنہماک و مشغولیت کا حکم

برادرانِ اسلام! دُنیوی اُمور میں دلچسپی مُطلقاً ممنوع نہیں، ضروری حاجات کی قدر، دُنیوی مال ودَولت کمانا اور اس سے تعلق رکھنا، جائز اور شریعت کو مَطلوب ہے، البتہ دُنیوی اُمور اور مادّہ پرستی میں اس قدر اِنہماک اور مشغولیت جو اِنسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے، اس کے اَحکام کی بجاآوری میں رُکاوَٹ بنے، مذموم وممنوع ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں اس کی مذمّت بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ﴾[1] "جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دُنیوی زندگی، اور وہ آخرت سے پورے بے خبر (غافل) ہیں!"۔

آج ہم لوگوں نے اچھی نوکری، اچھا گھر، مال ودَولت، جائیداد، عالی شان محلّات، زراعت، تجارت اور دیگر دُنیوی کام دَھندوں اور اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے، آخرت میں ہونے والی پُوچھ گچھ اور حساب وکتاب سے یکسر غافل ہو چکے ہیں، ابھی وقت ہے کہ خوابِ غفلت سے جاگ جائیں، مادّہ پرستی چھوڑیں اور اپنی آخرت کی فکر کریں!!۔

آخرت سے غفلت اور فراموشی

جانِ برادر! جو لوگ مادّہ پرستی کے باعث اپنی آخرت کو فراموش کیے بیٹھے ہیں، اللہ تعالی اُن کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾[2] "انہیں چھوڑو (اے حبیب!) کہ کھائیں اور برتیں (دنیا کی لذّتیں) اور (عیش وعشرت اور طویل زندگی کی) اُمید انہیں کھیل میں

---

(۱) پ ۲۱، الرُّوم: ۷.

(۲) پ ۱٤، الحجر: ۳.

ڈالے! تو اَب جانا چاہتے ہیں (اپنا انجامِ کار!)"۔ صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس میں تنبیہ ہے کہ (مادّہ پرستی کا شکار ہوکر) لمبی اُمیدوں میں گرفتار ہونا، اور لذّاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہوجانا، ایمان والے کی شان نہیں"[1]۔

حضرت سیّدنا امام شافعی رحمۃ اللہ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "دنیا لغزش کی جگہ اور ذِلّت کا مقام ہے، اس کی عمارتیں ویرانی کی طرف اور رہنے والے قبروں کی طرف جا رہے ہیں، اس میں اکٹھے رہنے والے لوگ ایک دن ضرور جدا ہوں گے، اس کی مالداری فَقر، اور کثرت تنگدستی کا باعث ہے، اور اس میں تنگدستی فراخی کا سبب ہے، تو تم اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہو، اس کے رزق پر راضی رہو، اور باقی رہنے والے گھر (جنّت) کو فنا ہونے والے گھر (دنیا) پر ترجیح دو؛ کیونکہ تمہاری زندگی ڈھلتے ہوئے سائے، اور گرتی ہوئی دیوار کی طرح ہے، لہذا عمل زیادہ کرو اور (دنیاوی) اُمیدیں کم رکھو"[2]۔

فکرِ آخرت سے بے خوفی

حضراتِ ذی وقار! مادّہ پرستی اور دنیاوی مال واَسباب میں غیر ضروری مشغولیت، فکرِ آخرت سے غفلت کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۱۴، الحجر، زیرِ آیت: ۳، صـ۴۹۰۔
(۲) "إحياء علوم الدين" كتاب ذمّ الدنيا، بيان ذمّ الدنيا، ۳/ ۲۲۴، ۲۲۵.

غٰفِلُوْنَ ۙ اُولٰٓىٕكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾[1] "یقیناً وہ جو ہمارے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے (یعنی روزِ قیامت، اور ثواب وعذاب کے قائل نہیں) اور دنیا کی (فانی) زندگی (کو آخرت پر ترجیح دے کر) پسند کر بیٹھے (اور اپنی ساری عمر اس کی طلب میں گزاری) اور اس پر مطمئن ہو گئے، اور وہ جو ہماری آیتوں (یعنی سیّدِ عالم ﷺ اور قرآنِ پاک) سے غفلت کرتے ہیں، اُن لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے؛ ان کی کمائی (اَعمال) کا بدلہ"۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[2] "جنہوں نے ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار (کی حاضری) کو جھٹلایا، اُن کا سب کیا دھرا اکارت گیا، انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو کرتے تھے!"۔

دنیا کی مادّی اشیاء آزمائش وامتحان کا باعث ہیں

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! دنیا کی یہ نعمتیں اور آسائش وآرام کی کثرت، مادّہ پرستوں اور حق پرستوں میں فرق وامتیاز کا ایک پیمانہ، اور اللہ تعالی کی طرف سے امتحان بھی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾[3] "لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت (تاکہ خواہش پرستوں اور خدا

---

(۱) پ۱۱، یونس: ۷، ۸.

(۲) پ۹، الأعراف: ۱٤۷.

(۳) پ۳، آل عمران: ۱٤.

پرستوں میں فرق وامتیاز ظاہر ہو) عورتیں اور بیٹے، تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر، اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چَوپائے اور کھیتی، یہ جیتی دنیا کی پونجی ہے (اس سے کچھ عرصہ نفع پہنچتا ہے پھر فنا ہو جاتی ہے) اور اللہ جس کے پاس (اس دنیا کے مقابلے میں کہیں زیادہ) اچھا ٹھکانہ (جنّت) ہے"۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ اس دنیائے فانی کی ناپائیدار مرغوبات میں زیادہ دل نہ لگائے، اور دنیا کا جو مال واَسباب حاصل ہے، اُسے کسی ایسے کام میں خرچ کرے جس سے عاقبت اچھی ہو، اور آخرت کی سعادت حاصل ہو! ؏

ضرورت سے زیادہ مال ودَولت کا نہیں طالب

رہے بس آپ کی نظرِ عنایت یا رسولَ اللہ!

رہیں سب شاد گھر والے شہا تھوڑی سی روزی پر

عطا ہو دَولتِ صبر وقناعت یا رسولَ اللہ![1]

مادّہ پرستی (دنیاداری) سے نَجات کا طریقہ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! مادّہ پرستی اور دنیاوی مال واَسباب کی بے جا محبت انتہائی مذموم اور بندۂ مؤمن کی شان کے مُنافی ہے، لہذا جتنا جلدی ہو سکے اس سے نَجات حاصل کی جائے، اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کیا جائے کہ

"(۱) یہ دنیا سائے کی طرح ہے، اور سائے سے دھوکا کھانا حَماقت ہے۔

(۲) دنیا خواب کی طرح ہے اور خوابوں سے محبت کرنا دانش مندی نہیں۔

---

(۱) "وسائلِ بخشش" عطا کر دو مدینے کی اجازت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ص۳۳۲۔

(۳) دنیا سانپ کی طرح ہے جو چُھونے میں نرم ومُلائم ہے، لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے، لہذا عارِضی نفع وکشش کے لیے دائمی تکلیف کو اپنا لینا نادانائی ہے۔

(۴) جس طرح پانی میں چلنے والے کے قدم سوکھے نہیں رہ سکتے، اسی طرح مادّہ پرستی اور دنیا سے اُلفت رکھنے والا مصیبت وآفت سے چھٹکارا نہیں پا سکتا، اور آخر کار دُنیوی محبت کی دیمک دل سے عبادت کی لذّت ومٹھاس کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتی ہے۔

(۵) طالبِ دنیا اور مادّہ پرست کی مثال سمندر کے پانی سے پیاس بجھانے والے جیسی ہے، جس قدر وہ پانی پیتا ہے اتنا ہی پیاس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۶) دنیا کی محبت لوگوں کو دھوکا دیتی ہے اور ایمان کمزور کرتی ہے۔

(۷) دنیا میں حد سے زیادہ مشغولیت، آخرت سے غافل ہونے کا سبب ہے۔

(۸) دنیا ایک مہمان خانہ ہے، لہذا اس میں پُرسکون رہنے کے لیے خود کو مسافر رکھنا ضروری ہے، اگر دنیا کو مستقل ٹھکانہ سمجھ کر اس سے دل لگا بیٹھے، تو جدائی کے وقت شدید غم اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے"[1]۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ مادّہ پرستی اور دنیاداری میں غیر ضروری طور پر مشغول نہ ہوں، اِعتدال اور میانہ رَوِی سے کام لیں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، مَوت کو کثرت سے یاد کریں، دُنیوی لذّتوں اور عیش کوشیوں سے بچیں، دنیاداروں کی صحبت اور ہمنشینی سے کوسوں دُور بھاگیں، علماء وصالحین کی صحبت اختیار کریں، فکرِ آخرت اور حساب وکتاب سے غافل نہ رہیں، سابقہ اُمّتوں اور غافل اَقوام کے انجام

(۱) انظر: "إحياء علوم الدين" كتاب ذمّ الدنيا، بيان صفة الدنيا بالأمثِلة، ۳/ ۲۲۸- ۲۳۰، ملتقطاً. "باطنی بیماریوں کی معلومات" محبتِ دنیا کا علاج، صـ۸۳-۸۵، ملخّصاً۔

سے عبرت حاصل کریں، اور قرآن وسنّت کے اَحکام پر پابندی سے عمل کریں؛ کہ جو شخص ان احتیاطی تدابیر کو اختیار کرے گا، وہ حرام وحلال کی تمیز میں کامیاب ہوکر، توکُل و میانہ رَوِی اختیار کرسکے گا، اللہ تعالی اُسے مادّہ پرستی اور دنیا کی بے جا محبت سے بچالے گا، اور جو لوگ اس خصلتِ بد میں مبتلا ہیں انہیں اس سے نَجات ملے گی، اور اللہ تعالی انہیں اپنا شکر گزار بندہ بنالے گا، ان شاء اللہ !۔

دعا

اے اللہ ! ہمیں قرآن وسنّت کے اَحکام پر عمل کی توفیق عطا فرما، فرائض وواجبات کا پابند بنا، نفسانی خواہشات کی پیَروی سے محفوظ فرما، دنیا کی محبت سے نَجات عطافرما، دنیاداروں کی بُری صحبت سے بچا، بزرگانِ دین اور علمائے کِرام کا ساتھ نصیب فرما، توکُل اور میانہ رَوِی کی صفت سے مزیَّن فرما، اپنی آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کی سوچ عنایت فرما، اور ہمارے مُردہ وتاریک دِلوں کو اپنے ذِکر سے روشن ومنوَّر فرما، آمین یا ربّ العالمین !۔

مُنافقت کی مذمّت اور اُس کے نقصانات

(جمعۃ المبارک ۱۹ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۶/۰۹ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

مُنافقت کی تعریف

برادرانِ اسلام! انسان کے ظاہر وباطن اور اعتقاد وعمل میں تضاد یا دُہرے معیار کو منافقت کہتے ہیں[1]۔ منافقت کا تعلق دھوکے اور سازش کی جنس سے ہے، مُنافق شخص دوغلا ہوتا ہے، اس کے ظاہر وباطن میں تفاوُت (فرق) ہوتا ہے، اور اپنی اسی منافقانہ خصلتِ بد کی وجہ سے لوگوں کو دھوکا دیتا، اور دُنیوی مفادات حاصل کرتا ہے۔

مُنافقت کا حکمِ شرعی

عزیزانِ محترم! اگر کوئی شخص زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اور دل میں اسلام سے انکاری ہو، اُس کے اس فعل کو اعتقادی مُنافقت کہتے ہیں، جبکہ قول وفعل

(١) انظر: "التعريفات" باب النون، النفاق، صـ١٦٨.

میں تضاد، اور زبان ودل سے اسلام کی حقانیت تسلیم کرنے کے باوُجود عمل میں کوتاہی برتنا **عملی مُنافقت** کہلاتا ہے۔ اعتقادی مُنافق بروزِ قیامت جہنّم کے سب سے نچلے درجے میں ڈالا جائے گا، جبکہ عملی مُنافقت شرعاً گناہِ کبیرہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

اَسلافِ اُمّت کا طرزِ عمل

جانِ برادر! ہمارے اَسلاف اور بزرگانِ دین، منافقت اور دوہرے کردار سے حد درَجہ نَفرت فرماتے، ان کا ہر عملِ خیر ظاہر وباطن میں یکساں ہوا کرتا، اور جلوَت یا خلوَت میں کوئی ایسا عمل نہیں کرتے تھے جو بروزِ قیامت ان کے لیے نَدامت وشرمندگی یا پریشانی کا باعث بنے۔

حضرت سیّدنا امام شَعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "تنبیہ المغترین" میں لکھتے ہیں کہ "ایک بار حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ منوّرہ میں باہم ملاقات ہوئی، حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ "آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے، حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس بات سے بچتے رہنا کہ تم ظاہر میں تو خدا کے دوست ہو، اور باطن میں اس کے دشمن؛ کیونکہ جس کا ظاہر وباطن مُساوی نہ ہو وہ منافق ہوتا ہے، اور منافقوں کا مقام جہنّم کا سب سے نچلا درجہ ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی"[1]۔

---

(١) "تنبيه المغترّين" للشَعراني، الباب ١، أخذ علينا العهود في أخلاقهم، صـ٤٠، ملخصاً.

منافقت کے نقصانات

حضراتِ گرامی قدر! منافقت نہایت بُری خصلت اور ایک قلبی مرض ہے، اس کے متعدّد اثرات ونقصانات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) منافقت یادِ الٰہی سے غفلت کا سبب ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ﴾(۱) "منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے (ایک جیسے) ہیں، بُرائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں، اور (راہِ خدا میں خرچ کرنے سے کنجوسی کرتے ہوئے) اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے، تو اللہ نے بھی انہیں چھوڑ دیا"۔

(۲) منافقت دِلوں میں خَوف وہراس اور رُعب کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ﴾(۲) "منافق ڈرتے ہیں کہ اُن پر کوئی سُورت ایسی اُترے جو اُن کے دِلوں کی چھپی بات (منافقت) کو جتلا دے، تم فرماؤ کہ ہنسے جاؤ، اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے!" یعنی منافق لوگوں کو ہر وقت اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں ان کا پردہ فاش نہ ہو جائے، اور لوگوں کو ان کی منافقت اور دوغلے کردار کا پتا نہ چل جائے۔

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ٦٧.

(۲) پ۱۰، التوبة: ٦٤.

(۳) منافقت نیک اعمال کی عدمِ قبولیت اور اکارت وبرباد ہونے کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾[1] "تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے، تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا، یقیناً تم بے حکم (نافرمان اور منافق) لوگ ہو"۔

منافقت کی علامات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! منافقت کی متعدّد علامات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) دوغلاپَن

میرے محترم بھائیو! ہر ایک کی ہاں میں ہاں ملانا، اور خوشامد کرنا منافقت اور دوغلا پَن ہے، حضرت سیّدُنا عمّار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ»[2] "جو شخص دنیا میں دو۲ چہروں والا ہوگا، بروزِ قیامت اس کی دو۲ زبانیں ہوں گی آگ کی"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «وَتَجِدُونَ مِنْ شَرَارِ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ»[3] "تم لوگوں میں سب سے بُرا اُس شخص کو پاؤ گے جس کے دو۲ چہرے ہیں، جو اِدھر کچھ کہتا ہے اور اُدھر کچھ کہتا ہے"۔

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ۵۳.

(۲) "سنن أبي داود" كتابُ الأدب، باب في ذي الوجهين، ر: ٤٨٧٣، صـ٦٨٧.

(۳) "صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، ر: ٦٤٥٤، صـ١١٠٨.

حضرت سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر کرتے ہیں کہ "علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ دو۲ الگ الگ آدمیوں سے دورُخی (دوغلا) ہو کر ملنا نِفاق ہے۔ نِفاق کی کئی علامتیں ہیں، اور یہ (دوغلاپَن) بھی اُن میں سے ایک ہے"[1]۔

(۲) نیک عمل میں دِکھاوا کرنا

عزیزانِ محترم! نیک عمل میں رِیاکاری اور دِکھاوا بھی منافقت کی علامت ہے، قرآنِ کریم میں اس کی بڑی مذمّت بیان کی گئی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا﴾[2] "یقیناً منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں، اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا، اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو سستی و کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دِکھانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کو تھوڑا یاد کرتے ہیں"۔

اپنی عبادت ورِیاضت کو بلاوَجہ اور غیر ضروری طَور پر طُول دینا، اور اپنی پارسائی کا دِکھاوا کرنا، منافقت اور انسان کی آخرت کی خرابی کا باعث ہے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں اس کی مذمّت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ۴ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ۵ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ﴾[3] "تو اُن نمازیوں کے لیے خرابی ہے، جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو (عبادات میں) دِکھاوا کرتے ہیں!"۔

---

(١) "إحياء علوم الدين" كتاب آفات اللسان، الآفة ١٧ كلام ذي اللسانَين، ٣/ ١٦٨.
(٢) پ٥، النساء: ١٤٢.
(٣) پ٣٠، الماعون: ٤-٦.

(۳) اذان سننے کے باوُجود نماز ادا نہ کرنا

حضراتِ گرامی قدر! اذان سننے کے باوُجود مسجد میں نماز کے لیے حاضر نہ ہونا بھی نِفاق کی علامت ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن اَنس جُہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ: مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللهِ يُنَادِي بِالصَّلَاةِ وَيَدْعُو إِلَى الْفَلَاحِ، فَلَا يُجِيبُهُ»[1] "یہ بات کفر ونِفاق میں سے ہے کہ جو اللہ کے مُنادی (مؤذِّن) کو نماز اور فلاح وکامیابی کی طرف بلاتے ہوئے سنے، اور پھر بھی نماز کی ادائیگی کے لیے حاضر نہ ہو"۔

(۴) صاحبِ اختیار شخص کی ہاں میں ہاں ملانا اور خوشامد کرنا

عزیزانِ مَن! حکمرانوں سمیت ہر صاحبِ اختیار کا قُرب پانے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے، اور اپنا مطلب نکلوانے کے لیے اُس کے ہر جائز وناجائز کام میں جی حضوری اور خوشامد کرنا، اور اُس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہنا بھی منافقت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیّدنا ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی، کہ ہم اُمراء کے پاس جاتے ہیں تو اُن کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں، اور جب ہم وہاں سے نکلتے ہیں تو ان کے بارے میں کلام کرتے (یعنی ان کی بُرائی کرتے) ہیں، حضرت سیّدنا ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: «كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقً»[2] "ہم ان باتوں کو (رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانۂ اقدس میں) منافقت کہا کرتے تھے"۔

---

(١) "المعجم الكبير" للطَبَراني، باب الميم، مُعاذ بن أنس جُهني، ر: ٣٩٤، ٢٠/ ١٨٣.

(٢) "صحيح البخاري" كتاب الأحكام، ر: ٧١٧٨، صـ١٢٣٦.

(۵) مال وجاہ کی محبت

حضراتِ ذی وقار! مال ودَولت کی کثرت اور شرف ومنصب کی ہوَس بھی نِفاق میں اِضافہ کا باعث ہے، حضرت سیِّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «حُبُّ الجْاهِ وَالمالِ يُنبِتَانِ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، كَمَا يُنْبِتُ الماءُ الْبَقْلَ»[1] "جاہ ومنصب اور مال کی (بے جا) محبت، نِفاق کو دل میں اس طرح پیدا کرتی ہے جیسے پانی سبزہ اُگاتا ہے"۔

حضرت سیِّدنا امام غزالی رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "جان لیجیے! جس پر حُبِّ جاہ غالب آجائے وہ لوگوں کی رِعایت کرنے میں لگا رہتا ہے، ان کے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے، اور ان کے لیے رِیاکاری کرتا ہے، اپنے قول وفعل میں اس بات کا خیال رکھتا ہے جو لوگوں کے نزدیک اس کی قدر ومَنزِلت بڑھائے، اور یہی بات مُنافقت کا بیج اور فساد کی جڑ ہے، نیز لامُحالہ یہ بات عبادات میں سُستی اور دِکھاوے کے ساتھ ساتھ ممنوعاتِ شرعیّہ کے اِرتکاب کا باعث بھی بنتی ہے؛ کیونکہ ایسا شخص لوگوں کے دِلوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا ہے"[2]۔

(٦) خِیانت، عہد شکنی، جھوٹ اور گالم گلوچ کرنا

برادرانِ اسلام! امانت میں خِیانت، جھوٹ، عہد شکنی، اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں گالیاں دینا بھی خالص منافق کی نشانیاں ہیں، حضرت سیِّدنا عبد اللہ بن

---

(١) "الزواجر عن اقتراف الكبائر" كتاب النكاح، الكبيرة ٢٥٣ ...إلخ، ٢/ ٤١.

(٢) "إحياء علوم الدين" كتاب ذَمّ الجاه والرياء، الشطر الاوّل في حُب الجاه ...إلخ، بيان علاج حبّ الجاه، ٣/ ٣٠٤.

عَمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: (١) إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، (٢) وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، (٣) وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، (٤) وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»[1] "چار ۴ خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں گی وہ پکا منافق ہے، اور جس میں ان چار ۴ خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی، اس میں نِفاق کی خصلت پائی جائے گی (یعنی اُسے منافق صفت کہا جائے گا)، یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے توخِیانت کرے، (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳) جب عہد کرے تو بددِیانتی کرے (۴) اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: (١) إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، (٢) وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، (٣) وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»[2] "منافق کی تین ۳ نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، (۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے توخِیانت کرے"۔

اس حدیثِ پاک کے تحت علمائے کرام نے فرمایا کہ "اس حدیثِ پاک میں منافق کی تین ۳ ایسی علامتیں بیان فرمائیں گئی ہیں جن کا تعلق قول، عمل اور نیّت میں سے ہر ایک کے ساتھ ہے، جھوٹ فسادِ قول ہے، خِیانت فسادِ عمل ہے، اور وعدہ

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب علامات المنافق، ر: ٣٤، صـ٩.
(٢) المرجع نفسه، ر: ٣٣.

خلافی فسادِ نیّت ہے۔ جو منافق ہوگا اس میں یہ تین ۳ باتیں ضرور ہوں گی، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس میں یہ تین ۳ باتیں پائی جائیں وہ منافق بھی ضرور ہو، جیسے کفّار و مشرکین، لہذا اگر کسی مسلمان میں یہ باتیں پائی جائیں اسے منافق کہنا جائز نہیں، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نِفاق کی علامت ہے"(۱)۔

میرے محترم بھائیو! خِیانت، جھوٹ، عہد شکنی، گالم گلُوچ اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے، لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان باتوں سے بچے، اور امانتداری میں کھرا اُترے، ہمیشہ سچ بولے، گالم گلُوچ اور بد زبانی سے اجتناب کرے، اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرے۔

(۷) چوری چھپے گناہ کرنا

جانِ برادر! منافق شخص اپنی اصلیت چھپانے کی غرض سے لوگوں کے سامنے نیک پارسا بنا رہتا ہے، اور چوری چھپے گناہ کرتا ہے؛ تاکہ کوئی اُسے دیکھ نہ لے، "حضرت سیّدنا فرقد سنجی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، کہ مُنافق جب دیکھتا ہے کہ اُسے کوئی نہیں دیکھ رہا تو وہ گُناہ کر ڈالتا ہے، افسوس! کہ وہ اِس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں "مگر اللہ دیکھ رہا ہے" اس بات کا لحاظ نہیں کرتا"(۲)۔

(۸) فحش، بیہودہ اور فُضول گوئی

جانِ برادر! فحش، بیہودہ اور فُضول گوئی بھی منافقت کی علامات میں سے ہیں، حضرت سیّدنا ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

---

(۱) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" کتاب الایمان، نِفاق کی علامت، ۱/۲۹۳، ملتقطاً۔
(۲) "إحياء علوم الدين" كتاب المُراقبة والمحاسبة، المقام ١، ٤/ ٤٢٢.

ارشاد فرمایا: «وَالبَذَاءُ وَالبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ»[۱] "فحش گوئی اور کثرتِ کلام (فُضول گوئی) نِفاق کے دو ۲ شعبے ہیں"۔

(۹) گناہ کو خوشدلی سے کرنا اور نیکی کو بوجھ سمجھنا

میرے محترم بھائیو! گناہ کو خوشدلی سے کرنا، اور نیکی کو بوجھ سمجھنا بھی منافقانہ طرزِ عمل ہے، زمانۂ اقدس میں منافقوں پر نیک اعمال میں، سب سے زیادہ بھاری عمل نمازِ عشاء وفجر کی ادائیگی تھی، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ: صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً»[۲] "سب سے بھاری نماز منافقین پر نمازِ عشا وفجر ہے، اور جو فضیلت ان نمازوں ہے اگر جانتے، تو ضرور سُرین کے بل گھسٹتے ہوئے بھی حاضر ہوتے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ "جس کو گناہ آسان معلوم ہوں، اور نیک کام بھاری، سمجھو اُس کے دل میں نِفاق ہے، رب تعالی محفوظ رکھے!"[۳]۔

(۱۰) بلاعذرِ شرعی نمازِ جمعہ ترک کرنا

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! کسی عذرِ شرعی کے بغیر نمازِ جمعہ ترک کرنا بھی منافقت کی علامت ہے، حضرت سیّدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصِلة، باب ما جاء في العيّ، ر: ۲۰۲۷، صـ۴۶۷.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ...إلخ، ر: ۱۴۸۲، صـ۲۶۳.
(۳) "تفسیر نور العرفان" پ۱۰، التوبۃ، زیرِ آیت: ۸۱، ص۳۱۸۔

ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ، كُتِبَ مُنَافِقاً فِي كِتَابٍ لَا يُمْحَى وَلَا يُبَدَّلُ»[1] "جو بلاعذر جمعہ چھوڑ دے وہ اس کتاب میں منافق لکھ دیا جاتا ہے، جس میں نہ مٹتا ہے نہ ہی کسی قسم کی تبدیلی ممکن ہے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "جو تین ۳ جمعے بلاعذر چھوڑے وہ منافقِ عمل ہوگا، اور یہ نِفاق اس پر ایسا لازم ہوگا کہ پھر اس سے نکلنا مشکل ہوگا"[2]۔

(۱۱) صُلحِ کُلّیت پر مبنی طرزِ عمل

عزیزانِ محترم! صلحِ کُلیّت پر مبنی طرزِ عمل یا کافر و مؤمن سب کو راضی رکھنے کی کوشش بھی منافقت کی علامت ہے، اس مذموم کوشش میں بسا اَوقات انسان اپنے دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، لبرل (Liberal) کہلوانے والے بہت سے سیاستدان، صحافی اور این جی اوز (NGOs) اس مُوذِی مرض میں مبتلا ہیں، اور یہ لوگ اپنی چَرب زبانی اور چالاکی سے، کفّار مشرکین اور مسلمانوں کو یکساں خوش رکھنے کو اپنی چالاکی و عقلمندی تصوُّر کرتے ہیں، ایسا طرزِ عمل ایک مسلمان کی شان کے مُنافی ہے، لہذا اس سے بچیں اور اپنے مُعاملات ایک حقیقی مسلمان کی طرح انجام دیں!۔

(۱۲) لہو ولعب اور ناچ گانے میں مشغولیت

حضراتِ گرامی قدر! لہو ولعب اور گانے باجوں میں مشغولیت بھی نِفاق میں اِضافہ کا باعث ہے، حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، سرورِ کونین

---

(۱) "مُسند الشافعي" ومن كتاب إيجاب الجمعة، ر: ٤٧٤٦، صـ٣٧٠.

(۲) "مرآۃ المناجیح" جمعہ واجب ہونے کا بیان، تیسری فصل، ۲/۳۲۶۔

ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ، كَمَا يُنْبِتُ الماءُ الزَّرْعَ»[۱] "گانا نِفاق کو ایسے اُگاتا (بڑھاتا) ہے، جیسے پانی زراعت کو اُگاتا ہے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "مرد کا گانا خود گانے والے، اور سننے والے کے دل میں نِفاق پیدا کرتا ہے، لہٰذا عورت کا گانا سننا، یا عورت و مرد کا مِل کر گانا، یا باجے پر گانا، اس سے بھی بدتر ہے"[۲]۔

منافقت سے متعلق بزرگانِ دین کے چند اقوال

عزیزانِ مَن! منافقت سے متعلق ہمارے اَسلاف کا طرزِ عمل ہمیشہ سے یہی رہا، کہ منافقت جیسی خصلتِ بد کا شکار ہونے سے ڈرتے، اور اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتے رہتے، منافقت سے متعلق چند بزرگانِ دین کے اَقوال حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ "نفاق کی وجہ سے زبان اور دل مختلف ہوتے ہیں، اور پوشیدہ اور ظاہر کا اختلاف ہوتا ہے"[۳]۔

(۲) کسی نے حضرت سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نفاق سے ڈرتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ "اگر تم منافق ہوتے تو تمہیں نِفاق کا خَوف نہ ہوتا؛ کہ منافق نِفاق سے بے پروا ہوتا ہے"[۴]۔

---

(۱) "شُعب الإيمان" باب حفظ اللسان، ر: ٤٧٤٦، ٧/ ١٠٨.

(۲) "مرآۃ المناجیح" کتاب الآداب، وعظ و شعر کا بیان، تیسری فصل، ۶/۳۵۲۔

(۳) "إحياء علوم الدين" كتاب قواعد العقائد، الفصل ٤ في الإيمان والإسلام ...إلخ، الوجه ٣، ١/ ١٤٧.

(٤) المرجع نفسه.

(۳) حضرتِ سیّدنا ابنِ ابی مُلَیکہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ "میں نے ایک سو تیس ۱۳۰ (اور ایک روایت کے مطابق ایک سو پچاس ۱۵۰) صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو پایا، جو سب کے سب نفاق سے ڈرتے تھے "[1]۔

(۴) حضرت سیّدنا حَسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کہا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو نِفاق کا خوف نہیں! آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "اللہ کی قسم! مجھے زمین کی ہر بلندی کے برابر سونے (Gold) کا مالک ہونے سے، یہ بات زیادہ پسند ہے کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میں نفاق سے بَری ہوں "[2]۔

(۵) حضرت سیّدنا عتبہ بن عامر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ "جب کسی بندے کا ظاہر و باطن یکساں ہو (یعنی کردار میں منافقت نہ ہو) تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ "یہ میرا حقیقی بندہ ہے "[3]۔

منافقت کے اَسباب اور اُن کا علاج

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! منافقت کے متعدّد اَسباب ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) جَہالت

منافقت کا ایک سبب جہالت ہے، جب بندہ صحیح طریقے سے عقائد، فرائض اور واجبات کا علم حاصل نہیں کرتا، تو شیطان انسان کے دل میں طرح

---

(۱) المرجع السابق.
(۲) المرجع السابق.
(۳) "تنبيه المغترّين" الباب ۱، أخذ علينا العهود في أخلاقهم، صـ۱ ٤ .

طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے، جس کے باعث بندہ منافقت جیسے مُوذِی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، لہذا اس کے علاج کے طَور پر بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ عقائد، فرائض، واجبات اور ضروریاتِ دین کا تفصیلی علم حاصل کرے، علمائے دین کی صحبت اختیار کرے، نیک لوگوں کو دوست بنائے، اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہے[1]۔

(۲) بد عقیدہ لوگوں کی صحبت

بدعقیدہ لوگوں کی صحبت بھی منافقت کے اَسباب میں سے ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے دُور بھاگے، اور اُن سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھے[2]۔

(۳) نمازوں میں سُستی وکوتاہی

پنجوقتہ نماز سمیت دیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی میں سُستی، غفلت اور کوتاہی بھی منافقت میں مبتلا ہونے کا ایک سبب ہے، لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ فرائض وواجبات کی پابندی کرے، اور نماز باجماعت تکبیرِ اُولیٰ (پہلی تکبیر) کے ساتھ ادا کرے؛ کہ باجماعت نماز کی ادائیگی بھی منافقت سے نَجات کا ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا انَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَلَّى لله أَرْبَعِينَ يَوْماً فِي جَمَاعَةٍ، يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الأُولَى، كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ: (۱) بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، (۲) وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ»[3] "جس نے رِضائے الٰہی کی خاطر چالیس ۴۰

---

(۱) "باطنی بیماریوں کی معلومات" نفاق کے اَسباب اور اُن کا علاج، ص۲۲۱، ۲۲۲، ملخصًا۔

(۲) ایضًا، ص۲۲۲۔

(۳) "سنن الترمذي" أبواب الصّلاة، باب [ما جاء] في فضيلة التكبير الأولى، ر: ۲۴۱، صـ٦٦، ٦٧.

دن باجماعت نماز تکبیرِ اُولیٰ (پہلی تکبیر) کے ساتھ ادا کی، اللہ تعالی اس کے لیے دو۲ آزادیاں لکھ دیتا ہے: (۱) دوزخ کی آگ سے خلاصی (۲)اور نفاق سے نَجات"۔

(۴) حرصِ مذموم

منافقت کا ایک بڑا سبب حرصِ مذموم ہے، جب بندہ کسی چیز کی حِرص وطمع اور لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو اس کے باعث منافقت کا ارتکاب کرتا ہے، اور دھوکا دیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حرصِ مذموم کی تباہ کاریوں پر غور کرے، اور سوچے کہ دنیا کے فانی مال وَاَسباب اور آسائش وآرام کی خاطر، اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ منافقت کرنا اور انہیں دھوکا دینا، کسی طَور پر بھی مناسب اور دانشمندی نہیں[۱]۔

(۵) دنیا کی محبت

دنیاوی مال وَاَسباب کی محبت بھی منافقت کے بڑے اَسباب میں سے ایک ہے، جب کسی انسان پر دنیا کی محبت غالب آتی ہے، تو اُسے حاصل کرنے کے لیے بندہ بسا اَوقات منافقت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندۂ مؤمن حُبِّ دنیا جیسی مُوذِی بیماری کی آفتوں پر غور وفکر کرے، اور اس مُوذِی مرض سے نَجات کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعا بھی کرتا رہے[۲]؛ کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، اور منافقت سے پناہ کی دعا حدیثِ پاک سے ثابت بھی ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا کی: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ»[۳] "اے اللہ! میں عداوت، نِفاق اور بد خُلقی سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

---

(۱) "باطنی بیماریوں کی معلومات" نِفاق کے اَسباب اور اُن کا علاج، صـ۲۲۳، ۲۲۴، ملخصًا۔
(۲) ایضًا، صـ۲۲۴، ملخصًا۔
(۳) "سنن أبي داود" [كتاب الوتر] باب في الاستعاذة، ر: ١٥٤٦، صـ٢٢٨.

(٦) دُرود وسلام کی کثرت

منافقت سے نَجات اور بچاؤ کا ایک طریقہ حضور نبئ کریم ﷺ پر دُرود وسلام بھیجنا ہے، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ مِئَةً، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِئَةً كَتَبَ اللهُ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ، وَأَنْزَلَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الشُّهَدَاءِ»[1] "جو مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھے اللہ تعالی اس پر دس ۱۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جو مجھ پر دس ۱۰ بار درودِ پاک بھیجے اللہ عزّ وجلّ اس پر سو ۱۰۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جو مجھ پر سو ۱۰۰ بار درودِ پاک بھیجے اللہ تعالی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) لکھ دے گا، کہ یہ بندہ نِفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے، اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ ٹھہرائے گا"۔

منافقانہ طرزِ عمل اور ہماری ذمّہ داری

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! منافقت ایسے طرزِ عمل کو کہتے ہیں جس میں انسان کا ظاہر، باطن سے مختلف اور برعکس ہو، مثال کے طَور پر قول وفعل میں تضاد ہونا، مسلمانوں کو دھوکا دینا، امانت میں خِیانت، عہد شکنی، جھوٹ، اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھنا، یہ سب منافقت کی علامات اور نشانیاں ہیں، ایسا

(١) "مجمع الزوائد ومَنبع الفوائد" كتاب الأدعِية، باب الصلاة على النّبي ﷺ في الدعاء وغيره، ر: ١٧٢٩٨، ١٠/ ١٦٣.

منافقانہ طرزِ عمل ایک حقیقی مسلمان کے شایانِ شان نہیں، لہٰذا ایسی تمام بُری خصلتوں سے بچیں، تقویٰ وپرہیز گاری اختیار کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، اپنے ظاہر وباطن اور قول وفعل کے تضاد کو ختم کریں، مسلمانوں کی بہتری اور فلاح کے لیے سوچ وبچار کریں، مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دیں، یہود ونصاریٰ کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف جنگی اتحاد ہرگز ہرگز نہ کریں، اور ایک حقیقی مسلمان بن کر زندگی گزاریں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں منافقت جیسی خصلتِ بد سے بچا، قول وفعل اور ظاہر وباطن کے تضاد سے محفوظ فرما، ہمارے کردار اور عمل کے دوغلے پَن کو ختم فرما، ہمارے ظاہر وباطن میں یکسانیت پیدا فرما، ہمیں رُوحانیت کے نُور سے مزیَّن فرما، فرائض وواجبات کا پابند بنا، اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کے ساتھ اتحاد سے بچا، اور مسلمانوں کی فلاح وبہتری کے لیے کام کرنے کا جذبہ اور سوچ مَرحمت فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

مقاصدِ حج

(جمعۃ المبارک ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۶/۱۶ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ من الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حج کا لُغوی واصطلاحی معنی

برادرانِ اسلام! حج کے لُغوی معنی عظمت والی جگہ کا ارادہ کرنا ہے، جبکہ اِصطلاحِ شرع میں مخصوص صفات وشرائط کے ساتھ، مخصوص زمانے میں، بیت اللہ شریف جانے کا ارادہ کرنا، حج کہلاتا ہے(۱)۔

حج سے متعلق شرعی حکم

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ حج سے متعلق شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "حج نام ہے اِحرام باندھ کر، نو۹ ذی الحجہ کو عرَفات میں ٹھہرنے، اور کعبۂ معظّمہ کے طواف کا، اور اس کے لیے ایک خاص وقت مقرّر ہے، کہ اس میں

---

(۱) انظر: "التعريفات" للجُرجاني، باب الحاء، ر: ٥٣٠- الحجّ، صـ٧١.

یہ اَفعال کیسے جائیں تو حج ہے۔ حج نو۹ ہجری میں فرض ہوا، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے، مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے"[1]۔

حج کی فرضیت

عزیزانِ محترم! حج دینِ اسلام کا ایک بنیادی رُکن ہے، جو مسلمان اس کی استطاعت رکھتا ہے، اس پر زندگی بھر میں ایک بار فرض ہے، اس کی فرضیت کا حکم بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾[2] "اللہ تعالی کی خاطر لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، جو وہاں تک جانے پر قادر ہو"۔

حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب آیتِ مبارکہ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ نازل ہوئی، تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کی کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم خاموش رہے، صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے بارگاہِ رسالت میں اپنا سوال پھر سے دُہرایا، اس پر نبئ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لَا، وَلَوْ قُلْتُ: "نَعَم" لَوَجَبَتْ»[3] "نہیں، لیکن اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو واقعی (ہر سال کے لیے) فرض ہو جاتا"۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" حج کا بیان، حصّہ ششم ۶، ۱/۱۰۳۵، ۱۰۳۶۔

(۲) پ ٤، آل عمران: ۹۷.

(۳) "سنن الترمذي" أبواب تفسير القرآن، ر: ۳۰۵۵، صـ۶۸۸.

حج کی فضیلت

حضراتِ گرامی قدر! حج ایک ایسا مبارک فریضہ ہے، جس کی ادائیگی کی بدَولت انسان گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے، غربت، اِفلاس اور محتاجی سے نَجات ملتی ہے، بخشش، مغفرت اور شَفاعت کے پروانے عطا ہوتے ہیں۔ بار بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل کرتے رہنے کا حکم دیتے ہوئے رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ؛ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ»[1] "حج وعمرہ کرتے رہا کرو؛ کہ یہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دُور کرتے ہیں، جیسے بھٹّی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو دُور کردیتی ہے"۔

حج وہ عظیم فریضہ ہے کہ اگر اس کی ادائیگی کے دَوران انسان کی موت واقع ہو جائے، تو تاقیامت اس کے لیے اجر وثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ خَرَجَ حَاجّاً فَمَاتَ، كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»[2] "جو حج کے ارادے سے نکلا اور راستے میں مرگیا، تو قیامت تک اس کے لیے حج کا ثواب لکھا جاتا رہے گا"۔

ایک اَور مقام پر تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ نے فرمایا: «يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ، وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ»[3] "حاجی کی مغفرت ہوجاتی ہے، اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اُس کی بھی مغفرت کردی جاتی ہے"۔

---

(۱) المرجع نفسه، باب ما جاء في ثواب الحجّ والعمرة، ر: ۸۱۰، صـ۲۰۲.

(۲) "المعجم الأوسط" باب الميم، من اسمه محمد، ر: ۵۳۲۱، ۴/ ۹۳.

(۳) "مُسند البزّار" مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ر: ۹۷۲۶، ۱۷/ ۱۳۵.

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس مقدّس فریضہ کی ادائیگی کے لیے بے قرار رہے، اور ہمہ وقت اس کوشش میں لگا رہے کہ کسی طرح حج کی سعادت حاصل ہو جائے، اگر ہمارا جذبہ ولگن صادق ہیں، تو بارگاہِ الٰہی سے امیدِ واثق ہے کہ -ان شاء اللہ- ایک نہ ایک دن ہم بھی اس دَر کی چوکھٹ کو ضرور چُومیں گے، حج اور زیارتِ رسولِ پاک ﷺ کی سعادت سے اپنا مقدّر چمکائیں گے!۔

حج کے مقاصد

حضراتِ ذی وقار! حج عالَمِ اسلام کا عظیم، پُروقار اور رُوح پروَر اجتماع ہے، یہ دینِ اسلام کا پانچواں رُکن اور قربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر ہم فلسفۂ حج اور اس کے پسِ پردہ مقاصد پر غور وفکر سے کام لیں، تو یہ بات خوب سمجھ میں آجائے گی، کہ حج صرف طواف، سعی، وُقوفِ عرَفہ اور رَمی وغیرہ کا نام نہیں، بلکہ اس میں قدم قدم پر اللہ ورسول کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ کر، اعمالِ صالحہ، اَحکامِ اِلٰہیہ کو تسلیم، صبر واستقامت کا مُظاہرہ، اور کمزور ومساکین کا خیال رکھنے کا درس بھی پنہاں ہے۔

میرے محترم بھائیو! فریضۂ حج ہر صاحبِ حیثیت مسلمان پر زندگی بھر میں صرف ایک بار فرض کیا گیا ہے، یقیناً حکمِ الٰہی کے علاوہ اس کے کچھ خاص مقاصد بھی ہیں، جن کی تکمیل اور رعایت بحیثیت مسلمان ہم سب پر لازم ہے۔ فریضۂ حج کی ادائیگی کے متعدّد مقاصد میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

اعلانِ توحید

حج کا ایک بڑا مقصد اُمّتِ مسلمہ کے قُلوب واَذہان میں عقیدۂ توحید کو راسخ کرنا ہے؛ تاکہ وہ کفر وشرک سے بچے رہیں۔ اللہ رب العالمین سورۂ حج میں ارشاد فرماتا

ہے: ﴿حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾(۱) "ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا شریک کسی کو نہ کرو، اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا آسمان سے گرا، کہ پرندے اسے اُچک لے جاتے ہیں، یا ہوا اُسے کسی دُور جگہ پھینکتی ہے"۔ مراد یہ ہے کہ شرک کرنے والا اپنی جان کو بدترین ہلاکت میں ڈالتا ہے!(۲)۔

ایک اَور مقام پر ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ﴾(۳) "اور مُنادی پکار دیتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے، سب لوگوں میں بڑے حج کے دن، کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں"۔

طواف، سعی، رَمیِ جمرات، اور وُقوفِ عرفہ ومُزدَلفہ ومِنٰی وغیرہ میں حجّاجِ کرام، قدم قدم پر اعلانِ توحید کی صدائیں بلند کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ»(٤) "میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں! یقیناً تمام تعریفیں، نعمتیں اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہے! تیرا کوئی شریک نہیں"۔

---

(١) پ١٧، الحجّ: ٣١.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۷، الحج، زیرِ آیت: ۳۱، صـ۶۲۴۔

(٣) پ١٠، التوبة: ٣.

(٤) "صحيح مسلم" كتاب الحجّ، باب التلبية ...إلخ، ر: ٢٨١١، صـ٤٨٩.

اِتحاد ویگانگت کا فروغ

مسلمان چاہے مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں، یہ علاقائی سرحدیں ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتیں، وہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں، اور ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر محسوس کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾[1] "مسلمان آپس میں بھائی ہیں" کہ آپس میں دینی رابطہ اور اسلامی محبت کے ساتھ مربوط (جڑے ہوئے) ہیں، یہ رشتہ تمام دنیاوی رشتوں سے مضبوط تر ہے[2]۔

تقویٰ وپرہیز گاری

حضراتِ محترم! حج کے عظیم مقاصد ومَطالب میں سے ایک اہم مقصد تقویٰ وپرہیز گاری کا حصول بھی ہے۔ ہم نے سفرِ حج کے لیے اکانومی کلاس (Economy Class) کا ٹکٹ لیا، یا بزنس کلاس (Business Class) کا، کسی عام سے ہوٹل میں ٹھہرے، یا کسی سیون اسٹار ہوٹل (7 - Star Hotel) میں، قربانی کا جانور سستا لیا یا مہنگا، اللہ تعالی کے ہاں ان تکلفات کی کوئی اہمیت نہیں، اس کی بارگاہ میں صرف ہمارا تقویٰ، پرہیز گاری اور اِخلاص دیکھا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾[3] "اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں، اور نہ ان کے خُون، ہاں اس تک تمہاری پرہیز گاری باریاب ہوتی ہے"۔ یعنی قربانی کرنے

---

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۱۰.

(۲) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" پ۲٦، الحجرات، زیرِ آیت: ۱۰، ص۹۴۹۔

(۳) پ۱۷، الحجّ: ۳۷.

والے صرف نیّت کے اِخلاص اور شروطِ تقویٰ کی رعایت سے، اللہ تعالی کو راضی کر سکتے ہیں"[1]۔

حکمِ شریعت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا

حج کا ایک اہم مقصد حکمِ شریعت کی تعمیل بھی ہے۔ تلبیہ، طواف، سعی، رَمی، وُقوفِ عرَفہ ومُزدلفہ ومِنی میں مخصوص اوقات کا لحاظ، اور اِحرام کی پابندی کے ذریعے، انسان حکمِ شریعت کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کرتا ہے، اور قَولی وفعلی طور پر اس بات کا اعتراف کرتا ہے، کہ وہ اللہ تعالی کا عاجز بندہ ہے، اور حکمِ شریعت کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں، چاہے وہ کتنے ہی بڑے مقام ومرتبہ یا منصب پر فائز ہو!۔

حکمِ شریعت کی پابندی کی ایک بہترین مثال، امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ فرمان ہے، جو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے حَجرِ اَسود کو بوسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «إنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ! لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَع! وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ!»[2] "میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے، جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے نہ چُومتا!"۔

بخشش کا ذریعہ

عزیزانِ محترم! بخشش، مغفرت، اور گناہوں کی مُعافی بھی حج کے اہم مقاصد

(۱) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۷، الحج، زیرِ آیت: ۳۷، ص۶۲۵۔

(٢) "صحيح البخاري" باب ما ذكر في الحجر الأسود، ر: ١٥٩٧، صـ٢٥٩.

میں سے ایک ہے۔ جو مسلمان فریضۂ حج کی سعادت سے شرفیاب ہوتا ہے، اور دَورانِ حج فِسق وفجور اور معصیت ونافرمانی سے دُور رہتا ہے، اللہ تعالی اس کے گذشتہ گناہ مُعاف فرمادیتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ حَجَّ لله فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»(۱) "جس نے اللہ تعالی کی خاطر حج کیا، اور اس میں کوئی فحش وگناہ کا کام نہیں کیا، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوکر لَوٹے گا جیسا اُس دن تھا جب اپنی ماں سے پیدا ہوا"۔

درسِ مُساوات

حج کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دنیا سے رنگ ونسل اور امیر غریب کا فرق مٹاکر، باہم مُساوات قائم کرنا بھی ہے۔ حج کے موقع پر لاکھوں مسلمان چاہے وہ عربی ہوں یا عجمی، حاکم ہوں یا محکوم، پیر ہوں یا مرید، استاد ہوں یا شاگرد، عالم ہوں یا غیرعالم، سب اپنے مقام ومنصب کو پیچھے چھوڑ کر، ایک لباس، ایک حالت، اور ایک مقام پر، ایک ہی فریضہ انجام دینے میں مصروف ہوتے ہیں۔

ہر طرح کی امتیازی حیثیتوں سے بالاتر مُساوات کی ایسی مثال، بلاشک وشبہ دنیا کے کسی بھی دین، مذہب یا دنیاوی اجتماع میں دیکھنے کو نہیں ملے گی، یہ صرف دینِ اسلام ہی کا خاصہ ہے، جو اپنے ماننے والوں کے ذریعے، دنیا بھر کو طبقاتی فرق کے خاتمہ کا درس دے رہا ہے!۔

(۱) المرجع نفسه، ر: ۱۵۲۱، صـ۲۷٤.

دینِ حق کی شان وشَوکت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! حج مسلمانوں کا وہ عظیم الشان اجتماع ہے، جس سے دینِ حق کی شان وشَوکت میں مزید اضافہ ہوتا ہے، شب وروز اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف کفّار ومشرکین، مسلمانوں کی یہ اجتماعیت، نظم وضبط، اتحاد واتفاق دیکھ کر مبہوت اور خائف ہوجاتے ہیں، کہ اگر یہ اتحاد واتفاق یونہی برقرار رہا، تو دینِ اسلام کے خلاف ہماری کوئی سازش کامیاب نہیں ہو پائے گی، اور دینِ اسلام روز بروز یونہی پھلتا پھُولتا رہے گا!۔

نظم وضبط کی پابندی

میرے دوستو، بھائیو اور بزرگو! حج سمیت اسلام کی تمام عبادات میں ہمیں نظم وضبط اور وقت کی پابندی کا درس ملتا ہے، اور یہ وہ اَوصافِ حمیدہ ہیں جو باشُعور، مہذَّب اور ترقی یافتہ قوموں کی پہچان ہوا کرتے ہیں، یقیناً حج میں نظم وضبط اور وقت کی پابندی پر مبنی اعمال کے ذریعے، دینِ اسلام ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے، کہ اے مسلمانو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ! اور جس حقیقی مقام ومرتبہ کے تم حقدار ہو اسے پہچانو! اور اس کے حصول کے لیے کوشش کرو! ورنہ تمہارا نام ونشان مٹ جائے گا، اور یہ دنیا تمہیں رَوندتے ہوئے آگے نکل جائے گی! ؏

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں![1]

(۱) "کلیاتِ اقبال" "بانگِ درا، تصویرِ درد، حصہ اوّل، ص۹۷۔

دعا

اے اللہ! ہمیں باربار حج وعمرہ کی سعادت، اور مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے درِ دَولت کی باادب حاضری نصیب فرما، ہمیں حجِ مبرور کی سعادت سے شرفیاب فرما، اِس مقدّس فریضۂ حج کے صدقے ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو مُعاف فرما، ہمیں حج کے مقاصد سے آگاہی عطافرما، ان مقاصد پر پورا اُترنے اور ان کے اہتمام کا جذبہ عنایت فرما، آمین یارب العالمین!۔

مَوت کو مَت بھولو

(جمعۃ المبارک ۴ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۶/۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

مَوت ایک اٹل حقیقت ہے

برادرانِ اسلام! بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ واِیمان ہے کہ مَوت برحق ہے، کوئی بھی انسان اس دنیامیں ہمیشہ نہیں رہے گا، لہٰذا ہرایک کو چاہیے کہ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھے، اور اپنے آپ کو بار بار یہ باوَر کراتا رہے کہ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا ذائقہ ہر ایک کو چکھنا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾[1] "ہر ایک کو مَوت چکھنی ہے، اور تمہارے بدلے (یعنی اعمال کے صِلے) توقیامت ہی کو پورے ملیں گے، جو آگ سے بچا

(۱) پ ٤، آل عمران: ١٨٥.

کر جنّت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا، اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے!"۔

وقت معیّن پر مَوت آکر ہی رہے گی

عزیزانِ محترم! کوئی شخص کتنے ہی محفوظ حفاظتی حصار میں کیوں نہ ہو، وقتِ معیّن پر اسے بھی مَوت آکر ہی رہے گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾(۱) "تم جہاں کہیں ہو مَوت تمہیں (ضرور) آئے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو"۔

مقرّر وقت پر فرشتہ بلا تاخیر رُوح قبض کرلیتا ہے

حضراتِ گرامی قدر! ہر انسان کی موت کا ایک وقت مقرّر ہے، جب وہ وقت آجاتا ہے تو مَوت کا فرشتہ بلا تاخیر اس کی رُوح قبض کرلیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾(۲) "اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر، اور تم پر نگہبان (یعنی نیکی اور گناہ لکھنے والے فرشتے) بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو مَوت آتی ہے، ہمارے فرشتے اس کی رُوح قبض کرتے ہیں، اور وہ قصور (یعنی تعمیلِ حکم میں کوتاہی) نہیں کرتے" اور اپنے فرائض ٹھیک وقت پر ادا کرتے ہیں۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾(۳) "اور ہر گروہ کا ایک وعدہ (مَوت کا وقت

---

(۱) پ ۵، النساء: ۷۸.

(۲) پ ۷، الأنعام: ٦١.

(۳) پ ۸، الأعراف: ۳٤.

معیّن) ہے، توجب ان کا وعدہ آئے گا، نہ ایک گھڑی آگے ہو گا نہ پیچھے "۔

ذِلّت وخواری کا عذاب

جانِ برادر! آج جو لوگ اللہ تعالی کی نافرمانی میں مبتلا ہو کر کفر والحاد اور سرکشی پر آمادہ ہیں، اور اپنی مَوت کو بھلائے بیٹھے ہیں، فرشتے انتہائی سختی سے ان کی رُوح قبض کریں گے، اور بروزِ قیامت انہیں ذِلّت وخواری کا عذاب دیتے ہوئے نارِ جہنّم میں ڈالا جائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ﴾[1] "اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں، اور فرشتے (رُوح قبض کرنے کے لیے) ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں (اور جھڑکتے ہوئے کہتے ہیں) کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا"۔

ہر ایک کو مَوت کا ذائقہ چکھنا ہے

حضراتِ ذی وقار! ہر ایک کو موت کا ذائقہ چکھنا اور اللہ ربّ العالمین کی طرف لَوٹنا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةًؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾[2] "ہر ایک کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، اور ہم جانچنے کے لیے برائی اور بھلائی سے (یعنی راحت وتکلیف، تندرستی وبیماری، دَولتمندی وناداری اور نفع ونقصان سے) تمہاری آزمائش کرتے ہیں، اور تمہیں ہماری

---

(١) پ ٧، الأنعام: ٩٣.

(٢) پ ١٧، الأنبياء: ٣٥.

طرف ہی لَوٹ کر آنا ہے"۔ لہذا اعقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر، مادّہ پرستی اور غفلت کا شکار نہ ہو، اگر اللہ تعالی مال ودَولت دے کر آزمائے تو غرور، تکبُر اور فخر میں مبتلا نہ ہو، اور اگر یہ آزمائش تنگدستی، ناداری، بیماری اور تکلیف کی صورت میں ہے، تو زندگی میں جن مَصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑے، انہیں اپنی آزمائش وامتحان سمجھ کر صبر وتحمل کا مُظاہرہ کیا جائے!۔

مَوت سے غفلت عذابِ جہنّم اور پچھتاوے کا باعث ہے

میرے محترم بھائیو! اپنی مَوت سے غفلت اور گناہوں کا اِرتکاب، بروزِ قیامت عذابِ جہنّم اور اللہ تعالی کی شدید پکڑ کا باعث ہے، آج جو لوگ مَوت کو بُھلائے بیٹھے ہیں، اور اپنی زندگی کو موقعِ غنیمت جانتے ہوئے نیک اعمال کی طرف نہیں آتے، بروزِ قیامت انہیں نَدامت، شرمندگی اور پچھتاوے کا سامنا کرنا پڑے گا، وہ نہایت حسرت ویاس کے ساتھ اس خواہش کا اظہار کریں گے، کہ کاش انہیں ایک موقع مزید دے کر دنیا میں بھیج دیا جائے؛ تاکہ وہ نیک اعمال کر سکیں، اور اپنے گناہوں اور تقصیرات (خطاؤں) کا تدارُک کر سکیں! لیکن اس وقت کا پچھتاوا کچھ کام نہیں آئے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ﴾[1] "یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو مَوت آئے تو کہتا ہے، کہ اے میرے رب! مجھے واپس (دنیا کی طرف) پھیر دیجیے، شاید اَب میں اس میں کچھ بھلائی کماؤں جو چھوڑ آیا ہوں" یعنی نیک اعمال بجالاؤں اور اپنے گناہوں کا اِزالہ کر سکوں!۔

---

(۱) پ ۱۸، المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰.

نیک اعمال اور اپنی مَوت کو یاد رکھنے کا اِنعام

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اِیمان لانے کے بعد نیک اعمال کرنے اور اپنی مَوت کو یاد رکھنے والوں کو، اللہ تعالی بطورِ جزاء بروزِ قیامت جنّت کے بالا خانے، عالی شان محلّات، سرسبز وشاداب باغات اور جاری وساری لہلہاتی نہریں عطا فرمائے گا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾[1] "ہر ایک کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، پھر ہماری ہی طرف لَوٹو گے! اور جو اِیمان لائے اور اچھے کام کیے، ضرور ہم انہیں جنّت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ہمیشہ اُن میں رہیں گے، کیا ہی اچھا اجر کام (یعنی اللہ تعالی کی اِطاعت کرنے) والوں کا!"۔

ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے

حضراتِ محترم! ہمیں اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے، اور اس بات سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دن موت آنی ہے، اور ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا، اور ہر نیک وبد عمل کا حِساب دینا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾[2] "اے حبیب تم فرماؤ! کہ تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرّر ہے، پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے!"۔

---

(۱) پ ۲۱، العنکبوت: ۵۷، ۵۸.

(۲) پ ۲۱، السجدة: ۱۱.

مَوت سے فرار ممکن نہیں

برادرانِ اسلام! کوئی انسان کتنی ہی زیادہ طاقت واختیار کا مالک ہو، موت سے راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتا، اور نہ ہی یہ فرار کسی صورت مفید وسُود مند ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ﴾[1] "اگر موت سے بھاگو تو یہ بھاگنا ہرگز تمہیں نفع نہ دے گا"؛ کیونکہ جو مقدّر ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا!۔

مَوت ہر انسان کا مقدّر ہے

میرے محترم بھائیو! مَوت ہر انسان کا مقدّر ہے، جو ہر حال میں آکر رہے گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾[2] "اے حبیب تم فرماؤ، کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے! پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چُھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا جو تم نے کیا!"۔

ایک اَور مقام پر اِرشاد فرمایا: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾[3] "اور آئی مَوت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا!" ؏

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی؟

جان ٹھہری جانے والی جائے گی!

---

(١) پ ٢١، الأحزاب: ١٦.

(٢) پ ٢٨، الجمعة: ٨.

(٣) پ ٢٦، ق: ١٩.

رُوح رَگ رَگ سے نکالی جائے گی
تجھ پہ اِک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے!
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے![1]

نیک وبد ہر ایک کو مرنا ہے

عزیزانِ مَن !آج لوگ دنیاوی عیش وعشرت میں کھوکر اپنی مَوت اور آخرت کو بُھلا بیٹھے ہیں، قرآن وسنّت کی تعلیمات واَحکام پر عمل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، علمائے دین کے وعظ ونصیحت پر کان نہیں دھرتے، اور اپنے طرزِ عمل سے یوں ظاہر کرتے ہیں جیسے انہیں کبھی مَوت آئے گی ہی نہیں، انہیں اللہ ربّ العالمین کے اس فرمان کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝٣٠ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾[2] "(اے حبیب!) یقیناً تمہیں انتقال فرمانا ہے، اور اُن کو بھی مَرنا ہے، پھر تم لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے"۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "انبیاء اُمّت پر حجت قائم کریں گے کہ انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی، اور دین کی دعوت دینے میں جُہدِ بلیغ فرمائی، اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے"[3]۔

---

(۱) "پھولوں کی ڈالی" مُراقبۂ موت، صـ۱۶۷۔
(۲) پ ۲۳، الزمر: ۳۰، ۳۱.
(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ ۲۳، الزُمر، زیرِ آیت: ۳۱، صـ۸۵۴۔

مَوت کا وقت آنے پر کسی کو مہلت نہیں ملے گی

حضراتِ گرامی قدر! مَوت کا ایک وقت مقرَّر ہے، وقتِ معیّن پر کسی کو ذرّا برابر مہلت نہیں ملے گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾[1] "اور الله ہرگز کسی جان کو مہلت نہیں دے گا جب اس کا وعدہ آجائے، اور الله کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔ لہذا اپنا قیمتی وقت دُنیوی مال واَسباب کے اَنبار لگانے، اور اسے جمع کرنے میں ضائع نہ کریں، اپنی آخرت کی فکر کریں، اور مَوت سے کسی طَور پر غافل نہ ہوں!!۔

دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے

عزیزانِ محترم! دنیا کی زندگی ایک دھوکا، فریب اور کھیل تماشا ہے، لہذا اس کے سبب غفلت میں پڑ کر اپنی مَوت اور آخرت کو بھول جانا حَماقت ونادانی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَ مَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ﴾[2] "یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے"۔

صدر الاَفاضل علاّمہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں، کھیل میں دل لگاتے ہیں، پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں، یہی حال دنیا کا ہے، نہایت سریعُ الزوال (جلدی مٹنے والی) ہے، اور موت یہاں سے ایسے جُدا کردیتی ہے جیسے کھیل کود والے بچے منتشر ہوجاتے ہیں"[3] ع

---

(۱) پ ۲۸، المنافقون: ۱۱.

(۲) پ ۲۱، العنکبوت: ٦٤.

(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۱، العنکبوت، زیرِ آیت: ۶۴، صـ۷۴۷۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ وبُو نے

کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے
جو معمور تھے وہ محَل اَب ہیں سُونے

یہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا

جِیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حُسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

کوئی تیری غفلت کی ہے انتہاء بھی
جُنوں چھوڑ کر اَب ہوش میں آ بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مَوت کی یاد سے متعلق نبوی طرزِ عمل

حضراتِ ذی وقار! حضور نبئ کریم ﷺ اللہ کے پیارے رسول ہونے کے باوُجود مَوت کو کثرت سے یاد فرماتے، اور کسی لمحہ اس سے غافل نہیں ہوتے تھے، حضرت سیّدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے اِرشاد فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا طَرَفَتْ عَيْنَايَ فَظَنَنْتُ أَنَّ شَفْرَاهُمَا يَلْتَقِيَانِ حَتَّى أُقْبَضَ، وَلَا رَفَعْتُ طَرْفِي فَظَنَنْتُ أَنِّي وَاضِعُهُ حَتَّى أُقْبَضَ، وَلَا لَقَمْتُ لُقْمَةً فَظَنَنْتُ أَنِّي أَسِيغُهَا، حَتَّى أُغَصَّ فِيهَا مِنَ الْمَوْتِ» "اس ذاتِ اَقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں جب بھی آنکھ جھپکتا ہوں تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ کہیں پلکیں اکٹھی ہونے سے پہلے ہی میری رُوح قبض نہ کر لی جائے! اور میں جب بھی کسی چیز کی طرف نگاہ اٹھاتا ہوں، تو مجھے گمان گزرتا ہے کہ نگاہ نیچی کرنے سے پہلے میری رُوح قبض کر لی جائے گی! اور جب بھی کوئی لقمہ منہ میں ڈالتا ہوں، تو مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوتا ہے کہ شاید اسے پیٹ تک نہ پہنچا سکوں، اور کہیں یہی لقمہ نگلتے ہوئے گلے میں اٹک کر مَوت کا سبب نہ بن جائے (یعنی کسی لمحہ موت سے غافل نہیں تھے) پھر فرمایا: «يَا بَنِي آدَمَ! إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ فَافْدُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ الْمَوْتِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! ﴿اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾»[1] "اے بنی آدم! اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو، اس ذاتِ پاک

---

(۱) "مُسند الشاميّين" أبو بكر عن عطاء بن أبي رَباح، ر: ۱۵۰۵، ۲/ ۳۶۵.

کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! (پھر آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:) "یقیناً جس (موت) کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے، اور تم (اللہ تعالی کو) تھکا نہیں سکتے" ؏

آگاہ اپنی مَوت سے کوئی بشر نہیں

سامان سَو برس کا ہے پَل کی خبر نہیں[1]

مَوت کی تیاری کرنے والا عقلمند مؤمن ہے

جانِ برادر! موت کو کثرت سے یاد کرنا اور نیک اعمال کے ذریعے اس کی تیاری کرنا، عقلمند مؤمن کی علامت وپہچان ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں، کہ میں حضور نبئ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ انصار میں سے ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا، اور بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں سلام پیش کیا، پھر عرض کی: یا رسول اللہ! کونسا مؤمن افضل ہے؟ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: «أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً» "جو تم میں سے اَخلاق کے اعتبار سے بہتر ہے" اس نے پھر عرض کی: کونسا مؤمن عقلمند ہے؟ سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْراً، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَاداً، أُولَئِكَ الْأَكْيَاسُ»[2] "جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا، اور اس کے بعد (والی زندگی) کے لیے اچھی تیاری کرنے والا ہے، وہی عقلمند (مؤمن) ہیں"۔

---

(۱) کلام حیرت الہ آبادی۔

(۲) "سنن ابن ماجه" كتاب الزُهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ر: ٤٢٥٩، صـ٧٢٧.

مَوت کو ناپسند کرنا انسان کا وطیرہ ہے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! مَوت کو ناپسند جاننا انسان کا وطیرہ ہے، حالانکہ دنیاوی فتنہ وفساد اور آزمائشوں میں مبتلا ہونے کے بجائے مَوت کا آجانا کہیں زیادہ بہتر ہے، حضرت سیّدنا محمود بن لبید رَضِیَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولِ اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اِرشاد فرمایا: «اثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ: (١) الْمَوْتُ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ، (٢) وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ، وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ»[1] "آدمی دو ۲ چیزوں کو پسند نہیں کرتا: **ایک** موت کو، جبکہ مَوت مؤمن کے لیے دنیاوی آزمائشوں سے بہتر ہے۔ **دوسرے** مال ودَولت کی کمی کو، جبکہ مال ودَولت کم ہو تو اس کا حساب بھی کم ہو گا"۔ لہذا اعقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دنیا کی لذّتوں اور رنگینیوں سے خود کو دُور رکھے، مال ودَولت اور دیگر خواہشاتِ نفس کی پیروی سے دُور رہے، اور اپنی موت کو کثرت سے یاد رکھے، بلکہ اسے محبوب جانے!۔

مَوت کو یاد رکھنے کے دینی فوائد

حضراتِ گرامی قدر! موت کو یاد رکھنے اور اس کا کثرت سے ذِکر کرنے کے متعدّد دینی فوائد ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) دُنیاوی لذّتوں کا خاتمہ

عزیزانِ مَن! مَوت کا کثرت سے ذکر، دنیاوی لذّتوں کو ختم کرتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اِرشاد

---

(١) "مُسنَد الإمام أحمد" حديث محمود بن لبيد، ر: ٢٣٦٨٦، ٩/ ١٥٩.

فرمایا: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَذَّاتِ»[1] "لذّتوں کو ختم کرنے والی چیز (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو"۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اِسے کثرت سے یاد کرے، اور اس کے لیے تیاری کرے؛ کہ اَیسا کرنا بروزِ قیامت ذریعۂ نَجات اور دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ہے۔

(۲) مَوت اللہ تعالی سے ملاقات کا ذریعہ ہے

مَوت اللہ ربّ العالمین سے ملاقات کا ذریعہ ہے، لہذا جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے، مرنے کے بعد اللہ تعالی سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالی بھی اُس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: «قَالَ اللهُ: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ»[2] "اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے، تو میں بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں، اور جب وہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، تو میں بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں"۔

(۳) وُسعت وکشائش کا سبب

جانِ برادر! مَوت کو تنگی میں یاد کرنا وُسعت وفراخی کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هاذِمِ اللذَّاتِ المَوْتِ؛ فإنّه

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الزُهد، باب ما جاء في ذكر الموت، ر: ۲۳۰۷، صـ۵۲۹.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ۷۵۰٤، صـ۱۲۹۲.

لم يَذْكُرْهُ أحَدٌ فِي ضيقٍ مِنَ العَيْشِ إلاَّ وَسَّعَهُ»[1] "لذّتوں کوختم کرنے والی چیز یعنی موت کوبکثرت یاد کرو؛ کیونکہ جس نے تنگی میں موت کو یاد کیا، اُس (موت) نے اس پر زندگی فراخ کر دی" ؏

تَرک اَب ساری فُضولیات کر
یُوں نہ ضائع اپنی تُو اَوقات کر

رِہ نہ غافل یادِ حق دن رات کر
ذِکر وفکرِ ہاذِم اللذّات کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے[2]

(۴) دنیا سے بے رغبتی

مَوت کوکثرت سے یاد کرنا دنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے، اور گناہوں کو زائل کرنے کا سبب ہے، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: «أكثِروا ذِكرَ المَوتِ؛ فإنّهُ يُمَحِّصُ الذُّنوبَ، ويُزَهِّدُ في الدُّنيا»[3] "موت کوکثرت سے یاد کیاکرو؛ کہ وہ گناہوں کو زائل کرتی ہے

(١) "مُسند البزّار" مُسنَد أبي حمزة أنس بن مالك، ر: ٦٩٨٧، ١٣/ ٣٥٢. "الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير" حرف الهمزة، ر: ٢٣١٤، ١/ ٢١٢.

(٢) "پھولوں کی ڈالی" "مُراقبۂ موت، صـ١٧٠۔

(٣) "ذكر الموت" لابن أبي الدنيا، ر: ١٤٨، صـ٨١، ٨٢.

اور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے" ؏

عیش کر غافل نہ تو آرام کر
مال حاصل کر نہ پیدا نام کر

یادِ حق دنیا میں صبح وشام کر
جس لیے آیا ہے تُو وہ کام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے![1]

قبروں کی زیارت موت کی یاد دلاتی ہے

میرے محترم بھائیو! قبروں کی زیارت موت کی یاد دلاتی ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «فَزُورُوا الْقُبُورَ؛ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ»[2] "قبروں کی زیارت کرو؛ کہ یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے"۔ لہذا دنیا کی رنگینیوں سے باہر نکلیں، خوابِ غفلت سے جاگیں، خود کو موت کی یاد دلانے کے لیے بار بار قبرستان جائیں، قبروں کے پاس بیٹھ کر اپنی آخرت کے بارے میں غور وفکر کریں، اور اللہ ربّ العالمین کے حضور سچی توبہ کریں!!۔

---

(۱) "پھولوں کی ڈالی" مُراقبۂ موت، صـ۱۶۹۔
(۲) "صحیح مسلم" کتاب الجنائز، ر: ۲۲۵۹، صـ۳۹۲.

دنیاوی مشکلات اور مَصائب سے گھبرا کر موت کی تمنّا کرنا

جانِ برادر! دُنیوی مشکلات اور مَصائب سے گھبرا کر موت کی تمنّا کرنا شرعًا جائز نہیں، حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَابُدَّ مُتَمَنِّياً فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْراً لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْراً لِي»[۱] "رنج وغم کے باعث تم میں کوئی موت کی تمنّا ہرگز نہ کرے، اگر بہت لاچار ہو جائے تو یوں کہہ سکتا ہے، کہ اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے، اور مجھے وفات دے جس وقت موت میرے حق میں بہتر ہو"۔

مقصدِ حیات سے غفلت

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! موت کو ناپسند جان کر اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر، آج ہم اپنا مقصدِ حیات ہی بھلا بیٹھے ہیں، بے ایمانی، رشوَت ستانی، حرام خوری، سُود وقمار بازی، ناپ تول میں کمی جیسی مذموم صفات آج ہماری عادت بن چکی ہیں، اگر ہم نے ان مذموم صفات اور دنیا کی محبت سے اپنی جان نہ چھڑائی، اور آخرت کی تیاری طرف نہ آئے، تو اللہ تعالی ہمارے دِلوں میں بزدلی ڈال دے گا، اور ہم موت کو ناپسند کرنے لگیں گے، حضرت سیّدنا ثَوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى

---

(۱) المرجع نفسه، كتاب الذكر والدعاء، ر: ٦٨١٤، صـ٤١.

الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا» "عنقریب ایک وقت ایسا آئے گا جب دوسری اَقوام (کفّار) تمہارے خلاف ایک دوسرے کو ایسے بلائیں گی، جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو اپنے پیالے (دَسترخوان) پر بلاتی ہیں" کسی نے عرض کی کہ کیا ایسا ہماری قلّت کے باعث ہوگا؟ فرمایا: «بَلْ أَنْتُم يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ المَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ» "بلکہ اُس وقت تم لوگ کثرت میں ہوگے، لیکن ایسے بے کار ہوگے جیسے سیلاب کا لایا ہوا کچرا، اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے دِلوں سے تمہارا رُعب نکال دے گا، اور تمہارے دِلوں میں بزدلی ڈال دے گا!" سائل عرض گزار ہوا کہ یا رسولَ اللہ! بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: «حُبُّ الدُّنْيَا، وَكَرَاهِيَةُ المَوتِ»[1] "دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا"۔ لہذا میرے پیارو! خوابِ غفلت سے جاگو، دل سے دنیا کی محبت کو نکالو، اپنی موت کو کثرت سے یاد کرو؛ کہ دنیا کی یہ زندگی عارِضی وفانی ہے، جبکہ آخرت کی زندگی دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے! ع

بےوفا دنیا پہ مَت کر اعتبار
تُو اچانک مَوت کا ہوگا شکار

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ!
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ![2]

(۱) "سنن أبي داود" باب في تداعي الأمم على الإسلام، ر: ٤٢٩٧، صـ٦٠٣ .
(۲) "وسائلِ بخشش" "مثنویٔ عطّار، ص۷۱۱۔

موت کے بعد نیک کام کی مہلت نہیں ملے گی

حضراتِ ذی وقار! موت سے قبل زندگی کو غنیمت جانیے اور خُوب نیک اعمال کر لیجیے، صدقہ وخیرات دیں، راہِ خدا میں خرچ کریں، ورنہ موت آنے کے بعد کسی نیک عمل کی مہلت نہیں ملے گی، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾[1] "ہمارے دیے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو، قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو مَوت آئے، پھر کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدّت تک مہلت کیوں نہ دی؟ کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا!"۔

عقلمندی کا تقاضا

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! بروزِ قیامت پچھتانے اور کفِ افسوس ملنے کے بجائے، زندگی جیسی عظیم نعمت کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اُٹھالینا ہی عقلمندی ہے؛ کیونکہ اگر یہ نعمت چلی گئی تو پھر نیکی کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور نبئ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «اغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: (١) شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ (٢) وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ (٣) وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ (٤) وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ (٥) وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ»[2] "پانچ ۵ چیزوں کو پانچ ۵ سے پہلے غنیمت جانو: (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲) صحت کو بیماری سے پہلے، (۳) مالداری کو

(١) پ٢٨، المنافقون: ١٠.

(٢) "مُستدرَك الحاكم" كتاب الرقاق، ر: ٧٨٤٦، ٨/ ٢٧٩٧.

محتاجی سے پہلے، (۴) فراغت کو مشغولیت سے پہلے (۵) اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو"۔

لہذا ان نعمتوں کو غنیمت جان کر ہم سب کو اپنی زندگی شریعتِ اسلام کے مطابق گزارنی ہے، آخرت کی تیاری کرنی ہے، اور گناہوں سے بچ کر نیک اعمال پر ہیشگی اختیار کرنی ہے۔

دعا

اے اللّٰہ! ہمیں غفلت سے نَجات عطا فرما، قبر کی تیاری کی توفیق عطا فرما، اپنی موت کو کثرت سے یاد کرنے کی سوچ عنایت فرما، ہمیں نیک بنا، اچھے اعمال کی توفیق دے، گناہوں سے بچا، فرائض وواجبات کی پابندی کی توفیق عطا فرما، اور اچھا سچا اور باعمل مسلمان بنا، آمین یاربّ العالمین!۔

اللہ کی خاطر کسی سے محبت یاعداوت

(جمعۃ المبارک ۱۱ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ - ۲۰۲۳/۰۶/۳۰ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! اللہ ربّ العالمین سے محبت وعداوَت کا مفہوم یہ ہے، کہ بندۂ مؤمن رِضائے الٰہی کی خاطر کسی سے محبت ودشمنی رکھے، حضرت سیّدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ أَحبَّ لله وَأَبْغَضَ لله، وَأَعْطَى لله وَمَنَعَ لله، فَقَدِ اسْتكْمَلَ الْإِيمَانَ»[1] "جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے، اور اللہ ہی کی خاطر عداوَت رکھے، اللہ کی خاطر کسی کو کچھ دے، اور اللہ ہی کی خاطر کچھ دینے سے ہاتھ روکے، اُس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا"۔

اِیمان کا زیادہ مضبوط گوشہ

عزیزانِ محترم! اللہ ورسول کی خاطر کسی سے محبت وعداوَت، اِیمان کی زیادہ

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، ر: ٤٦٨١، صـ٦٦١.

مضبوطی کا سبب ہے، حضرت سیّدنا ابوذَر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: «أَيُّ عُرَى الْإِيْمَانِ -أَظُنُّهُ قَالَ-: أَوْثَقُ؟» "ایمان کا کونسا گوشہ زیادہ مضبوط ہے؟" عرض کی: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: «الْمُوَالَاةُ فِي اللهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللهِ، وَالْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ»[1] "اللہ تعالی کی خاطر آپس کی دوستی، اور اللہ تعالی کی خاطر دشمنی، اللہ کی خاطر کسی سے محبت، اور اللہ تعالی ہی کی خاطر نفرت ہونا"۔ یعنی جس طرح بندۂ مؤمن رِضائے الٰہی کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں سے محبت رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ کافروں اور دین دشمنوں سے بھی اسی طرح اللہ کی خاطر نفرت رکھے۔

اللہ تعالی کی خاطر کسی سے محبت وعداوَت رکھنا بہترین عمل ہے

حضراتِ گرامی قدر! اللہ ورسول کی خاطر کسی سے محبت وعداوَت رکھنا، اللہ ربّ العالمین کے نزدیک سب سے پیارا اور پسندیدہ عمل ہے، حضرت سیّدنا ابوذَر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہی روایت ہے، سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ»[2] "بہترین عمل اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے عداوَت ہے"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں کہ "اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے محبت جبھی ہوگی جب اللہ سے محبت ہوگی، اور اللہ

(١) "المعجم الكبير" باب العين، ر: ١١٥٣٧، ١١/ ١٧٢.

(٢) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب مجانبة أهل الأهواء وبغضهم، ر: ٤٥٩٩، صـ٦٥٠.

کی محبت اس کے تمام اَحکام کی محبت کا ذریعہ ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باوَرچی سے اس لیے محبت کرے کہ اس سے اچھا کھانا پکوا کر فقراء میں بانٹے، تو یہ اللہ کی خاطر محبت ہے، اور اگر کوئی عالم دین سے اس لیے محبت کرے کہ اس سے علمِ دین سیکھ کر دنیا کمائے، تو یہ دنیا کی خاطر محبت ہے"(۱)۔

کامل وافضل اِیمان کی علامت

عزیزانِ مَن! اللہ ورسول سے محبت، کامل وافضل اِیمان کی علامت ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل اِیمان کے متعلق پُوچھا، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَنْ تُحِبَّ لله وَتُبْغِضَ لله، وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ الله» "(افضل اِیمان یہ ہے کہ) تم اللہَ کی خاطر کسی َسے محبت وعداوَت رکھو، اور اپنی زَبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھو"۔ حضرت سیّدنا مُعاذ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کے علاوہ مزید کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ»(۲) "لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے چاہتے ہو، اور اُن کے لیے بھی وہ ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرو"۔

اسلام کی سب سے درمیانی کڑی اور عمل

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالی کی خاطر کسی سے محبت یا عداوَت، اسلام کی سب سے افضل کڑی اور عمل ہے، حضرت سیّدنا بَراء بن عازِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" کتاب الایمان، دوسری فصل، زیرِ حدیث: ۳۲، ۱/۴۴۔

(۲) "مُسند الإمام أحمد" حديث مُعاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه، ر: ۲۲۱۹۱، ۸/ ٤٤٥.

حضور نبئ اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، کہ ارشاد فرمایا: «أَيُّ عُرَى الْإِسْلَامِ أَوْسَطُ» "اسلام کی کونسی کڑی سب سے درمیانی ہے؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: نماز، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «حَسَنَةٌ! وَمَا هِيَ بِهَا؟» "یہ بھی ٹھیک ہے، لیکن وہ کیا ہے جو میں نے پُوچھی؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: زکات، سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: «حَسَنَةٌ! وَمَا هِيَ بِهَا؟» "یہ بھی ٹھیک ہے، لیکن وہ کیا ہے جو میں نے پوچھی؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: رمضان کے روزے، سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا: «حَسَنٌ! وَمَا هُوَ بِهِ؟» "اچھا کام ہے، لیکن (جس کے متعلق میں نے پوچھا) وہ کیا ہے؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: حج، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «حَسَنٌ! وَمَا هُوَ بِهِ؟» "یہ بھی ٹھیک ہے، لیکن وہ کیا ہے جو میں نے پوچھا؟" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: جہاد، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «حَسَنٌ! وَمَا هُوَ بِهِ؟» "اچھا کام ہے، لیکن وہ کیا ہے جو میں نے پوچھا؟" پھر حضور نبئ کریم ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمادیا: «إِنَّ أَوْسَطَ عُرَى الْإِيمَانِ: أَنْ تُحِبَّ فِي اللهِ وَتُبْغِضَ فِي اللهِ»(۱) "ایمان کی سب سے درمیانی (عمدہ) کڑی یہ ہے، کہ تم اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھو، اور اللہ کی خاطر نفرت رکھو"۔

اللہ تعالی اپنے آپ پر ایسے لوگوں کی محبت واجب فرماتا ہے

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی کی خاطر باہم محبت رکھنے، اور دینی مجالس ومحافل سجانے والوں کے حق میں، اللہ تعالی کی طرف سے محبت واجب ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے، کہ میں نے حضور نبئ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

(۱) المرجع نفسه، حديث البراء بن عازِب، ر: ١٨٥٤٩، ٦/ ٤١٠.

«قَالَ اللہ ﷻ: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ»[1] "اللہ عزّوجلّ نے فرمایا کہ میری خاطر محبت کرنے والوں، میری خاطر مجلسیں قائم کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے والوں، اور میری خاطر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی!"۔

تمام اعمال کا مرکز ومحوَر ذاتِ الٰہی ہونا چاہیے

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! ایمان کی حقیقت کو پانے کے لیے ضروری ہے، کہ بندۂ مؤمن کی پسند ناپسند اور رِضا وچاہت کا مرکز ومحوَر صرف ذاتِ الٰہی ہو، حضرت سیّدنا عَمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَحِقُّ الْعَبْدُ حَقَّ صَرِيحِ الْإِيمَانِ، حَتَّى يُحِبَّ لله تعالى وَيُبْغِضَ لله، فَإِذَا أَحَبَّ لله تبارك وتعالى وَأَبْغَضَ لله تبارك وتعالى، فَقَدِ اسْتَحَقَّ الْوَلَاءَ مِنَ الله»[2] "بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا، جب تک وہ اللہ کی خاطر کسی سے راضی، اور اللہ ہی کی خاطر کسی سے ناراض نہ ہو، اور جب اس نے یہ کام کر لیا تو اس نے اللہ کی طرف سے ایمان کی حقیقت کو پالیا"۔ لہٰذا ہر دینی ودنیاوی مُعاملہ میں اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں، کہ جو بھی کام کیا جائے اُس میں اللہ تعالی کی خاطر رِضا وناراضگی، اور محبت وعداوَت کے پہلو کا خاص خیال رہے، اور ایسا کوئی کام نہ ہو جس میں خالصۃً ہمارے نفس کا عمل دخل ہو!!۔

---

(١) "مُستدرَك الحاكم" كتاب البِر والصِلة، ر: ٧٣١٤، ٧/ ٢٦١٢.

(٢) "مُسنَد الإمام أحمد" حديث عَمرو بن الجموح، ر: ١٥٥٤٩، ٥/ ٢٩٣.

رحمتِ الٰہی کے سائے میں جگہ

میرے محترم بھائیو! عظمتِ الٰہی کی خاطر باہم محبت رکھنے والے مسلمان، بروزِ قیامت رحمتِ الٰہی کے سائے میں ہوں گے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي»[1] "اللہ تعالی بروزِ قیامت ارشاد فرمائے گا، کہ میری عظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے آج کہاں ہیں؟ میں انہیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دُوں! آج میرے سایۂ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہیں!"۔

اللہ تعالی کی خاطر باہم محبت رکھنے کی فضیلت

برادرانِ اسلام! جو مسلمان اللہ تعالی کی خاطر باہم محبت رکھتے، ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے، راہِ خدا میں خرچ کرتے، اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالی بھی اُن سے محبت فرماتا ہے، حضرت سیّدنا عَمرو بن عبَسہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ عز وجل يَقُولُ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَحَابُّونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَصَافُونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَزَاوَرُونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَبَاذَلُونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَنَاصَرُونَ مِنْ أَجْلِي»[2] "اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری محبت کے حقدار

---

(١) "صحيح مسلم" باب فضل الحبّ في الله تعالى، ر: ٦٥٤٨، صـ١١٢٥.
(٢) "مُسنَد الإمام أحمد" حديث عَمرو بن عبَسة، ر: ١٩٤٥٥، ٧/ ١١٣.

ہیں جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کی خیر خواہی کرتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے سے ملتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کے لیے خرچ کرتے ہیں، اور جو میری خاطر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، وہ لوگ میری محبت کے حقدار ہیں"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَنَّ رَجُلاً زَارَ أَخاً لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكاً، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخاً لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللهِ [عزّ وجلّ] قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ!»(۱).

"ایک شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لیے دوسری بستی میں گیا، اللہ تعالی نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بھیجا، جب اُس شخص کا اس کے پاس سے گزر ہوا، تو فرشتے نے پُوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا: اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس سے ملنے کا ارادہ ہے، فرشتے نے پوچھا: کیا تم نے اُس پر کوئی احسان کیا ہے جس کی تکمیل مقصود ہے؟ اس نے کہا: اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ مجھے اس سے صرف اللہ کی رِضا کے لیے محبت ہے، تب اس فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے پاس اللہ تعالی کا یہ پیغام لایا ہوں، کہ جس طرح تم اُس شخص سے محض اللہ تعالی کی خاطر محبت کرتے ہو، اللہ تعالی بھی تم سے محبت فرماتا ہے"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" باب فضل الحبّ في الله تعالى، ر: ٦٥٤٩، صـ١١٢٥.

نُور کے منبر اور قیامت کی گھبراہٹ سے نَجات

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالیٰ کی رِضا و خوشنودی کی خاطر باہم محبت رکھنے والوں کے بیٹھنے کے لیے بروزِ قیامت نُور کے منبر رکھے جائیں گے، اُن کے چہروں کو رَوشن و منوّر کیا جائے گا، اور حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء ان کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر رشک فرمائیں گے، حضرت سیّدنا ابو مالک اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا وَاعْقِلُوا وَاعْلَمُوا! أَنَّ لله عزوجل عِباداً لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ عَلَى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ الله» "اے لوگو سنو سمجھو اور جان لو! کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہداء، انبیاء و شہداء بھی اُن کے مَراتب اور اللہ کے ہاں اُن کا قرب دیکھ کر رشک کریں گے"۔

دُور سے آنے والے ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: یا نبیَ اللہ! جو لوگ نہ نبی ہوں نہ شہید، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء ان کی نشستگاہ اور اللہ کے قرب پر رشک کریں گے؟! اُن کی خُوبی ہمارے سامنے بیان فرما دیجیے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیہاتی کے اس سوال سے خوش ہوئے اور فرمایا: «هُمْ نَاسٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ، لَمْ تَصِلْ بَيْنَهُمْ أَرْحَامٌ مُتَقَارِبَةٌ، تَحَابُّوا فِي الله وَتَصَافَوْا، يَضَعُ اللهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، فَيُجْلِسُهُمْ عَلَيْهَا، فَيَجْعَلُ وُجُوهَهُمْ نُوراً، وَثِيَابَهُمْ نُوراً، يَفْزَعُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَفْزَعُونَ، وَهُمْ أَوْلِيَاءُ الله الَّذِينَ لَا خَوْفٌ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ»[1] "یہ لوگوں میں سے وہ ہیں جو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی آپس میں کوئی رشتہ داری نہیں، وہ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں، اللہ تعالی ان کے لیے قیامت کے دن نُور کے منبر رکھ کر انہیں ان پر بٹھائے گا، ان کے چہرے اور کپڑے پُر نور بنادے گا، بروزِ قیامت لوگ گھبرائیں گے مگر یہ لوگ نہیں گھبرائیں گے، یہی وہ اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خَوف ہو گا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے"۔

اللہ تعالی کی خاطر محبت کرنے والوں کی بروزِ قیامت باہم ملاقات

عزیزانِ مَن! جو لوگ دنیا میں اللہ تعالی کی خاطر باہم محبت رکھنے کے باوُجود باہم ملاقات وزیارت سے محروم رہیں گے، بروزِ قیامت اللہ تعالی انہیں باہم ملادے گا، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «لَوْ أَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِي اللهِ عزّ وجلّ، وَاحِدٌ فِي الْمَشْرِقِ وَآخَرُ فِي الْمَغْرِبِ، لَجَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: هَذَا الَّذِي كُنْتَ تُحِبُّهُ فِيَّ»[2] "اگر دو ۲ بندے اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھیں، ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں، پھر بھی اللہ تعالی قیامت کے روز انہیں ضرور ملادے گا، اور فرمائے گا کہ یہ ہے وہ (شخص) جس سے تو میری خاطر محبت رکھتا تھا"۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے دل میں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور اللہ تعالی کے

---

(١) "مُسنَد الإمام أحمد" حديث أبي مالك الأشعري، ر: ٢٢٩٧٠، ٨/ ٤٤٩، ٤٥٠.

(٢) "شُعَب الإيمان" باب في مقاربة أهل الدين وموادّتهم ...إلخ، ر: ٩٠٢٢، ٦/ ٢٩٩٦.

نیک بندوں کی محبت رکھیں؛ تاکہ بروزِ قیامت ان حضرات کی زیارت، دِیدار اور ملاقات کا شرف حاصل ہو، اور ان کے وسیلہ وشَفاعت کے طفیل ہماری بھی بخشش، مغفرت اور نَجات ہوجائے!۔

لوگوں سے محبت وعداوَت کامعیار

حضراتِ گرامی قدر! دینِ اسلام میں لوگوں سے محبت ونفرت اور عداوَت کا معیار ومحوَر صرف اللہ ورسول کی ذات ہے، لہذا انہی کی خاطر لوگوں سے محبت وتعلقات رکھے جائیں، اور انہی کی خاطر کسی سے قطع تعلقی اختیار کی جائے، اور اس مُعاملہ میں حضور نبئ کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے ساتھ ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے نقشِ قدم کی پیَروی کی جائے۔ ایک روایت میں ہے، حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «وَالله لَقَدْ لَانَ قَلْبِي فِي الله حَتَّى لَهُوَ أَلْيَنُ مِنَ الزُّبدِ، وَلَقَدِ اشْتَدَّ قَلْبِي فِي الله حَتَّى لَهُوَ أَشَدُّ مِنَ الْحَجَرِ»[1] "اللہ کی قسم! میرا دل اللہ تعالی (کی محبت میں لوگوں) کے لیے مکھن سے بھی زیادہ نرم ہوگیا ہے، اور اللہ ہی (کی محبت میں اس کے دشمنوں) کے لیے میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگیا ہے"۔

کفّار ومشرکین کے ساتھ دوستی

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالی کی خاطر محبت وعداوَت رکھنے میں جو رُکاوٹیں حائل ہیں، اُن میں ایک بڑی رُکاوٹ یہود ونصاریٰ کے ساتھ دوستی بھی ہے؛ کیونکہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ دوستی اللہ تعالی کی خاطر محبت وعداوَت کے مفہوم سے واضح

---

(۱) "حلية الأولياء وطبقات الأصفياء" عمر بن الخطّاب، ر: ۱۲٦، ۱/ ۸۷.

خلاف ورزی، اور خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ﴾[1] "مسلمان مسلمانوں کے سِوا کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں، اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کچھ تعلق نہ رہا!"۔ جبکہ آج ہمارا حال یہ ہے کہ عالَمِ اسلام کی اکثریت یہود ونصاریٰ کی دوستی کا دَم بھرتے نہیں تھکتی، متعدّد اسلامی ممالک نے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف کفّار ومُشرکین کے ساتھ جنگی اتحاد قائم کر رکھے ہیں، ان کے طَور اَطوار اور کلچر (Culture) اپنانے میں فخر کا مُظاہرہ کرتے ہیں، اپنی درسگاہوں اور تعلیمی اداروں میں مغربی نظامِ تعلیم کو رائج کر رکھا ہے، یہ سب یہود ونصاریٰ سے دوستی کی مختلف صورتیں ہیں، اور یہ اللہ ورسول کے حکم کی صاف خلاف ورزی ہے، لہذا بحیثیت مسلمان ہمیں اپنے طَور طریقوں اور منفی طرزِ عمل پر غور وفکر، اور پھر تبدیلی کی اَشد ضرورت ہے۔

اَولیائے کرام سے دشمنی وعداوَت

جانِ برادر! اللہ تعالی کی خاطر کسی سے محبت وعداوَت رکھنے میں ایک اَور بڑی رُکاوٹ اولیائے کرام، بزرگانِ دین اور دیندار لوگوں سے دشمنی وعداوَت بھی ہے؛ کیونکہ حضراتِ اولیائے کرام اور صالحین سے دشمنی وعداوَت رکھنے والا، کسی بھی صورت اللہ تعالی کی خاطر محبت وعداوت رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا، نیز اَیسے شخص کے خلاف اللہ ربّ العالمین کا اعلانِ جنگ ہے، حدیثِ قدسی میں ہے، حضور

(۱) پ۳، آل عمران: ۲۸.

نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «إنّ الله تعالى قال: مَنْ عَادَى لِي وَلِيّاً فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ»(۱) "یقیناً اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے، کہ جس نے میرے کسی ولی سے عداوَت رکھی، اُس کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے"۔ لہذا اللہ تعالی کے نیک بندوں سے ہمیشہ محبت رکھیں، اُن کا ادب واحترام بجالائیں، اُن کی صحبت اختیار کریں، اُن کے علم ومُشاہدات سے خوشہ چینی کریں، اور اپنی دنیاوآخرت کو بہتر بنائیں!۔

رحمتِ الٰہی سے محرومی کا باعث

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالی کی خاطر کسی سے محبت وعداوت نہ رکھنا، رحمتِ الٰہی سے محرومی اور دنیاوآخرت کی ناکامی کا باعث ہے، حضرت سیّدنا واثلہ بن اَسقع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «وَيُؤْتَى بِعَبْدٍ مُحْسِنٍ فِي نَفْسِهِ لَا يُرَى أَنَّ لَهُ ذَنْباً، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ كُنْتَ تَوَالِي أَوْلِيَائِي؟ قَالَ: كُنْتُ مِنَ النَّاسِ سِلْماً، قَالَ: فَهَلْ كُنْتَ تُعَادِي أَعْدَائِي؟ قَالَ: يَا رَبِّ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ شَيْئاً، فَيَقُولُ اللهُ ﷻ: لَا يَنَالُ رَحْمَتِي مَنْ لَا يُوَالِي أَوْلِيَائِي، ويُعَادِي أَعْدَائِي!»(۲) "قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو اپنے آپ میں یہ نہیں سمجھتا ہوگا کہ اس کا کوئی گناہ ہے، اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تُو میرے دوستوں (یعنی حضراتِ اولیائے کرام) سے دوستی رکھتا تھا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں تو لوگوں کے لیے امن کا خواہاں تھا۔ پھر رب تعالی فرمائے گا: کیا تُو میرے دشمنوں سے دشمنی رکھتا تھا؟ وہ عرض کرے گا کہ

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، باب التواضُع، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.
(۲) "المعجم الكبير" مكحول الشامي عن واثلة، ر: ١٤٠، ٢٢/ ٥٩.

اے میرے رب! میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ جو میرے دوستوں سے دوستی، اور میرے دشمنوں سے دشمنی نہ رکھے، وہ میری رحمت سے حصہ نہیں پاسکتا!"۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اللہ تعالی کی خاطر کسی سے محبت یا عداوَت رکھنا، لین دَین کرنا یا اُس سے باز رہنا، حضراتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا نیازمند رہنا، اللہ کے مقرّب بندوں سے محبت رکھنا، محبتِ الٰہی میں اضافے کے لیے ان کی صحبت اختیار کرنا، اُن کی تعظیم کرنا، یہود ونصاریٰ وکفّار سے نفرت کرنا، اُن سے تجارتی مُعاہدے اور جنگی اتحاد بناکر، اپنے مسلمان بھائیوں پر جنگیں مسلّط کرنا، یہ سب اُمور اللہ کی خاطر محبت وعداوَت کے مفہوم کے سراسر مُنافی ہیں، لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمیں اپنے قول وفعل کے تضاد کا اَز سرِنَو جائزہ لینا چاہیے، اور اپنی اِصلاح کی بھرپور اور تیزتر کوشش کرنی چاہیے!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنی خاطر لوگوں سے محبت وعداوَت رکھنے کی توفیق عطا فرما، اچھے اچھے کاموں کی سعادت نصیب فرما، تقویٰ وپرہیزگاری نصیب فرما، شُبہات اور تمام اَسبابِ گناہ سے اجتناب کی توفیق عطا فرما، بُرے لوگوں کی دوستی سے بچا، اپنے نیک بندوں کی صحبت اور ان سے محبت رکھنے کی توفیق مَرحمت فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

مواعظ الجمعہ

تحسینِ خطابت

۲۰۱۸ء

تالیف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

واعظ الجمعہ

تحسینِ خطابت

۲۰۱۹ء

تالیف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

المعتقَد المنتقَد

للعلّامة الإمام فضل الرّسول البَدَايُوني قدس سره

(ت ١٢٨٩هـ)

مع حاشية

المعتمَد المستنَد بناء نَجاةِ الأبد

لشيخ الإسلام والمسلمين، إمام أهل السُنّة والجماعة

الإمام أحمد رضا خانْ رحمه الله تعالى

(ت ١٣٤٠هـ)

تحقيق واعتناء

د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني حفظه الله تعالى